(Edi

دیوان
شاکر ناجی

10

نایاب

جزسش

~~Wali-ul-Haque Ans~~

~~Diwani Wali~~

انتساب

خلوص و عقیدت کے ساتھ

شعبہ اردو دہلی یونی ورسٹی

کی ادبی خدمات کی نذر

فضل الحق

دہلی میں اردو شاعری کی باقاعدہ ابتدا دیوان دکی کی آمد سے قبل ہو چکی تھی۔ ولی کی غزلوں کا رنگ و آہنگ تاثر و توانائی دیکھ کر دہلوی شعرا کو نئی روشنی ملی اور اعتماد حاصل ہوا۔ ولی کا دیوان پہنچا تو بقول مولانا محمد حسین آزاد "اشتیاق نے ادب کے ہاتھوں پر لیا۔ قدر دانی نے غور کی آنکھوں سے دیکھا۔ لذت نے زبان سے پڑھا گیت موقوف ہو گئے، قوال معرفت کی محفلوں میں انھیں کی غزلیں گانے بجانے لگے ارباب نشاط یاروں کو سنانے لگے"۔[1]

فائز دہلوی کا کلام ولی کی مکمل نمایندگی کرتا ہے تو حاتم کی غزلوں میں ان کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ ناجی، آبرو، مضمون اور یکرنگ سادگی و پرکاری سے زیادہ "بانکپن" اور "طرحداری" کے شیدائی تھے۔ سبزہ معشوق و مئے پر جان دیتے تھے سماع کی محفلوں اور محرم کی مجلسوں کے ساتھ میلوں ٹھیلوں کے رسیا تھے۔ دربار سے بازار تک زندگی کا چلن عام تھا۔ سماج نے "نشاط زیست" کی راہوں میں رکاوٹیں پیدا کرنے یا پابندیاں عاید کرنے کے بجائے "بے محابہ" لطف لینے کے مواقع فراہم کر دیے تھے، چیک مک وہانی بادشاہ کی منظور نظر تھی تو بھنیا طوائف امیروں اور منصب داروں کو سفارشی خطوط لکھتی تھی۔ اد بیگم کے متعلق درگاہ قلی خاں لکھتے ہیں:

" اد بیگم در دہلی مشہور و معروف اند کہ پایجامہ نمی پوشند و بدن اسفل را برنگ آمیزہائے خامہ نقاش باسلوب قطعہ

---

[1] آب حیات مولانا محمد حسین آزاد ص۱۰۵

[2] حاتم دیوان زادہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں " ریختہ بطرز ولی رحمہم اللہ اوقات خود بسر می برد"
بحوالہ سرگذشت حاتم ص۱۲۵

پاپجامہ رنگین می کنند بے شایبہ تفاوت گل و برگ کہ در تھان کیمخاب بند رومی می باشد بقلم می کنند و در محافل امراء می روند[۱]!

طوائفوں کے ساتھ امردوں میں رجی، الہ بندی، سلطانہ اور رمضانی کے رقص ترنم اور حسن کے شیدائی بھی موجود تھے۔ کسل پورہ اور ناگل جیسی بستیاں بسی ہوئی تھیں، جہاں کی ہوا شہوت آمیز اور فضا بادہ انگیز تھی[۲]۔ باوجود کثرت جمعیت محتسب در حوالیش راہ ندارد و قدرت احتساب درخور نمی یابد[۳]۔

اس ماحول کے پروردہ شعرا، امرا، اور روسا کی ان محفلوں میں بھی شریک ہوتے تھے جہاں عیش پسندی، رنگینی اور زندہ دلی کے ساتھ بذلہ سنجی، لطیفہ گوئی اور حاضر جوابی کی بڑی قدر تھی۔ امرا ایک دوسرے کی ناکامی یا کامیابی پر بڑے خوبصورت انداز میں طنز کرتے تھے۔ خان دوراں مرہٹوں سے شکست کھا کر واپس آئے تو امیر خاں انجام نے ان کا اس طرح خیر مقدم کیا ؎

نواب آئے ہمارے بھاگ آئے[۴]

یہاں "بھاگ، آئے" کی معنویت سے لطیف طنز پیدا ہو گیا ہے۔ ناجی آبرو حاتم وغیرہ "درباری" فضا سے بہت قریب اور لفظ کے مختلف پہلوؤں سے واقف تھے۔

---

[۱] مرقع دہلی درگاہ قلی خاں۔ مرتبہ سید مظفر حسین ص۲۵

[۲] " " " " " ص۳۸، ۳۹، ۴۰

[۳] " " " " " ص۳۶، ۳۹

[۴] مفتاح التواریخ۔ بحوالہ ڈاکٹر محمد حسن ص " دہلی میں اردو شاعری کا فکری اور تہذیبی پس منظر ص۲۵۵

* * *

انھوں نے غالباً اسی لیے ولی کی ڈگر سے ہٹ کر "مضمون تازہ" کی تلاش میں ایہام گوئی کی بنیاد رکھی۔ بانکپن کا یہ تیکھا انداز، عام طور پر مقبول ہوا اور پچیس تیس سال کے عرصہ میں ایہام گو شعرا کی طویل فہرست سامنے آگئی۔ لیکن اس فہرست میں بہت کم خوش نصیب شاعر تھے جنھیں اس بحر سے گوہر شہوار ملے۔ ورنہ عام طور پر سنگ ریزے ہاتھ لگے۔ میر حسن اسد یار خاں انسان کی شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سخن سنجان آں زماں در پئے صنعت ایہام می بودند و تلاش لفظ تازہ

می نمودند۔ چوں طرز تازہ بود خوش می آمد لیکن اکثرے ازیں بحر گوہر شہوار

بر دند و بعضے بہ سبب تلاش لفظ خذف ریزہ بہ کف آوردند"[ل]

خذف ریزوں کی زیادتی ایہام گوئی کی مخالفت کا سبب بنی۔ حاتم نے ناجی، آبرو، مضمون اور یکرنگ کے ساتھ ایہام گوئی کے ابتدائی دور میں اپنی جدا گفتگو اور بانکے سخن پر فخر کرتے ہوئے کہا تھا ؎

ہماری گفتگو سب سے جدا ہے

ہمارے سب سخن ہیں بانکپن کے

ایہام گو شعرا کی خامیاں سامنے آئیں تو انھوں نے صاف و شستہ سخن گوئی کو مقصد بنایا اور اعلان کر دیا کہ ؎

کہتا ہے صاف و شستہ سخن بس کہ بے تلاش

حاتم کو اس سبب نہیں ایہام پر نگاہ

۱۱۳۰ھ یا اس کے قریب ایہام گوئی کی ابتدا ہوئی اور غالباً ۱۱۶۰ھ سے کچھ پہلے ہی مخالفت شروع ہو گئی۔ میر، قائم، گردیزی اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے ایہام گو شعرا

ل۔ تذکرہ شعرائے اردو، میر حسن دہلوی ص ۲۶

پر کڑی تنقید کی مگر اس دور اور اس کے کافی دنوں بعد تک کسی تذکرہ نگار یا تاریخ نویس نے "ایہام گوئی" کی ابتدا اور ارتقاء کے بنیادی عناصر کا پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی۔ مولانا محمد حسین آزاد نے ولی کے کلام میں ایہام اور ذو معنی الفاظ کا استعمال کم دیکھ کر دہلوی شعرا کے کلام میں ایہام گوئی کی عام مقبولیت پر اظہار تعجب کرتے ہوئے اس کی ابتدا کے متعلق آب حیات میں لکھتے ہیں :-

"ولی نے اپنے کلام میں ایہام اور الفاظ ذو معنی سے اتنا کام نہیں لیا خدا جانے ان کے قریب العہد بزرگوں کو پھر اس قدر شوق اس کا کیوں کر ہو گیا شاید دوہروں کا انداز جو ہندوستان کی زبان کا سبزہ خودرو تھا اس نے رنگ جما دیا"[۱]

"ایہام گوئی" کی ابتدا اور عام مقبولیت پر غور کرتے وقت ہندی اور فارسی شاعری کے ساتھ اور دوسرے عوامل کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

ولی اور فائز دہلوی کے کلام میں "صنعت گری" کی مثالیں کم سہی مگر ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ صنائع کا استعمال جائز ہی نہیں کمال شاعری کے لیے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ فائز کا خیال ہے کہ "کمال شاعر موقوف بر صنائع شعریہ است"۔ اس کی ذہانت، استعداد اور بلندیٔ فکر کا اندازہ صنائع کے برمحل اور خوبصورت استعمال سے کیا جاتا تھا۔ تنقید کا یہ معیار فارسی کی دین ہے۔ فارسی شاعری اس دور سے پہلے "صنعت گری" جذبات نگاری سے زیادہ مقبول ہو چکی تھی۔ درباروں اور امراء کی محفلوں میں ضلع جگت اور ذو معنی الفاظ کے خوبصورت استعمال پر تعریف و تحسین سے محفلیں گونج اٹھتی تھیں۔ محفل عیش و نشاط کبھی نئی چیز نہ تھی ہاں یہ ضرور ہوا کہ عیش پرستی، شاہد بازی کو

---

[۱] آب حیات مولانا محمد حسین آزاد ص ۹۹

اجتماعی رنگ ہی حاصل نہیں ہوا بلکہ کھل کھیلنے کا اذن عام ہو گیا۔ اظہار جذبات کے لئے فارسی کی جگہ اردو نے حاصل کر لی۔ جو عوامی سطح پر بہت پہلے معروف و مقبول ہو چکی تھی۔ دور اول کے شعرا کا تعلق عوام اور خواص سے یکساں تھا۔ لہٰذا دربار کے ساتھ بازار کا لب و لہجہ نکھرنے لگا۔ رمز و کنایہ کی زبان میلوں ٹھیلوں اور محفلوں میں مزہ دینے لگی۔ اجتماعی زندگی میں "عشق و عاشقی" اور "عیش و مستی" کے بے جھجک اظہار نے ہر قسم کے جذبات اور خیالات کو ذو معنی الفاظ کے چلن کو مزید تقویت عطا کی۔ ڈاکٹر محمد حسن صاحب دیوان آبرو کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:۔

"ہر ایسے دور میں جب محفل نشاط گرم ہو اور عیش و مستی کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہو تو الفاظ کے پہلو دار استعمال کی طرف ذہن منتقل ہونے لگتا ہے.... عشق و عاشقی کے داخلی جذبہ کے ساتھ ایک اجتماعی عیش و نشاط کا موضوع بن جاتی ہے۔ اور کلبہ احزاں کے بجائے میلوں ٹھیلوں مجلسوں اور محفلوں میں زیر بحث آتی ہے اور عشق کا بیان رمز و کنائے میں مزا دیتا ہے۔ اور اسی لئے پہلو دار الفاظ کا استعمال ہونے لگتا ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ ایسے دور میں جب محفلیں آباد ہوں اور اجتماعی زندگی کا راگ و رنگ ہر طرف بکھرا ہوا ہو ضلع جگت اور ذو معنی الفاظ سے پھبتی کنایہ اور بدیہہ گوئی میں لطف پیدا ہو جاتا ہے"[۵]

تذکرہ نگاروں اور ناقدوں نے مذکورہ بالا تاریخی حقائق کو سامنے رکھ کر ایہام گو شعرا کے کلام پر اظہار خیال کیا ہوتا تو شاید تنقید کا یہ انداز سامنے نہ آتا۔ قدیم تذکرہ نگاروں

۵؎ دیوان آبرو مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن ص ۳۶ ۔

ہیں میر حسن دہلوی نے ایہام گو شعرا کی خامیوں کے ساتھ خوبیوں کو بھی مدنظر رکھا۔ ایہام گو شعرا کے ساتھ بے انصافی کے اور اسباب بھی تھے۔ مثلاً

۱۔ دور اول کے شعرا کا کلام نایاب تھا۔ بیاضوں اور تذکروں میں جو کلام ملتا وہ شاعر سے زیادہ انتخاب کرنے والوں کے ذوق شعری اور معیار نقد کی نمایندگی کرتا تھا۔

۲۔ ابتدائی دور کے تذکرہ نگار ایہام گوئی کے مخالف تھے لہذا ایہام گو شعرا کے دیوان سے عام طور پر ایسے اشعار منتخب کئے گئے جس سے ایہام گوئی کی خامیاں مکمل طور پر سامنے آگئیں۔

۳۔ تذکرہ نگاروں نے غزلوں کے انتخاب زیادہ پیش کئے ہیں جن میں ایہام گوئی کی مثالیں زیادہ نکھر کر سامنے آتی ہیں۔ طویل نظموں یعنی قصائد، مثنویات، مراثی اور مخمسات وغیرہ کا انتخاب تقریباً معدوم ہے۔ غزلوں میں بھی ایہام گوئی کے ساتھ بے ساختگی، سلاست اور جذبات نگاری پائی جاتی ہے۔ ناجی، آبروؔ، مضمون اور یک رنگ صاف و شستہ سخن گوئی کے مخالف نہیں تھے۔ ان کے یہاں اچھے اشعار کی تعداد کم نہیں ہے۔

چوتھی اور آخری وجہ سہل پسندی اور سرسری گذر جانے کی عادت ہے۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر فیصلے نامکمل رہے اور تجزیے خام ہوئے۔ موجودہ زمانہ میں ایہام گو شعرا کا کلام دھیرے دھیرے سامنے آرہا ہے۔ فائزؔ کا کلام پروفیسر مسعود حسن رضوی نے اور آبروؔ کا دیوان ڈاکٹر محمد حسن نے مرتب کر کے تحقیق و تنقید کے لئے نئی راہیں کھول دی ہیں۔ مسعود حسن صاحب فائز کو شمالی ہندوستان کا پہلا صاحب دیوان ریختہ گو ثابت نہ کر سکے مگر کلام فائز کی اشاعت سے ادبی اور لسانی مطالعہ کرنے والوں کے لئے اہم مواد فراہم کر دیا ہے۔

ایہام گو شعرا کی طویل فہرست ہے. جن میں ناجی، آبرو، مضمون اور یکرنگ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے. ناجی نے ایہام گوئی کی ابتدا کی. خود لکھتے ہیں ؎

ریختہ ناجی کا ہے محکم اساس

بات میری بانیٔ ایہام ہے

ایہام گو شعرا کی ادبی اور لسانی خدمات کا جائزہ، اس عہد کے نمایندہ فنکاروں کا کلام سامنے آئے بغیر نامکمل رہے گا۔ اس دور کے اہم شاعر شاہ مبارک آبرو کا دیوان شائع ہو چکا ہے. آبرو نے مضمون اور یکرنگ وغیرہ کے ساتھ "ایہام گوئی" کو رواج دینے میں بڑا کام کیا. ان کی ادبی حیثیت سے بھی انکار ممکن نہیں.

ناجی کا ریختہ "محکم اساس" ہی نہیں بلکہ ان کی "بات" بانیٔ ایہام گوئی ہو گئی. لہذا ان کا کلام زیادہ اہمیت رکھتا ہے. دیوان کے دو قلمی نسخوں کا علم ہو چکا ہے. ایک قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ اور دوسرا سنٹرل لائبریری پٹیالہ کی ملکیت ہے.

پروفیسر مسعود حسن رضوی اور قاضی عبدالودود صاحب نے ایشیاٹک سوسائٹی کا مخطوطہ دیکھا ہے. محترمہ فاطمہ محمود صاحبہ ناجی کا دیوان ایشیاٹک سوسائٹی کے مخطوطہ کو بنیاد بنا کر مرتب کر رہی ہیں. اس نسخہ کا کاتب انتہائی غلط نویس ہے. املا کی غلطیوں کے علاوہ الفاظ و حروف چھوڑ جانا، اپنی طرف سے مصرعوں اور اشعار میں اضافہ کر دینا اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا. پٹیالہ کا نسخہ بھی املا کی غلطیوں سے پاک نہیں لیکن ایشیاٹک سوسائٹی سے بہتر ہے. اس کا کاتب "مصرا (مصرع)، "حوائی" (ہوائی) جیسی سیکڑوں غلطیاں کرتا ہے. مگر حروف و الفاظ کا اضافہ یا کمی نہیں کرتا.

ایشیاٹک سوسائٹی کے مخطوطہ میں غزلوں کے علاوہ دو مخمس، قطعات اور متفرق اشعار ہیں. سنٹرل لائبریری کا مخطوطہ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس میں قصائد، مراثی اور مخمسات بھی ہیں. کتابت بھی قدیم ہے.

کلیات ناجی کا متن زیرِ ترتیب ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔ فی الحال نسخۂ پٹیالہ کا متن پیشِ خدمت ہے۔ اختلافِ متن کی نشاندہی کے ساتھ ایشیاٹک سوسائٹی کے نسخہ کی مدد سے اشعار میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

دیوان شاکر ناجی کی اشاعت محترمی ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی اور ڈاکٹر محمد حسن صاحب کی محبت اور اعانت کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ "محرومی" اور "مایوسی" کی موجودہ فضا میں زبان و ادب کے مستقبل سے "ہراساں" اور مایوس ہونے کے بجائے ان اساتذہ نے یقینِ محکم اور عملِ پیہم سے نوجوانوں کو سربلندی اور کامیابی کا درس دیا ہے۔

اردو میں اچھا اور بڑا کام کرنے والوں کی کمی نہیں، خوب سے خوب تر کی جستجو کا احساس بھی ملتا ہے۔ تحقیقی کام کرنے والوں کی ہمت افزائی اور دلجوئی کرنے والے بزرگ بھی ہیں مگر ایسے اساتذہ بہت کم ہیں جو "آبلہ پایانِ شوق" کے دلوں سے شکست کا احساس اور مایوسی کا خیال دور کر کے یقین کی روشنی اور عمل کی قوت عطا کریں۔

ادب اور قوم کی ترقی کے لئے افراد اور اداروں کا احتساب ضروری اور مستحسن ہے۔ ہر فرد کو تنقید کا مساوی حق حاصل ہے۔ مگر "جذبۂ ہمدردی" اور "اندازِ دلدہی" کی اہمیت بھی کچھ کم نہیں۔ شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی تعلیمی فرائض کے ساتھ یہ خدمت بھی انجام دے رہا ہے۔

میں اپنے بزرگوں، ہمدردوں اور دوستوں کا شکر گذار ہوں جنھوں نے میری مدد کی، جناب امیر حسن نورانی صاحب نے کتابت و طباعت کی ذمہ داریاں خود سنبھال کر میرا کام بہت آسان کر دیا۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی محبت اور خلوص سے انکار ممکن نہیں۔ برادرم انیس چشتی اور ظفر حفیظ صاحب کی مہربانیاں بھی کچھ کم نہیں۔ ظفر صاحب کا تفصیلی شکریہ بہت جلد ادا کروں گا۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۰ء

تک میری ناکامیوں اور کامیابیوں میں ان کی شخصیت نے بڑا اہم رول ادا کیا ہے۔

میں ان چند خوش نصیبوں میں ہوں جو رشید حسن خاں صاحب سے اہم ترین کتابیں حاصل کر لیتے ہیں۔ نایاب تذکروں کی فراہمی خاں صاحب کے بغیر ممکن نہ تھی۔ میں ان کا ممنون و مشکور ہوں۔

دیوان شاکر ناجیؔ کے مخطوطات

اس وقت تک دیوان ناجیؔ کے دو نسخوں کا علم ہو سکا ہے۔

۱۔ نسخہ ایشیاٹک سوسائیٹی کلکتہ

اوراق ۸۹ (فوٹو اسٹاٹ)

پہلے صفحہ پر "کتاب دیوان ناجی ۱۲۱۹ سنہ" لکھا ہوا ہے۔ اس کے نیچے تین مہریں ہیں جو فوٹو اسٹاٹ میں پڑھی نہیں جاتیں۔ دوسرے صفحہ پر دیوان ناجیؔ بزبان ہندی لکھا ہے اور ایشیاٹک سوسائیٹی کلکتہ کی تین چھوٹی مہریں ہیں۔ اردو اور انگریزی میں ۲۴۴ - 244 غالباً مخطوط کا نمبر شمار لکھا ہوا ہے۔ غزلوں کی ابتدا سے پہلے انگریزی میں کسی نے کالج آف فورٹ ولیم لکھ دیا ہے۔ دیوان میں غزلوں کے علاوہ دو مخمس اور پچیس قطعات ہیں (جن میں دو تین قطعات دو بیتی کی بحر میں ہیں) تاریخ کتابت اور ترقیمہ نہیں ہے۔

۲۔ نسخہ پٹیالہ میں غزلوں کے علاوہ سات قصائد، سات مراثی، ایک ترکیب بند (جو ہیئت کے اعتبار سے ترکیب بند اور مضمون کے لحاظ سے واسوخت ہے) اور چار مخمس ہیں۔ قطعات اور متفرق اشعار کی تعداد بھی

نسخہ ایشیاٹک سوسائیٹی سے زیادہ ہے۔

دیوان کے پہلے صفحہ پر " دیوان ناجی ہندی نمبر ۹ عبر" لکھا ہے۔ اس کے بعد کپور تھلا اسٹیٹ لائبریری کی مہر لگی ہوئی ہے جس میں شری اکال تھال بہادر سنگھ لکھا ہوا ہے۔ اسی صفحہ پر فخرالدین حسین خاں کی چھوٹی بیضاوی مہر بھی ہے۔ دوسرے صفحہ پر دیوان ناجی لکھا تھا۔ جس کا آخری حصہ کٹ گیا ہے۔ اس کے بعد کی تحریر پڑھی نہیں جاتی۔ دیوان کی ابتدا سے پہلے متفرق شعرا کے اشعار درج ہیں۔

دیوان کے دونوں نسخوں کی پہلی غزل مشترک ہے ترقیمہ اس نسخہ میں بھی موجود نہیں اور نہ کہیں تاریخ کتابت درج ہے۔ مگر اندرونی شواہد سے " دیوان شاکر ناجی" کی تصدیق ہوتی ہے۔ شواہد درج ذیل ہیں۔

۱۔ ناجی کے نام سے تذکروں اور تاریخوں میں جو اشعار منسوب کئے گئے ہیں دیوان کے دونوں نسخوں میں ملتے ہیں۔

۲۔ دیوان زادہ میں حاتم نے ناجی کی جن زمینوں میں غزلیں کہی ہیں وہ غزلیں موجود ہیں۔

۳۔ محمد شاہ کا ذکر اور نواب عمدۃ الملک۔ امیر خاں انجام کی تعریف میں قصاید موجود ہیں۔ ان قصاید سے ناجی کی ملازمت کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔

۴۔ اس دور کے شعرا مثلاً ولی شاہ مبارک آبرو اور مضمون کے ذکر کے علاوہ نعمت خاں بین نواز کی تعریف میں ایک مخمس بھی ہے۔

۵۔ ناجی کی جن غزلوں کے جواب میں حاتم اور آبرو نے غزلیں کہیں ہیں نسخہ مٹیالہ میں ایسی کل غزلیں موجود ہیں۔ ان داخلی شواہد کی روشنی میں دیوان کے متعلق شبہات کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔

زیر نظر دیوان کا متن نسخہ پٹیالہ پر مبنی ہے جو غزلیں اشعار وغیرہ دونوں نسخوں میں مشترک تھے ان کے اختلاف کی نشاندہی کے ساتھ اشعار میں ایشیاٹک سوسائٹی کے نسخہ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کو "پ" اور "الف" سے ظاہر کر دیا گیا ہے ۔

حالات زندگی اور شاعری

محمد شاکر نام اور ناجی تخلص تھا۔[1] دہلی میں پیدا ہوئے اور یہیں انتقال ہوا تاریخ پیدائش کے متعلق متداول تذکروں اور تاریخوں میں کوئی اشارہ یا ذکر نہیں ملتا۔ بعد کے تذکرہ نگاروں میں نساخ اور ابوالخیر سید حسن خاں نے لکھا ہے کہ

"ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو ۱۱۶۸ھ گیارہ سو اڑسٹھ ہجری میں انتقال کیا"۔[2]

"ناجی محمد شاکر دہلوی "۱۱۶۸ھ از جہان رفت"

میر تقی میر نکات الشعرا میں جوان از جہاں رفت لکھتے ہیں، قائم کے بھائی

---

[1] نکات الشعراء ص ۲۳ — تذکرہ ہندی ص ۲۵۸
تذکرہ ریختہ گویاں ص — گلشن ہند ص ۹۲
مخزن نکات ص ۱۹ — سخن شعرا ص ۴۸۷
گلشن سخن ص ۲۲۳ — مسرت افزا ص ۲۲۹ وغیرہ
طبقات الشعراء ص ۳۰ — [2] سخن شعرا ص ۴۸۷
تذکرہ شعرائے اردو ص ۱۷۸

منعم ناجی کے دوستوں میں تھے ناجی کبھی کبھی ملنے کے لئے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ قائم نے بچپن میں انہیں اپنے بھائی کے مکان پر دو تین بار دیکھا تھا۔ میر نے ناجی سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ نکات الشعراء ۱۱۶۵ھ مکمل ہوا۔

اس دوران میں اس سے دو چار سال پہلے انتقال ہوا ہوتا تو میر نے اشارہ کیا ہوتا وفات کا تذکرہ نکات الشعرا میں اس طرح نہیں ہے کہ پڑھنے والا یہ سمجھے کہ ۱۱۶۵ھ یا اس سے دو تین سال پہلے وفات ہوئی۔ نساخ اور ابو الخیر وغیرہ کے بیان بہر حال قطعاً غلط ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ میر نے انہیں کس وقت دیکھا ہوگا اور اس کے بعد کس سن تک ناجی کے زندہ رہنے کا مزید ثبوت ملتا ہے

میر دوسری بار ۱۱۵۲ھ میں دہلی آئے آنے کے فوراً بعد ناجی کو دیکھنا قرین قیاس نہیں۔ میر اس وقت ذہنی اور معاشی پریشانیوں میں گرفتار تھے دو چار ماہ بعد مراختوں یا ادبی مجلسوں شریک ہوئے ہوں گے اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ میر نے ناجی کو اسی سال دیکھا تو اس نے صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۱۵۳ھ کے قریب ناجی زندہ تھے۔ اس سلسلہ میں جناب قاضی عبدالودود صاحب فرماتے ہیں۔

"۱۱۰۵ھ کے لگ بھگ تولد اور ۱۱۶۰ھ کے لگ بھگ فوت ہوا ہوگا، حاتم کا باوجود اس کے کہ وہ آبرو وغیرہ کی برابری کا دعویٰ کرتے ہیں آبرو، ناجی، مضمون یکرنگ کے باقی ماندہ کلام میں کہیں نام نہیں آیا اور ناجی کا آبرو کے یہاں نام آیا ہے۔ حاتم کا سال ولادت ۱۱۱۱ھ ہے ناجی کو ان سے چند سال قبل ہونا چاہیئے، آرزو کا سال ولادت ۱۰۹۹ھ ہے یہ استاد آبرو ہیں ناجی کا سال

ناجی کا سال ولادت ان سے کئی سال بعد ہوگا۔

ناجی کے دیوان میں آبرو کے انتقال پر قطعہ تاریخ موجود ہے۔ اس کے علاوہ آبرو کی شاعرانہ خوبیوں کا بار بار ذکر ملتا ہے مگر حاتم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ لیکن دیوان زادہ میں حاتم نے ناجی کی پانچ زمینوں میں غزلیں ہیں اس سے محترمی قاضی عبدالودود صاحب کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ موجودہ مواد کی روشنی میں ان کی ولادت ۱۱۰۵ھ میں قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ انتقال کے متعلق قاضی صاحب[1] کی رائے سے اختلاف کی گنجائش ہے۔

تقریباً تمام تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ ناجی، امیر خاں انجام کے یہاں ملازم تھے۔ انجام ۱۱۵۹ھ میں شہید ہوئے۔ دیوان میں امیر خاں کی مدح میں قصاید موجود ہیں۔ ایک غزل میں بھی ناجی نے ان کی ذہانت کی تعریف کی ہے لیکن کہیں ان کی شہادت کا ذکر نہیں ملتا اس سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہ ہوگا کہ امیر خاں انجام کی شہادت سے پہلے ناجی کا انتقال ہو چکا تھا۔

ناجی کی تاریخ گوئی کا ثبوت آبرو تاریخ وفات سے مل چکا ہے امیر خاں کی شخصیت اور ناجی کی محبت اور عقیدت کو دیکھتے ہوئے یہ کسی طرح ممکن نہیں تھا کہ جس حادثہ کا دہلی کے عوام پر اتنا شدید اثر ہو اس کے متعلق ناجی خاموش رہے میرا خیال ہے کہ غالباً ۱۱۵۷-۵۸ھ کے قریب ان کا انتقال ہو چکا تھا اس وقت ان کی عمر باون یا ترپن سال تھی، اس عمر میں مرنے والے کو جوان از جہاں رفت[2] لکھنا غلط نہیں۔

---

[1] نقل خط مورخہ ۱۸ اکتوبر ۶۷ء [2] نکات الشعرا ص ۲۳

ناجی کی سیرت اور شخصیت کے متعلق سب سے پہلا بیان میر کا ہے، آبلہ رد اور سپاہی پیشہ بتلانے کے بعد لکھتے ہیں کہ مزاجش بیشتر مایل بہ ہزل بود[۱]، قایم کا بیان ہے کہ مزاجش خیلے مایل مزاح بود[۲]۔ میر حسن لکھتے ہیں،

"مردے ظریف بود اکثر از لطایف وظرایف مردماں را بہ خندہ می آورد وخود نہ می خندید مگر تبسمے می کرد،، [۳]

قایم اور میر حسن کے بیانات کے مقابلہ میں میر کی رائے متاخرین تذکرہ نگاروں میں زیادہ مقبول ہوئی۔ ناجی کی ہزل گوئی کے متعلق محمد حسین آزاد کا خیال ہے کہ تیز مزاج اور شوخ بہت تھے راہ چلنے سے الجھتے تھے اور جس کے گرد ہوتے تھے اسے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا تھا[۴]

دیوان کے سرسری مطالعہ سے قایم اور میر حسن کے خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ ہجو کی ایک مثال بھی دیوان میں موجود نہیں ہے۔

ناجی فطرتاً بذلہ سنج، ظریف اور مزاح پسند تھے، شاعری کی ابتدا غالباً فارسی گوئی سے ہوئی (نسخہ پٹیالہ میں تین شعر ملتے ہیں)، مگر ان کی مزاح پسند طبیعت کے بھرپور اظہار کے لئے فارسی سے زیادہ ریختہ گوئی معاون ثابت ہوئی ہوگی نواب عمدۃ الملک امیر خاں انجام کی سرکار میں ملازم ہوئے جن کے متعلق قدرت اللہ شوق طبقات الشعرا میں لکھتے ہیں،

در نکتہ دانی ولطیفہ گوئی بے بدل نادر زماں وعجوبہ دوراں خود بودہ،

---

[۱] نکات الشعرا صد ۲۳ [۳] مخزن نکات صد ۱۹ [۴] تذکرہ شعرائے اردو صد ۱۷۸

درفن ظرافت یکتا و در ادائے سخن گو ہر بے بہا۔" ؎۱

شوق اپنے تذکرہ میں امیر خاں انجام کی لطیفہ گوئی، ظرافت اور ذہانت کے ثبوت میں مثالیں پیش کی ہیں۔ صرف دو مثالوں سے ان کی ذہانت ظرافت اور حاضر جوابی کا اندازہ ہو جائے گا۔

نقل:۔ روزے ہمہ امرایان عظام بہ حضور پرنور حاضر بودند ہریک موافق حوصلہ و استعداد خود سخن از ہر ضلع جگت می گفت اتفاقاً از زبان کسے برآمد۔ کہ از پیشہ وران ہر کہ در آخر نام او کلمہ بان وگرمی باشد بسیار مفسد بود، چنانچہ رتھ بان۔ فیل بان یا درودگر، آہن گر، موصوف بہ سمت مخاطب متوجہ شدہ گفت "ہاں سچ ہے مہربان" ؎۲

نقل:۔ روزے بادشاہ سوال کرد کہ امیر خاں بہادر، لفظ پوت وسپوت، وکپوت چہ معنی دارد'؟ جواب داد کہ حضرت پوت آں را گویند کہ مثلاً پدر او باشد، فرزند او نیز بادشاہ شود چنانچہ حضرت وکپوت آں را گویند کہ پدرش ہفت ہزاری باشد و پسرش یک دانہ محتاج شود چنانچہ غلام۔ وسپوت آں باشد کہ پدرش بہ یک دانہ محتاج بود و پسرش صاحب حشمت و جاہ بود چنانچہ نواب برہان الملک ؎۳ نواز حسین تسلیم صاحب لکھتے ہیں کہ در سنہ ہزار و یک صد وچہل و ہفت چوں نواب قمرالدین خاں وزیر و نواب خاں دوران بخشی بر مہم مرہٹہ رفتند و ہیچ نکردہ باز آمدند امیر خاں کہ ظریف و خوش طبع بود بر سبیل زبانیں

؎۱ طبقات الشعرا، قدرت اللہ شوق، مرتبہ نثار احمد فاروقی ص ۶۸
؎۲ " " " " " " " " " " " " ص ۶۹
؎۳ طبقات الشعرا۔ مرتبہ نثار احمد فاروقی ص ۶۹،۷۰

ایں تاریخ گفتہ :۔

رفتند برمرہٹہ خود دند ہرد دگدہ
تاریخ گفت ہاتف بخشی دزیادہ

روزے نواب برہان الملک سعادت خاں و امیر خاں بحضور بادشاہ حاضر بودند نواب برہان الملک بر امیر خاں طعن کردہ۔ گفت۔

پسر نوح با بداں بہ نشست
خانداں نبوتش گم شد

جواب گفت راست است ۔

سگ اصحاب کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت و مردم شد

امیر خاں انجام کی سرپرستی میں ناجی کو بہت فایدہ پہنچا ہوگا۔ درج ذیل اشعار میں انجام کا اثر صاف نظر آتا ہے ؎

ملک دکن بیچ دی دتّی کے سب شیروں کو کشت
مرہٹا اب ہند میں پھیلا ہے اس دھریکی خبر

"دھریکی" زبر اور زیر کے ساتھ پڑھئے محمد شاہ کی شخصیت کے دو مختلف پہلو سامنے آئیں گے۔ بادشاہ ہند کے انتظام سلطنت اور کارگردگی کے متعلق ایک اور شعر میں بڑے خوبصورت انداز سے طنز کرتے ہیں

نہیں غم بادشاہ ہند کوں سب ملک ڈوبے کا
مگر ایک رہ گیا ہے خیال اوسے ٹھٹے کے صوبے کا

بساطِ ہند یہ بے زد ہیں مہرجتے دیکھے
ہوئی جاتی ہے بازی مات وہ مشتاق سب سمجھے

بڑے غافل ہیں صاحب نوبت اور سب ہند کے راجے
نکلتے تئیں علاقوں سیں مگر جب سر پہ آباجے

ان اشعار سے ایہام کی اچھی مثال ہی سامنے نہیں آتی بلکہ ان سے ناجی کی ذہانت و مطانت کا اندازہ بھی ہوتا ہے، ناجی کو اپنی شاعرانہ عظمت اور ذہانت کا بھرپور احساس تھا۔ چنانچہ اکثر اشعار میں اپنی صلاحیتوں پر فخر کرتے ہیں،

ناجی کے حرف حرف سیں عرفاں ہے جلوہ گر
استاد بہت بہت مصور دلی کے ہیں

ریختہ ناجی کا ہے محکم اساس
بات میری بانی ایہام ہے

ہر غزل میں سن کے اے ناجی میرا مکھڑا بلند
آفریں کہتے ہیں سب مل کر مجھے پیر جواں

جان ہے گویا کہ ناجی کا سخن
مر گیا پر نہیں ہوا فانی ہنوز

جسے دعوئی ہو ہم سیں ہمدی کا شعر میں ناجی
اسے کہتا ہوں با سے اسطرح کی ایک غزل کہہ لا

آخری مقطع کا تیور ناجی کے معاصرین یعنی آبرو اور حاتم کو پسند نہیں

آیا۔ اس غزل کے جواب میں آبرو اور حاتم نے غزل کہی حاتم کہتے ہیں،
نہ تھا ناجی کو لازم طعن کرنا ہر سخن گو پر، جواب اس غزل کا حاتم نہیں کام تو کہہ لا
آبرو کہتے ہیں ؎

جوابوں میں غزل کے آبرو کیوں کھل (؟) کرتا ہے
تو ایک ادنیٰ توجہ بیچ کہہ لیتا ہے مت کہہ لا

ایک اور غزل میں ناجی نے فخریہ کہا کہ ؎

روانی طبع کی دریا کی سیتی بر تر ہے ناجی کوں
بھریں پانی ہم ایسی جو کوئی لا رے غزل کہہ کے

حاتم نے اس غزل کے جواب میں بھی غزل کہی اور مقطع میں ناجی کو مخاطب کر کے کہا ؎

سخن میں فخر اپنا بن کہے رہتا نہیں ناجی
اسے سمجھائے حاتم کس طرح اشعار کہہ کہہ کے

محی الدین قادری زور مرحوم نے صرف حاتم کے اشعار پر دیکھ کر یہ فیصلہ کر دیا کہ ناجی کی نسبت اتنا معلوم رکھنا ضروری ہے کہ انہیں ہجو گوئی میں لطف آتا تھا[۱]۔ شاعرانہ تعلی کے ساتھ ہی ساتھ ناجی نے شاہ مبارک آبرو کی فنکارانہ صلاحیتوں کا بھرپور اعتراف کیا ہے

ناجی کا دل لپیٹ لیا ابرو نے کھول
آیا جو صبح نیند سوں اوڈھ ر سمسا ہوا

---

[۱] سرگشت حاتم ص ۸۷

ناجی اس مستی وہاں کی آبرو دیکھتا ہے شرح
برستا ہے خون ناحق اس گھٹا کاری سیں آج

وہی انسان ہے ناجی نہ کرے عیب کوں فاش
آبرو نے یہ کہا میں نے سنا کانوں سیں

ناجی سخن ہے خوب تیرا اگرچہ مثل شمع
لیکن زباں مزے کی لگی آبرو کے ساتھ

آبرو سیں سے سنا ہے ناجی نے آدنے کی خبر ہے قیامت ہے

مذکورہ بالا اشعار کو دیکھنے کے بعد ناجی کے متعلق یہ کسی طرح نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنے عہد کے ہر شاعر پر طعن[1] کرتے تھے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آبرو کے علاوہ اور کسی شاعر کی تعریف دیوان میں نہیں ملتی ولی کا ذکر دوبار اس طرح کیا ہے کہ جس سے ولی سے زیادہ ناجی کی شاعرانہ خوبیاں سامنے آتی ہیں۔

ناجی کا ریختہ محکم اساس ہی نہیں ان کی بات بانیٔ ایہام گوئی تھی انہوں نے کبھی ربط الفاظ ترتیب کلام سے ایہام کی خوبصورت مثالیں پیش کیں تو کبھی مفرد و مرکب الفاظ سے معنی کی نئی شکل ابھاری کہیں صرف املا سے ایہام کی مثالیں سامنے لائے تو کبھی ایہام کا سہارا لے کر اپنے دور کی عظیم شخصیتوں کی خامیوں پر طنز کیا لیکن ان کے دیوان میں ایہام کے ساتھ سادہ گوئی کے اچھے اور کامیاب نمونے پیش کئے۔ دیوان کا بڑا حصہ

---

[1] سرگزشت حاتم صـ۲۷

ایہام سے پاک ہے. درجے ذیل اشعار سے اس کا اندازہ ہوجائیگا

مرنے سینتی پیروں کے جوانوں کو نہیں داغ
گل کرتے ہیں آخر تو چراغ سحری کو

پریشانی کے غم سیں کیا کہوں اسیر کہ یہ گزری
کلی گلشن میں ہنس کر ہم سیں جو کہنا تھی کہہ گزری

تغافل باغباں کا ئیں فقط اور گل نیرنگی
بہار آنے تلک بلبل ہزار اوقات سہہ گزری

ہزار سبزہ و گل سیں اداس ہے بلبل
کسی سیں روتی نہیں وہ بہار کی خاطر

کرے تھی ہمسری ہجراں کی شب کے منہ پہ اندھیاری
جو دیکھی اب تیرے کاکل کے بل جاتی ہے بلہاری

قرآں کی سیر باغ پہ جھوٹی قسم نہ کھا
سیپارہ کیوں ہے غنچہ اگر تو ہنسا نہ تھا

سامنے بلبل کے ہنس کر دم بدم ہنستا نہیں
سیکھ کر غنچہ ادب تیری قبائے تنگ سیں

دل کا کھوج نہ پایا ہرگز دیکھا کھول جو قبروں کو
جیتے جی ڈھونڈھے سو پاوے خبر کر دے بے خبروں کو

تجھ کو کیوں کر جدا کروں اے جان
زندگانی بہت ہی پیاری ہے

سجن یہ باغ ہے ٹک منہ کوں کھولو　　اگر ہم سیں نہیں پھولوں سیں بولو

زلف کیوں کھولتے ہو دن کوں سجن　　منہ دکھاتا ہے تو مت رات کرو

ان اشعار سے کم از کم یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ناجی نے طرز املا منفرد اور مرکب الفاظ کے معنی اور ترتیب سے ایہام کی جاندار اور خوبصورت مثالوں کے پہلو بہ پہلو غزل کے سادہ دلنشیں اور پُراثر اشعار بھی کہے ہیں جنہیں ہر دور میں پسند کیا جائیگا لیکن دیوان ناجی میں فحش گوئی اور ہجو کی ایک مثال بھی نہیں ملتی ہاں یہ ضرور ہے کہ اس شوخ اور بانکے شاعر نے کبھی بے زر کی میرزائی کا مذاق اڑایا ہے تو کبھی زاہد پر پھبتی کسی ہے۔ ہند کے دانا ہوں یا حکیم بادشاہ ہوں یا رئیس، ان کی خامیوں کی طرف مزاحیہ انداز میں اشارہ کر دیا ہے۔ جن اشعار کی بنیاد پر ناجی کو فحش گو کہا جائیگا۔ اس کی مثال عہد محمد شاہی کے ہر شاعر کے کلام میں مل جائیگی امیرودں کی تعریف، "ملیح لڑکوں" کے حسن نمکین کا ذکر سیمین بدنوں کی بے جھجک اور بے محابہ تعریف، سے کس شاعر کا دیوان خالی ہے۔

یہ اس طرز بیان کو عام کرنے کی ذمہ داری دہلی کے اس سماج اور ماحول پر ہے جس کی بڑی حد تک مکمل تصویر درگاہ قلی خاں نے مرقع دہلی میں پیش کر دی ہے ناجی اور ان کے معاصرین کا کلام اس دور کے مذہبی معتقدات، سماجی حالت ذہنی اور جذباتی فضا کی نمایندگی کرتا ہے جہاں "مجلسی مفاہمتوں"[۱] کا سماں تھا عشق وعاشقی پر پابندیاں ختم ہو چکی تھیں بے جھجک اور بے محابہ لطف لینے کے مواقع عام تھے۔ نشاط زیست نے نئے نئے جلوے دکھائے کبھی امرد پرستی کی شکل میں کھل کھیلتا ہے[۲] کبھی درد فراق

۱؎ نقد میر ڈاکٹر سید عبداللہ ۲؎ دیوان آبرو مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن ص

کار روپ بھرتا ہے رمضانی کے حسن کی تعریف مرقع دہلی میں درگاہ قلی خاں
ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

خیالش چوں عید رمضاں رنگ از دلہا می بردو نغمہ اش در سواد خاطر معاشران اثر ہا می کارد در محفلے کہ دارد می شود حکم عید گاہ بہم می رساند[۱]

اس بیان کو سامنے رکھکر ناجی کی درج ذیل غزل ملاحظہ کیجئے۔

کرے اٹھا کے جب انکھیاں نگاہ رمضانی
ہر ایک طرف سیتی ہو واہ واہ رمضانی
کہاں ہے بار تجھ آگے بتاں کو مجرے کی
کہ تو ہے لشکر خوباں کا شاہ رمضانی
نظر کرے تو کریں حذر اور پری یکسر
سروں کو اپنے تیرا فرش راہ رمضانی

ناجی اس دور کی خوبیوں اور خامیوں میں برابر کے شریک ہیں ان کا کلام اس دور کی سماجی زندگی کی مکمل تفسیر پیش کرتا ہے ایک کھلی ہوئی کتاب ہے جب اور جہاں سے چاہیئے پڑھ لیجئے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ناجی کی شاعری سوز و گداز، تڑپ، فلسفیانہ عناصر، اور زندگی تہہ داریوں سے خالی ابہام کی خامیاں بھی موجود ہیں۔

---

[۱] مرقع دہلی ص۸۷

ایہام کی خامیوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے ان اشعار کی خوبیوں کا محاکمہ بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حقیقت بھی مدنظر ہونی چاہیئے کہ ناجی کی ادبی حیثیت کا تعین، قصائد مراثی اور مخمسات کا معیار متعین کئے بغیر نامکمل رہے گا۔ محمد شاہ کے زمانہ سے پہلے مرثیہ گوئی کا رواج ہو چکا تھا سلام اور نوحے وغیرہ مذہبی فریضہ سمجھ کر کہے جاتے تھے۔ ناجی کے دور میں مرثیوں کی مقبولیت عام ہوئی زبان آسان اور عام فہم استعمال کی جانے لگی تھی مگر ادبی معیار پر جانچنے پرکھنے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ اسی لئے ناجی کے مرثیوں میں بھی اس مذہبی نقطۂ نگاہ کو سامنے رکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود ان کی لسانی اور تاریخی اہمیت ہے۔

ناجی کی فنکارانہ صلاحیت قصاید میں ابھرتی ہے۔ زور بیان معنویت اور نازک خیالی و بلند پروازی دیکھئے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر سودا نے شمالی ہندوستان کے کسی قصیدہ نگار سے کچھ فائدہ اٹھایا ہوگا تو وہ صرف ناجی کے قصائد ہوں۔ ناجی نے امیر خاں انجام اور نوازش علی خاں کی مدح میں صفا و صدق کے گوہر شہوار پیئے ہیں۔ ان قصائد کو دیکھ کر شیخ چاند کے اس بیان کو قبول نہیں کیا جا سکتا کہ

وہ قصیدے میں اسکی رہنمائی کسی اور قصیدے سے نہیں ہوئی بلکہ اس کے پیش نظر اساتذہ فارسی کے قصاید تھے فارسی اساتذہ میں انہوں نے خاقانی اور انوری کے رنگ کو پسند کیا" لہ

سودا کے سامنے انوری اور خاقانی کے قصاید تھے مگر وہ ناجی کے قصیدوں سے ناواقف رہے ہوں یہ ممکن نہیں معلوم ہوتا ناجی کے قصائد میں تشبیہت اور گریز نہیں ہوتی، شاعر پہلے شعر سے مدح شروع کر دیتا ہے۔ دعایہ میں بھی سودا کی ذہانت نظر نہیں آتی۔

غزلوں کے مقابلہ میں فارسی اور عربی الفاظ قصیدوں میں زیادہ کام میں لائے گئے ہیں " ایہام کے اثرات بھی بہت کم ہیں ہندی الفاظ کے استعمال میں بھی غزلوں کی عام روش نظر نہیں آتی صرف ایک قصیدہ ایسا ہے جس میں ہندی الفاظ اچھی خاصی تعداد میں استعمال کئے گئے ہیں سیں، کوں، ہمن، تمن، نیئں، نپٹ کے استعمال کی مثالیں غزلوں اور قصیدوں میں یکساں پائی جاتی ہیں۔

لسانی حیثیت سے دیوان ناجی میں اس دور کی زبان کی تمام خوبیاں اور کمزوریاں پائی جاتی ہیں، مثلاً حروف علت کے

لہ سودا۔ شیخ چاند صـ ۱۸۰

وغیرہ ہندو ملمحات اور اصلاحات کے ساتھ ناجی نے بڑی خوبصورت ترکیبیں وضع کی ہیں، جیسے، حسن رہ گزری، باز آشیانی، کعبۂ نینے، عارض نرگس نین،

ہندی الفاظ مثلاً رین، نکٹ، سوانگ، نپٹ، جگت، استعمال میں یکسانیت یہاں بھی نظر نہیں آتی، کبھی کسی حرکت کو بڑھاکر حرف علت میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور کہیں کسی لفظ پر حرف علت کا اضافہ کر دیا گیا ہے. مثلاً بھیر، لوہو، کیدھر جیدھر، اپدھر، اودھر، لاگا، ماٹی، آدنے، دکھاونے، شوونا، جیونا، جیئو وغیرہ وہ کے بجائے "و" بزدل کی جگہ بزدلے، کودنا جانتے ہیں کے بجائے "کود جانتے ہیں، ہمن، تمن کے ساتھ ہمارے اور تمہارے بھی استعمال ہوا ہے۔

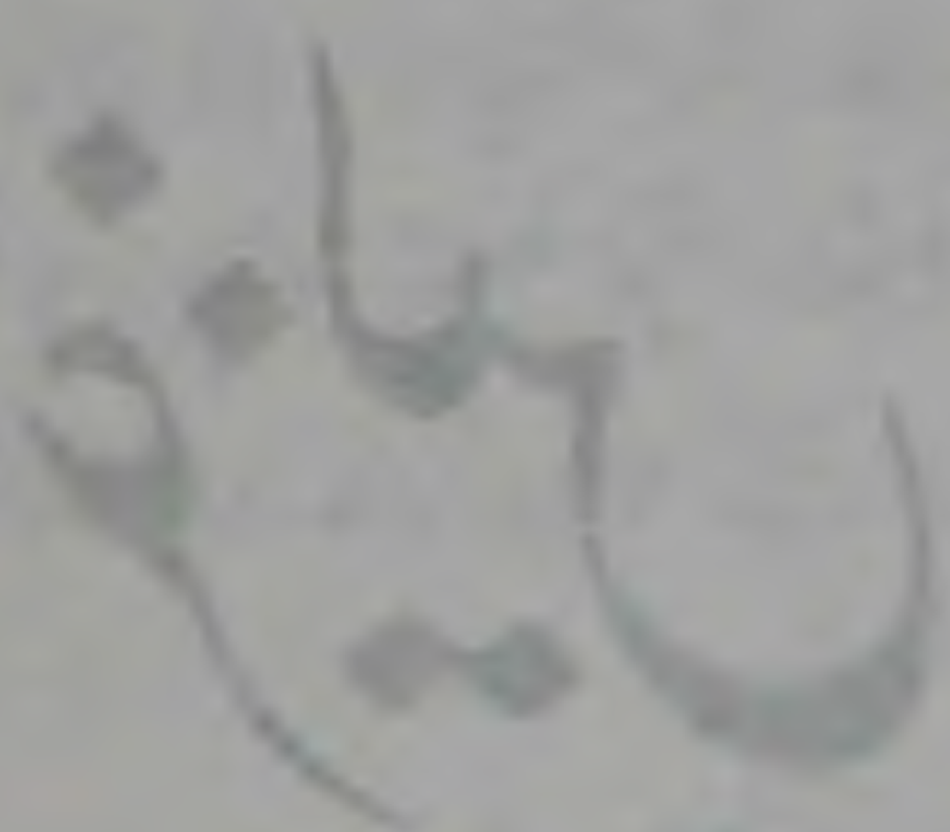
جنگل اور خنجر، نون غنہ کی آواز کے ساتھ نہ بڑھایا جائے تو شعر اکثر ساقط الوزن ہو جاتا ہے.

الجھنوں، انکھیاں، بتیاں، اور باتاں، کے ساتھ اردو میں جمع بنانے کا عام قاعدے کی مثالیں بھی ملتی ہیں، مثلاً آنکھیں باتیں. انجھوؤں ناجی کے دور کے دوسرے شاعروں کے یہاں پنجابی زبان کے اثر سے "ڑ" کو "ڈ" میں تبدیل کرنے کا عام رجحان ملتا ہے مگر ناجی کے یہاں "ڑ" کی آواز پنجابی زبان سے متاثر نہیں نظر آتی. "اڑتا" چڑھنا، پھلجھڑی، جھگڑنا، بکھر گیا، لڑگیا،

کھیپ. مکھ، نین، بوٹی، لٹک، پوجا، جلیٹھ، چھاتی، منتر، چون اندھیاری، بلہاری، ساجن، پریت، اگن، پیا، پیپو، گلال، تردار، برہمن جیوڑا، جوت، جگت، موہ ہرن، کنجنی، پوت، موہن، سوہن، نگری، برہ، پوت، من، گگن، من ہرن، سریجن، چکور، نت، مرگ چھالا، بچن، بیدن، سنکھ، بوجھنا، بھگت، پوجا، پوتھی، تل، درس. چھب، بدری، لون اور گال، کا استعمال اس دور کے تمام شاعروں کے یہاں ملتا ہے. مگر "کنیانا، یالا بتانا، چھلا، چھندی لبائی، کٹیلا، چپل، لہری، ملیٹھا، چماّ لکھنؤ، مچی، پوتھی، جمدہر، کتھا، سرس، آکال، جیسے عوامی زبان کے محاورے اور الفاظ کے استعمال کی خوبصورت مثالیں.

صرف ناجی کے کلام میں مل سکتی ہیں. اس لحاظ سے بھی انہیں اپنے دور کے تمام شعرا پر فوقیت حاصل ہے.

غزلیں



دیکھو ذرہ سے شبنم اور ہے یک قطرہ آب اوسکا[۱]
رسائی مہر کی ہے مشتری ہو آفتاب اوسکا[۲]
عبث کیوں عندلیب آتش سیتی ایک گل کی پھڑکے ہے
کرے گی اور بہار اوپر سیں آسینا[۳] کباب اوسکا
گلابی جس کنے شیشہ کی اور مخمور ساقی ہو
تو دیوانے کے دفتر میں پری خاں ہے خطاب اوسکا
جو بوجھائیں تو کیوں جاگے ہے راتوں مجھ کو ہے[۴] عطا ہر
اگر غافل نہیں تو عین بیداری ہے خواب اوسکا
نہ بوجھے رمز کو اصلا کرے ناحق کی کج بحثی
تو ناجی پھر سبک مت ہو خموشی ہے جواب اوسکا

---

[۱] آب کا
[۲] آفتاب اسکا
[۳] سینہ
[۴] مجھکوں روشن ہے

○

جھوٹی لگن لگی ہے کرتے ہو غلط دعوا
کم ظرف ہیں یہ سب تل بگڑا ہے دل کا دعوا؟

عارف[1] کے ذکر شد بسیں جاتا ہے خواب غفلت
کم ڈوبتا ہے لشکر جو گرد ہو تلاوا

چاہے تھی کب زلیخا یوسف کو پہنچے آفت
سوتوں کو کیا خبر[2] ہو جو خود تھا وہ چھلاوا

خالا کا گھر نہیں ہے حلوا کسی کا کھانا
سب یار (کذا) اٹکل کرتے ہیں اسکے[3] باوا؟

چابک سوار کس کی بجلی ہوئی ہے شاگرد
کچھ صرصری[4] سا سیکھا تھا بیطرح کا کاوا

مضمون نابلوں سے پتھر تلک نہ چھوٹے (پ)
باقی رہا ہے ان سے اب اینٹ اور پڑاوا

ظاہر کے دوستوں سے ناجی نے ہاتھ[5] اوٹھایا
[6] کب لگ کہوں کسوکوں میں قبلہ گاہ ماوا

---

[1] زاہد کے ذکر شب سے دھوکھا بڑھے ہے دل کا   [2] خبر تھی
[3] اسکو ماوا   [4] کچھ سرسری سا
[5] ہمت اٹھایا   [6] کب لگ کہوں میں اسکو اب قبلہ گاہ ماوا۔

جو کوئی[1] ہے مبتلا اوس گل بدن کا
تماشا اوسکوں ہے دوزخ چمن کا

صباحت دیکھ اوسکے رخ کی تڑکا
سحر کے وقت سینا[2] نسترن کا

غزالے دیکھ اوسے[3] گیئے چوکری بھول
جو کوئی وحشی ہوا اوس من ہرن کا

لیا ہے زلف کے پیچوں میں ہئی[4] دل
بھواں تیری نے شیوا بانکپن کا

قدح خواری نظر میں اوسکی ہے عیب
جو ہے مدہوش اوس نرگس نین کا (الف)

جو عاشق پاکباز یے ہوتے ہیں
نمیلا زنگ ہوا اون کے کفن کا (الف)

صفت خورشید رو کی سن کے ناجی
فلک ہے مشتری میرے سخن کا

---

[1] جو کوئی مبتلا ہے اوسکے بدن کا [2] سینہ [3] اسکی [4] سے [5] بھواں تیری سیں ۔

قوس قزح سے چرچا کرتا ہے تجھ بھواں کا
شاید کہ سر پھرا ہے اب پھر کر آسماں[1] کا
آثار نیک و بد کا خط سیں[2] ہے اوسکے ظاہر
محتاج نہیں یہ صفحا[3] تفسیر[4] و ترجماں کا
سینے کو دیکھ آنچل ملجا ہے کھولی[5] بازو
معلوم نہیں یہ جنگلا ہے پھر کدھر کہاں کا
خونخوار بج کو اوسکی ممتاز دیکھ اے دل
وہ تنگ پوش ظالم ہے بیطرح کا بانکا
الفت کا کر کے پیوند پھر تو رہا ستم ہے
جیتا نہیں ہے زخمی جب تو ربا ہے پھانکا[6]
پھر مہرباں ہو ہم سیں وہ ماہ رو نہ بولا
دشمن ہمارے طالع کیا دوش آسماں کا
غیرت سیں دل شفق کا چونا ہوا ہے پھٹ کر (پ)
تیرے لباں کے اوپر دیکھا جو رنگ پاں کا
ناجی سجن کے اوپر ہمرنگ ہیں ہمیشہ
سکہ ہے مہ رخاں[7] میں اس صاحب قراں کا

---

[1] شاید کہ پھر پھرا آوے اب پھر کر آسماں کا [2] سے [3] صفحہ . [4] تفسیر [5] دیکھ بازو . [6] ٹانکا . [7] مہ رخاں کا .

⁂ ⁂ ⁂

روٹھا ہے اب وہ یار جو ہم سیں[1] جدا نہ تھا
یوں بے وفا ہوا کہ گویا آشنا نہ تھا

تب[2] جور عشق کس کے بلا کی نظر میں تھی
جب تک پری رخاں کا یہ دل مبتلا نہ تھا

قامت کوں دیکھ یار کی زاہد تو تب گرا
آہ جگر کا ہاتھ میں اوسکے عصا نہ تھا

قرآن کی سیر باغ پہ جھوٹی قسم نہ کھا
[4]سیپارہ کیوں ہے غنچہ اگر تو ہنسا نہ تھا

یوں لعل لب کوں بند کیا مجھ طرف ستیں
گویا تو ہم سے بولتا پیارے سدا نہ تھا

ناجی کے پاس چھوڑ کے اے سنگدل صنم
کیا گئے تھے تم[5] سمجھ کے ہمارا خدا نہ تھا

۱؎ سے ۲؎ تب جور کسی کی عشق بلا کی نظر میں ہے۔
۳؎ زاہد کا تب گرا ۴؎ سیپارہ گیسواں تیری اگر تو کھسا نہ تھا۔
۵؎ ہم

ہوا بازار گل کا دیکھ تجھ خوبی سیتی[1] مندا
جو دیکھے تجھ قدِ آزاد کوں[2] طوبیٰ تو ہو بندا
نہ پوچھو خود بخود ہے عارضِ خورشید کی خوبی[3]
لیا ہے ذرہ ذرہ حسنِ مہرویاں سے کر چندا
نگیں وار اوسکوں دیویں حلقۂ عشاق میں جاگہ
کرے جو نام کو پیتم کے لعلِ دل اوپر کندا
جو[4] ایک لڑکا ہو کہلاوے ہے سب خوباں کوں بدنامی
کرے[5] ہے ایک مچھلی مر کے سارے جل کنیں گندا
رکھائیں قلمیاں شاید کیا چاہے ہے خط پیدا (پ)
نہ جانے کس اوپر مارے گا ان بالوں سیں جا پھندا
برنگِ تخت شاہاں کیسیں بندھے ہیں اسکی قسمت سے (الف)
صفِ دل پر تیری مژگاں نے ڈالا جب سے جا پھندا
نہیں ہنسنے سے کرتا در گذر مجھ حال پر ناجی
رقیب روسیہ کو بوجھتا ہوں چوک کا گندا

---

[1] کنیں۔ [2] کو [3] جی نے [4] جو لڑکا ایکلا ہووے سب خوباں کو بدنامی
[5] کرے ایک مچھلی مر کر سارے دریاؤ کو گندا۔

پڑھنے[1] بیٹھا ہے جب سیتی پیارا
دل[2] ہوا غم سے ٹوٹ سیپارا

کیوں یہ خال آگیا خط مشکیں
گھیرنے چاند سا وہ رخ سارا

اے عزیزاں دکھا کے[3] چہرہ و زلف
رات ہے ہرو نے مجھ کو نِستارا

کیوں نہ ہو بیقرار کان[4] کا دُر
ہے پریشان و[5] زلف کا مارا

لے گیا نقد دل کوں ناحق ئے
وہ زری بوم پوش عیارا

---

۱ پڑھنیں ۲ دل ہوا ہے ٹوٹ غم سیتی سہ پارا ۔
۳ دیکھ کے ۴ یہ کان ۵ وہ

[۱] روا کب ہے مجھ اوپر تیغ کو ہر دم علم کرنا
گنہ تقصیر بھی کچھ کی ہے ثابت یا ستم کرنا

[۲] تیری خونی دو ابرو کا ہوا ہے جو کوئی زخمی
بجا ہے اوسکے اوپر آیۂ یاسین دم کرنا

[۳] نہیں اشراف زادوں کا طریقہ یہ کہ یاروں کا
لٹا کر مال پڑھ کر فاتحہ اخلاص کم کرنا

نظر میں ہیں تمہارے داو گھات اے من ہرن میرے
[۴] شکاراں ساتھ جا جا کھیلنے اور ہم سے رم کرنا

رقیبوں سیں میرے اے جان تجھکو گرچہ ہے خوشی (پ)
دلے ہرگز روا نئیں ان سگوں اوپر کرم کرنا

گیا ہے جب سیتی اے سرو قد تو سیر گلشن کو
تبھی سیکھی ہے تتری نے گلا اپنا قلم کرنا

برابر دُر پرونے کے ہے رستہ بیچ اے ناجی
[۵] صفت ان صاف انکھوں کی صفحے اوپر رقم کرنا

---

[۱] روا کب ہے مجھے تیغ کو ہر دم علم کرنا۔ [۲] تیری خوبی دو ابرو سے ہوا ہے گا کوئی زخمی
[۳] نہیں اشراف زادوں کا طریقہ یہ کہ جاؤں گا۔ [۴] شکاروں اوروں ساتھ جا جا ہم سے رم کرنا۔
[۵] صفت ان صاف لڑکوں کی صفِ اوپر رقم کرنا۔

دل میں میرے کر مقام اے جان یا چشموں میں جا
داد اور سرطان[1] اسی کوں بوجھ اے بدر الدجا

لعل دل پر نام اوس خوں ریز عاشق کا لکھوں
کہ تیرا اے لال[2] چہرا آج یہ کنے سجا

صرف سینے پر مجھی کوں[3] عطر ملنے دے سجن
ٹک تو روکھا ہو کہ ہاتھوں[4] کا نہ ہو جا رنگجا

مفلسی سیں آدمی ہوتا نہیں اتنا ذلیل
جس[5] قدر کرتی ہے خوار انسان کے تئیں التجا

یار تو نئیں بولتا اور طعن کرتے ہیں رقیب
مرد ہے تو پھر کے[6] اس کوچے[7] میں اے ناجی نہ جا

---

[1] اوسی [2] لعل ۔ [3] کو ۔ [4] میں
[5] جس قدر انسان کو بس خوار کرتی التجا ۔ [6] سکے ۔ [7] کوچہ

O

جس کو شراب شوق کا نشا[۱] رسا[۲] ہوا
ذو مرے[۳] ہیں عارفاں کے وہ پھر پارسا ہوا

موزوں قد اوسکا چشم کی میزاں میں جب تلا
طوبیٰ تب اوس سیں یک قدِ آدم کسا ہوا

منکر نہ ہو کہ رات رہا ہیں رقیب پاس
رہنے[۴] کی ہے دلیل یہ جاما چسا ہوا

غنچوں[۵] کے دل گئے ہیں سحر کس سبب سے پھاٹ
آیا نہیں چمن سیں اگر[۶] تو ہنسا ہوا

ہے گل رخاں کے شوق میں آباد دل میرا
رونق ہے[۷] اوس نگر میں جو ہو ہے بسا ہوا

مجھ[۸] دل کوں اپنی زلف کو دیجو سمجھ کے یار
نکلے گا پھر یہ دیر میں بھوں[۹] دھنسا ہوا

ناجی[۱۰] کا دل لپیٹ لیا آبرو نے کھول
آیا[۱۱] جو صبح نیند سیں اوٹھ رسمسا ہوا

---

۱ نشہ، ۲ گرا، ۳ روزے میں عاشقاں ۔ ۴ رہنے کی یہ دلیل ہے ۔
۵ غنچہ کا دل لیا ہے سجن کس سبب سے پھاٹ ۔ ۶ مگر ۔ ۷ ہوئی ہے ۔
۸ تنگ دل کو میرے دیجیو تم سمجھ کر سو یار ۔ ۹ بھوں ۱۰ ناجی کے دل لپیٹ گیا آبرو کا قول
۱۱ آیا ہے صبح نیند سوں ۔

لب شیریں ہے مصری یوسف ثانی ہے یہ لڑکا
نہ چھوڑے گا میرا دل چاہ کنعانی ہے یہ لڑکا

لیا بوسا کسی نے اور گریباں گیر ہے میرا
ڈبایا چاہتا ہے سب کو[1] طوفانی ہے یہ لڑکا

سراوپر لال چیرا اور دہن جوں غنچہ رنگیں[2]
بہار مدعا لعل بدخشانی ہے یہ لڑکا

قیامت ہے جھمک بازو کے تعویذ طلائی کی
حصار حسن کوں قائم کیا بانی ہے یہ لڑکا

ہوئے[3] روپوش اوسکا حسن دیکھ انجم کے جوں خوباں
چمکتا ہے برنگ مہر نورانی ہے یہ لڑکا

قیامت قامت اوسکا جنے دیکھا سو ہوا بسمل[4]
مگر سر تا قدم تیغ[5] سلیمانی ہے یہ لڑکا

میں اپنا جان و دل قرباں کروں اوس پر سیتی[6] ناجی
جسے دیکھیں سیں ہوئے عید رمضانی ہے یہ لڑکا

---

[1] سب کوں ۔ [2] غنچہ گل [3] ہوئے روپوش دکھا کر حسن کو خوباں کے ۔
[4] الیمانی [5] سدا [6] کہ جس کے دیکھے سے ہوئے عید قربانی ہے یہ لڑکا ۔

گل پوش ہو کے پاس مخالف کا چھوڑنا
گر ہے خبر بسنت کی تو اس سیں[1] توڑنا

بن[2] مے کیا ہے مست بتاں نے نظر سوں آج
پیالے[3] کا خیال چھوڑ دے شیشے[4] کو پھوڑنا

زاہد ہمن کے حال پہ کرتا تھے[5] زہر خند
ابرو[6] دکھا کر اوسکو تک اک گل مروڑنا

کیوں ہم سیں اور غیر سیں ملتا ہے خوب رُو[7]
چاہے اگر معاف ہو تو ہاتھ[8] جوڑنا

ناجی کے گھر رقیب کو مت ساتھ لائیو
مل[9] جائے اگر و راہ میں رخ اوسکا موڑنا

---

[1] تو اوسے موڑنا ۔ [2] مئے کیا ۔
[3] پیالہ ۔ [4] شیشہ ۔
[5] تھا ۔ [6] ابرو دکھا، اوسکے ٹھیک کرنا ۔
[7] خوب سیں ۔ [8] ہاتھوں نجوڑنا ۔
[9] ملجا ۔

گھٹا اوٹھی[1] ہے آنکھوں کی لگا ہے اشک کا جھمکا
کہیں[2] برسوں میں اپنی سج دیکھا بجلی سا پھر چمکا
بغیر اوس[3] ماہ رو ہر تیس دن روتے مجھے بیتے
مگر یہ چاند مجھ حق میں مہینا تھا محرم کا
لیا میں بھول کر اس شوخ گندم رنگ کا بوسا
خطا کرنے سیں کوئی خالی نہیں فرزند آدم کا
نہ[5] بھولو کوئی پگڑی دیکھ کر زاہد کی اے لڑکو
کہ یہ ہے پیچ دینے کو تمھارے گیند آدم کا
پری رو نے کہا اک دم اگر چاہو تو حاضر ہوں
نظر بھر دیکھ لے ناجی بھروسا کچھ نہیں دم کا

---

[1] اوڈی [2] کہئے برسوں میں اپنی سج دیکھا بجلی سا پھر چمکا۔
[3] از ماہ رو [4] لیا میں بھول کر اس گندمی رنگ کا بوسہ۔
[5] نہ بھولو پگڑی دیکھ زاہد کی زری لڑکو [6] ولے بھر دیکھنا ناجی

٭ ٭ ٭

خامیوں سیں[1] مل اسکل رہا ہے کھیسا
یہ داؤ گھات دل کا لگتا ہے لالچی سا

دیکھ[2] اپنے رخ کوں اوسکے رخسار کی صفا میں
کوتڑ[3] کی طرح بوسا جھمکے ہے آرسی کا

اس[4] چرخ سنگدل نے چکی کی طرح پھر پھر
دانا کوئی نہ چھوڑا ہتھے چڑھا سو پیسا

جو کوئی تیری بھواں کی شمشیر دیکھ مرجائے[5]
اوس کے جلادنے کا پھر دم نہ مارے عیسا

قالب میں جان میرے رہتی نہیں پیا بن
جب دیکھتا ہوں تاجی آتا ہے مجھ میں جی سا

---

[1] سے ۔
[2] دیکھ اپنہ رخ کو اوسکے رخسارۂ صفا میں ۔
[3] کوئی کی طرح بھی بوسا ۔
[4] اس چرخ سنگدل نے چکی کی بھانت پیسا ۔
[5] مرجا ۔

مجھ کو باتوں میں لگا معلوم نئیں کیا کہہ گیا
لے چلا جب دل کے تئیں موںہہ دیکھتا میں رہ گیا

بدر نے پایا جب اوس مہ رو کی خوبی کا کمال
آسماں اوپر نہ لا کر تاب آخر گہہ گیا

ملک دل کی لوٹ میں وہ کب سنے ہے حرف غیر
شوخ ہے اپنی غرض کوں سب کی باتیں سہہ گیا

عاشق و معشوق کی ایذا کو کانٹا ہے رقیب
میں دیا پھولوں کا دونا یار کوں مرو ہ گیا

رات کو میں شمع کی مانند رو کر رہ گیا
صبح کو دیکھا تو شب میں آب ہو کر بہہ گیا (الف)

ڈوب گئے کئی ملک جب کھولی لب دریا پہ زلف
حیف تاجی کو کوئی نہ پوچھا کس لہر میں بہہ گیا

۱؎ مجھکو باتوں لگا معلوم کیا کر گیا ۲؎ نلایا۔
۳؎ گا ۴؎ تاباں
۵؎ عاشق و معشوق کے حق میں کانٹا ہے رقیب۔ ۶؎ کو
۷؎ ڈوب گئے کئی ملک دل لب دریا پہ جب کھولی وہ زلف۔ ۸؎ کو

نان جو بھی تو میدا ظلم کا مت رکھ روا
حشر میں ظالم کا آئینہ ہے دوزخ کا توا

نالۂ قمری و چشم تر سجن کی یاد میں
بس ہے اہل درد کوں گلشن میں یہ آب وہوا

ہزل[1] ہے جو کچھ ہو غیر از یاد حق رکھنا خیال
راگ میں عمر عزیز اپنی کو پیارے[2] مت گنوا

جو زبردستی سیتی معشوق کوں کرتا ہے زیر
فاسقوں[3] کی صف کا ہے اس دور میں وہ پیشوا

زیست جاں کندن ہے ناجی جب ہو عزت پر خلل
آبرو[4] پر آ بنے تو ہوے مرنا ہی دوا

---

۱ ہزل ہے جو کچھ ہے غیر از یاد حق کیسا خیال
۲ ہرگز
۳ فاسقوں کی صف کا ہے توں ای پیشوا
۴ آبرو پر آ بنے ہے تو مرنا ہے دوا

کمر اور زلف سیں اوسکی ہے میرے دل کوں موہنہ پھیرا
بہت سی موشگافی کی سلجھتا نئیں یہ الجھیرا
میں اوس مطرب پسر سیں خیال اوٹھایا تھا کہ بولوں نئیں
مناٹے کوں میرے لے کر تنبورا آن پھر چھیرا
ہر یک مہ رو سما جاتا ہے میرے دل کی وسعت میں
الٰہی روز محشر تک رہے آباد یہ گھیرا
بھنور میں ہجر کے ناجی کا دل غوطوں میں ہے پیارے
کرم کا وقت ہے مل جا کہ ہو کچھ اوس کنیں بیرا

---

۱ کمر اور زلف سیں اسکی میرے دلکو تب پھیرا ۔ ۲ موشگافوں کا
۳ میں اس مطرب پسر سیں خیال اٹھایا مدت سیں ۔ ۴ منانے کو میرے لیکر تنبورا اونے پھر چھیڑا۔
۵ ہر یک مہ رو کا جاتا ہے میرے دل کی وسعت میں۔ ۶ نہر ۔ ۷ غوطہ
۸ کرم فرما وقت ہے مل جا کہ ہو کچھ اسکو میں بیرا۔

○

نشے میں کر مخالف مجھکوں[1] میرے روبرو بکتا
سناتا اس طرح کے دو بچن جو[2] مست ہو چھکتا

کباب خام تھا پیارے میرا دل کیوں ابھی توڑا
جلاتا اور بھی دو دن کہ اپنے تاو میں پکتا

شکست زلف نے خاب فتح پائی ہے صف دل پر
تیرا[3] موںہہ درمیاں ہے اسکوں میں کچھ کہہ نہیں سکتا

سنا ہو جتنے اے رشک پری تجھ حسن کا شہرا
پھرے وہ مثل دیوانے کے ہر کوچے گلی بکتا

نظارے کوں بتاں کے ناجی اب کو سوں پھرآتا ہوں
اگرچہ تاب نئیں پر شوق میں ہر گز نہیں تھکتا

٭

---

[1] مجھکو [2] جو
[3] تیرا قد دیکھ اسکو کہہ نہیں سکتا ۔

گلو گیر اور کامت ہو نہ رخسارے[1] کنیں ملوا
گرے ہے دل کے تئیں بے تاب تیرا غیر پر چلوا
ملا جب ہم سیتی کترا گیا روٹھا جو اس دن سیں[2]
کوئی بوسا نہ تھا اس لب کا مقراضی تھا دھلوا[3]
خیال اس خال کا ایسا نہیں جادو جو بچ رہئے[4]
نہ چھوڑے پنڈ بعد از مرگ بھی جسکو لگے کلوا[5]
وہ اوسکے گندمی رنگ اور لب شیریں کوں جب دیکھا
تجا آدم کے فرزندوں نے تب سیں مَن اور سَلوا[6]
گرہ اوس زلف کی کھلتی نہیں جب لگ نہ ہو شہرت
دعقدا کسطرح مکشوف ہو جس کا نہ ہو نلوا
کہے سیں غیر کے بالے وُدُر پر کان رکھتا نئیں
پڑیں گے خون ان باتوں او پر اے شوخ مت سلوا
گل مہندی کے تئیں کب رخت بوجھے باغمیں ناجی[7]
کریں جسکو دکذا، دل کا لہن ناز میں تلوا

---

[1] رخسار
[2] ملا جب ہم ستی آ کر کیا رکھا جو اس دل سیں
[3] یہ
[4] خیال اس خال کا ایسا نہیں میٹھا کہ جوں پھیروں
[5] تمیں
[6] تجا آدم کے فرزندانے تب سے من سلوا
[7] گل مہندی کنیں کب رخت پہنچے باغ میں ناجی

○

زلف کے حلقے میں دیکھا جب[1] سیتی[2] دانا خال کا
مرغ دل عاشق کا تب سیں صید ہے اوس جال کا

گندمی چہرے کوں[3] اپنی زلف میں پنہاں نہ کر
ہندواں[4] سن کر مبادا شور اٹھا دیں کال کا

بے نوایوں[5] سیں نہ مل اے موکم مت پیچ کھا
مونڈ[6] سر لڑکوں کا کرتے ہیں وہ اپنا پالکا

یاد[7] کر پان کھانا اوسکا میں کرتا ہوں زار
نئیں قطار اشک یہ مالا ہے ڈھولی[8] پانکا

مہر کی بیجا ہے چرخ بے مروت سیں امید
پیرزالوں سیں نہ یہ احساں کرے ایک بال کا

ایک دم ناجی کنیں آکر جلا لے پیار سیں
جاں بلب ہوں اے سجن اب وقت نئیں اہمال کا

*

---

۱ جس نے ۲ دانہ

۳ کو ۴ ہندواں سنکر مبادا شور ڈالیں کال کا

۵ آشنائی بے نواؤں کی نہ سیکھ اے موساں ۶ سر منڈا لڑکوں کا کرتے ہیں وہ اپنا بال کا

۷ یاد کرکے پان کھانے یار کی کرتا ہوں زار ۸ کھال کا ۔

ہے نرگسیں انکھیاں[1] میں پیٹو کی عنب کا باسا
دیکھے سے جن کے[2] ہوہے نشا، شراب کا سا
آئینہ طلعتوں کوں فاسق ہیں جال جادو
لاطو طیوں[3] کی باتیں لگ جاہیں جیسے لاسا
کاڑھے ہے پان کھا کر حجام کے سے نشتر
ہے آج ہر طرح سیں میرے لہو کا پیاسا
بوجھا نہ تار نا داں مرتے کتھے پر نہ مارا؟
ہارا ہوں اب نہ چھوروں ہرگز پڑا ہے پاسا
تیری بھواں کی محراب اے شوخ جب سیں[4] دیکھی
بھولا قیام زاہد مسجد میں تور عاسا[4]
ناجی رہ طریقت مشکل ہے مبتدی کوں[5]
چاہے کہ پیر اوسکا ہر دم کرے[6] دلاسا

---

[1] نرگسی انکھیوں
[2] جن نے
[3] طوطی سی ان کی باتوں لگ جاہے جیسے لاسا
[4] تورآسا
[5] کو
[6] دیوے

دیوانہ ہوں میں ایک اور پری کا
قصا[۱] نہیں مہر و مشتری کا

قوال[۲] پسر کی نے کا گھایل
نبسمل[۳] ہوں میں زخم خنجری کا

خورشید کے داغ ہیں ستارے
چہرا[۴] ہے تیرا یہ اور زری کا

بندوں کا تیرے دماغ مہکا[۵]
جاما جو کھلا ہے عنبری کا

سب سنکر بیاں ہوا ہوں بہسا
کچھ حال نہ پوچھ نوکری کا

(پ) ناجی[۶] تو نہ مل اب اوس صنم سیں
شیوا لیا اون نے کافری کا

---

۱ قصہ نہیں ہوں میں چہرو مشتری کا
۲ قوال پسر کے لب کا ہوں گھائل
۳ نہ بسمل ہوں زخم خنجری کا
۴ چہرا تیرا ہے یہہ اوپری زری کا
۵ منہ کا
۶ ناجی کو تو نمل اب صنم سے
۷ شیوہ ۔

○

نہال[1] قد کوں اوسکے باغ خوبی میں جو لہکایا
قضا نے دیکھ تب دل کے تئیں قمری کے بہکایا
جسے کہتا تھا کھاری ہے وہی نکلے شکر گونی
اُسی[2] چاہ ذقن پر اپنے پھر عاشق کو ڈہکایا
کیا[3] روشن تو دل کوں فرش نتنا عطر کا لاکر
رکھے جب چاندنی اوپر قدم مجلس کو مہکایا
مخالف[4] کی سحر کی بات میں کھاتا تھا جو چکر
پھر[5] اب کیوں چاند سا مکھڑا دکھا کر اوسکوں اہکایا
نہ[6] پیتو میری شراب اور غیر سیں مانگا کباب آخر
عبث ناجی کا دل غیرت سیں انگارا سا دہکایا

○

---

[1] نہال قد کو اوسکے باغ میں خوبی کے اہکایا — [2] اوسی چاہ ذقن اوپر اپنے عاشق کو ڈہکایا
[3] کیا روشن تو دل کو فرش قبا عطر کا آکر — [4] مخالف کے سخن تھا جستجو ہتر
[5] پھر آ کیوں چاند سا مکھڑا دکھا کر اسکو مسکایا — [6] پیا میری شراب غیر سیں مانگا کباب ......

٭ ٭ ٭

صید[1] ہو پھر چھوٹنا تک دل کوں ہے اشکال سا
بیطرح رو دیا ہے مونہہ[2] پر زلف نے یہ جال سا

باپ سیں[3] اوسکے کہو اس سنگدل کوں رکھ عزیز
مول ہے سارے بدخشاں کا یہ بیٹا لعل سا

بخت ململ کھولتے ہیں چشم کو میرے کہ دیکھ[4]
مونہہ[5] اوپر اوسکے عجب لسمل کا ہے اک خال سا

کہہ گیا دو پہر[6] تلک آنے کوں وہ خورشید رو
ہر گھڑی[7] گذرے ہے اب دل میرے ایک سال سا

اسقدر اودی مسی سیں اوسکے میٹھے لب ہیں آج
شکر کے شربت ہو پر اونکوں سجے ہے پھالسا

خیال اوس نازک کمر کا بس کہ ہے بد[8] نگاہ
دم بدم[9] گھرکے ہے وہ آنکھوں میں میری بال سا

راگ سیں ہر چند ناجی کی طبیعت اوٹھ گئی
تج دیا کہنے کوں پر سننے کا ہے ایک خیال سا

---

۱ سیدوں اور چھوٹنا اب دل کو ہے اشکال سا۔ ۲ پہ ۳ سے
۴ بخت ململ کھولتے ہیں جبکہ میری چشم دیکھ ۵ مکھ اوپر تیرے عجب سنا ہے کا ہے اک جال سا
۶ دوپہری ۷ ہر گھڑی کرتی ہے میرے جینے کو ہر ایک سال سا
۸ لیک ۹ دم بدم کھڑکے ہے میری انکھیوں میں بال سا

ماننگے ہے چوتھ دل کی دکنی بجاکے باجا
وہ جینو کا چورلڑکا گویا ہے ساہو راجا
مت نقدعیش رکھ تو فردا اوپر معطل
پیارے اگر ہے ملنا تو دیر کیا ہے آجا
فاسق کہے اسی کوں ایک چیز دیں جو دیکھے
ہے بے حیا و لڑکا جو بول اٹھے کہ لاجا
[1] مطلق مخالفوں سیں جب توڑ آوتا ہے
اخلاص کی مدد کوں پڑھتا ہوں تب اذاجا
کیوں جا بجا نو جا جا چھیڑے ہے کھر تنبورا
جو کوئی تجھے بجاہے بیجا نہ جا بجا جا
[2] جو جیو کو زیچ اپنے آپہنچا ہے تجھ تک
اے دل تو جا ہے اوسکی الفت اوپر لگا جا
[3] جو نیک و بد سیتی ہے بچتا نہیں ہے ناجی
[4] اغیار سیں کہے ہے آگے ہے میرے جا جا

---

[1] توجو مخالفاں سے جب تور آوتا ہے
[2] جو جیو کے زیچ اپنے کھینچے ہے کچھ دیکھ
[3] جو نیک و بد سے لڑکا بچتا وہی ہے ناجی
[4] اغیار سے کہے لڑکے سے میرے جا جا

جو آتے ہاتھ دام اوس زلف کے عاشق کوئی بکتا
نیٹ ارزاں تھا نقد دل کوں یہ سودا اگر چکتا

نہ جانے تل ہے یا مسّا تیری ٹھوری اوپر پیارے
جسے تو موںھہ لگادے سو کرے معلوم یہ نکتا

قد موزوں کو تیرے عدل کی میزاں میں جب تولا
کمی اترا صنوبر اور تیرا بالا ہوا چکتا

نگہہ تیری گذر جاتی ہے دل کے پار اے ظالم
کیا سینہ سپر ہر چند میں یہ تیر نئیں رُکتا

کسی کوچے سیں آجا ہے اکھی بن کر جھلاوا سا
جو دل چاہے تو اے ناجی تو ایک لمحے کوں مت اٹکا

---

۱ جو آتے ہاتھ دام اسکی زلف کے عاشق کوئی بکتا
۳ نہ جانے تل ہے مسیا ہے تیری ٹھوری اوپر پیارے
۵ جو
۷ کسی کوچہ سیں آجاوے ہے سنکر جھلاوا سا
۲ نیٹ ارزاں ملتا ہے نقد دل کوں سودا گر چکتا
۴ جسے توں منہ لگاوے پو کرے معلوم یہ نکتا
۶ کمی اترا صنوبر اور تیری بلا یہ چکتا .
۸ جو دل چاہے ہے اے تو یک لمحہ قیامت کہا

خط سیں تجھ لعل کے نگینے کا
رنگ نکلا ہے سبز مینے کا

مجھ سیتی کج روی کرے ہے فلک
سر پھرا ہے دیکھو کمینے کا

پیو کے گرداب خط نے کھینچا دل
اب خدا حافظ اس سفینے کا

خونِ[1] عاشق ہے رنگ پان نہیں
کیا مزہ ہے لہو کے پینے کا

جان یک دم نہ مجھ کنے ٹھہرا
اب تو ساں سا پڑا ہے جینے کا

بوعلی سے نہ پوچھ میرا درد
جانتا نئیں ہے وہ زخم سینے کا (الف)

پُر ہے عشقِ محمدی سیں دل
سیر کرنا جی اوس مدینے کا

---

[1] چمنِ عشق ہے ایک پان نہیں۔

دل اپنے قبضے کرا بروکے گوشہ گیروں کا
دبال مت لے صنم[۱] زلف کے اسیروں[۲] کا
تیری نگاہ کی کثرت سیں[۳] اے کماں ابرو
ہمن کے سینے[۴] میں تودا ہوا ہے تیروں کا
سفید پیچ بجے ہے تجھے اے سیمیں تن
خیال دل میں نہ رکھ[۵] تو زری کے چیروں کا
سوائے گنجفے نیں انکوں ٹک درس کی بوجھ
عجب تماش ہے اس دور کے امیروں کا (ب)
تیرے لباں کی دھڑی دیکھ کے ہوا ہے شہید (الف)
نہ پانی مانگے جو مارا ہوا ہے تیروں کا
لبھا دے ہے دل عاشق کو تجھ درس کی قدر (الف)
کہ جوہری سے چھپا کب ہے بھاو ہیروں کا
ہوا ہے نعمت کونیں سے غنی ناجی
جو صدق دل سیتی خادم ہوا فقیروں کا

۱۔ یتیم
۲۔ کی زنجیروں
۳۔ سے
۴۔ سینہ
۵۔ نہ ملا

نمکین حسن دیکھ کر پی کا
رنگ گل کا لگا مجھے پھیکا

کیونکہ مارا نگہ کا چنگا ہو
زخم کاری لگا ہے برچھی کا

تو تو آیا ہو کر بسنتی پوش
حال ٹک پوچھ اب میرے جی کا

ہنسنے[1] سیں یہ چمک ہے دانتوں کی
یا اُجالا شفق میں بجلی کا

تل سیاہی کا کیوں بنایا[2] ہے
دور کر رخ سیں نیل کا ٹیکا

تیرے میٹھے لباں کے سنکر وصف (دپ)
ہو گیا رنگ زرد مصری کا

سب مل اسکوں[3] کہیں مبارک باد
نام پوچھا پیا نے ناجی کا

---

[1] ہنستی سے یہ چمک ہے دانتوں کی [2] نمایاں
[3] اسکو

دہن جب لال[1] ہو پانوں سے پی کا
خدا حافظ ہے تب غنچے کے جی کا
ترے رخسار کے پرتو سیں اے شوخ
پری خانہ ہوا گھر آرسی کا
نہ ہمت ہار گل رو دے دے میٹھا
بڑا کہتے ہیں رتبا[2] ہے سخی کا
برو نے دل اوپر چھایا ہے بنگلا
گھٹا میں شور سن تجھ بانسری کا
بلندی سن کے تاجی ریختے کی
ہوا ہے پست شہرا فارسی کا

---

[1] لعل
[2] رتبہ

ذکر ہر صبح و شام ہے تیرا
ورد عاشق کوں نام ہے تیرا

مت[1] کر آزاد دام زلف سیں دل
بال باندھا غلام ہے تیرا

لشکر غم نے دل سیں کوچ کیا
جب سے اس میں مقام ہے تیرا

جام مے کا پلانا ہے بیرنگ
شوق جنکوں مدام ہے تیرا

آج ناجی سے رم نہ کر اے شوخ
دیکھ مدت سیں رام ہے تیرا

---

[1] مت کر آزاد زلف سیں یہ دل

○

ملنے[۱] کا کیا ہے حاصل جو رام چاہے پیارا
ہے آج تجھ بغل کا لڑکوں اوپر اجارا[۲]
مژگاں سجن کے بانکے کیا موہنی دسیں[۳] ہیں
پھرتے ہیں دل میں میرے جوں سال بیچ آرا
اے مہ جبیں تیرا تل ابرو میں یوں ہے زیبا
مسجد کے بیچ گویا بیٹھا ہے شاہ تارا
ہے نیچ اوسکی جس کے سر پر ہو روشن اختر
دکھن تلک بجاوے گر ہو مدد ستارا
جور و جواریوں کی گوشوں[۴] میں کہہ کے کوسیں
ہم کھینچتے[۵] ہیں ناتے مرجا مکاں ہمارا
جس نے تجی ہو دنیا چاہے کہ پہنے کفنی
مردا ہوا تو اوسکوں زینت نہیں گوارا
بھڑکا دیا کسی نے جو ٹھہرتا نہیں وہ
ناجی سیں چھوٹ پایا جا اور کا سہارا

❀

۱؎ ملنے کا کب ہے حاصل ہے جو دام رام پیارا ۲؎ جارا
۳؎ کیا سوہنی قہر میں ۴؎ گوشہ میں لے سکے کو لے
۵؎ ہم کھینچتے ہیں چلے

تعلق سیں برہ میں شست ہو جسکا قدم پہلا
وطے کب کر سکے افلاک سرگرداں کا نو محلا

نہ کھو غفلت سیں زر اہل خوشامد کی تواضع میں
کہ کھا جاتے ہیں پھر بھیجا یہ اول سر کنیں کھجلا

دیا جا ہے ٹھا بازی بدقماشی سے مجھے لیکن
میری صورت رقیب دیو سیرت دیکھ کر دہلا

تیرے رخ سیں گل خورشید گھا کر گشت کمہلایا
تیری انکھیوں سیں پیارے مات ہوگئی نرگس شہلا

جو لڑکا سیر میں ہمراہ ہو گھر سیں نہ آونے دے
نو جانے دے زنانہ ایک بٹھلا رتھ میں دل بہلا

نہ پہنچے مجھ تلک ناصح بھسل جاوے میرے آگے
ہوا ہے گرد غم اور اشک حسرت کا ایتا چہلا (ﭗ)

جسے دعوی ہو ہم سیں ہمدمی کا شعر میں ناجی
اسے کہتا ہوں بارے اس طرح کی ایک غزل کہلا

* * *

---

۱ بھولا
۲ کہ کھا جاتے ہیں بھیجا یہ اول سر یا پلک سہلا
۳ کہکر
۴ جو لونڈا سیل میں ہمراہ ہو کر دھور آوے نہیں

زر نہ ہو تو کس کے تئیں دکھلاوتا ہے روپیا
موںہہ دکھاوے اوسکوں دیکھے جس کنے ہو روپیا

[1] پردۂ وحدت میں کیا کیا رنگ ہیں ٹک بوجھ دیکھ
جس کی نیرنگی سیتی حیران ہے بہروپیا

اور دکھ دیگا تیری بیمار انکھیوں کا خمار
سوچ کر مردم سیتی جا آج کوئی دا روپیا

[2] یار جسکا ہو جدا اسا نون میں اس پر ہے جھڑی
مثل کوئل کے سدا کرتا پھرے کو کو پیا

[3] تھا خوشی ناجی بھواں تیری کوں قبلہ بوجھ کر
پھر کیا کیوں اس طرف کرتا نہیں، ابرو پیا

---

[1] پردہ وحدت میں کیا تھا رنگ در رو [2] یار جسکا ہو جدا اسکو نہیں ہولی ہے ہوئی
[3] تھا جو دل سے ناجی۔

خاں[1] خاناں کے باغ میں آجا
گل سے چہڑے[2] کوں[3] اپنے دکھلا جا

بھید[4] میرے سیں تو تو محرم ہے
غیر آگے کہا نہ کر جا جا

کیا[5] کہوں کوئی جو پوچھے رات کی بات
مصلحت کر کے مجھکوں سکھلا جا

میں کہا ہے وہ راز قاصد سیں[6]
جو اشارت کرے تجھے[7] پا جا

آج تجھ بن اداس ہے ناجی
دل[8] کوں او سکے ٹک ایک بہلا جا

---

[1] خان خانا
[2] چہرہ
[3] کو
[4] بھید میرے سیں گر تو محرم ہے
[5] کیا کہوں کوئی جو پوچھے کی رات
[6] کا
[7] تجھے آجا
[8] دن کو مکھڑا ٹک ایک دکھلا جا

مزے[1] سیں ہیں گہے کے یار اس کو لے میں بھر دوں گا
ادا سیں[2] جب وہ کہتا ہے نہ چھیڑو مجکو کہہ دوں گا

زمرد[3] اوسکے پشت لب سیتی سر سبز کیوں کر ہو
نہ ہو یاقوت اصلی کے برابر[4] سرخرو ہونگا

حقیقت یار کی منصور سا کوئی ہو تو بک بیٹھے
زباں[5] دلدار کی ہوتا ہے جو پہلے بنے گونگا

کماں[6] ابرو کی کر اور تیر سے مژگاں کے دشنوں سیں
نشانے کی اگر پوچھے تو کہہ دیجو کہ میں ہونگا

میرا یہ طفل دل شیر دمیاں سیں کم نہیں ناجی
کر دیکھے جس کنے لڑکا تو کہتا ہے یہی لونگا

---

[1] مزے سے میں کہے یار اوسے کولے میں بھر دونگا [2] اوسے جب نہ کہتا ہے مجھکو کہہ دونگا
[3] زمرد اس کے لب سیتی سر بسر کیوں ہو۔ [4] مقابل
[5] زباں وراز کی ہوتا ہے جو پہلے بے گونگا [6] کماں ابرو کی تیر مژگاں کے گوشوں میں

❖ ❖ ❖

اوس[1] سبز خط کو کب ہے خط پڑھنے کا قیافا
بیجا لپیٹا ہوں نامے پہ[2] میں لفافا
جب سرخ ہوں ہیں انکھیاں تب پھیلتی ہے خوشبو
[3] آہو کے خون دل کا پیتا ہے خون نافا
جو[4] چاہتا ہے صوفی اخلاص امردوں سیں
تو[5] آ اٹھوں میں لیکن ڈاڑہی کوں دیکے صافا
خونیں انکھیاں ہیں اپنی دیتا ہے زور سرما[7]
یہ سورما سپاہی پاتے ہیں نت اضافا
ہندو بچوں میں ناجی د میرزا منش ہے
دیکھا[8] نہ اور دیکھا میں گرچہ سب صرافا

---

[1] ... خط کو کب ہے خط پڑھنے کا قیافا [2] کو
[3] انجھواں کے خون سا ہے داغ ڈوبا [4] گر
[5] توں آدابتہ لیکن داڑھی کو دے کے صافا [6] [7] تماشا
[8] دیکھا نہ اور کچھ ہے دیکھا جو میں صرافا۔

○

وہ عزت اب نہیں کھو کر صفائی خط نکال آیا
خریداری کہاں رہتی ہے جب چینی میں بال آیا

یہ[۱] ماضی نیں جو استقبال کوں اوسکے نہیں اوٹھتے
وہ چہرا[۲] چاند سا دیکھا ہے جنّے[۳] اسکو حال آیا

سجن کی زلف پر مجھ سیں مخالف جو الجھتا تھا
بلائے[۴] ناگہانی میں پھنسا اب اوسکا کال آیا

نمود[۵] خط ہوئی چہرا ڈھل آیا خوبیتی اپنی
دیکھو کیا آفتاب حسن کوں اوسکے زوال آیا

تیرے رخسار رنگیں کو بنایا اس سیہ تل[۶] نے
گویا باغ ارم کی سیر کرنے کوں بلال آیا

خوشی[۷] سیں کیا عجب ناجی میرے دل کا کنول کھل جائے
چمن میں آج پھر گلپوش ہو وہ نونہال آیا

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

---

۱ یہ ماضی ہو جو استقبال کو اوسکے نہیں رکھتی۔ ۲ مکھڑا
۳ جس نے ۴ بلائے ناگہاں میں جا پھنسا اب اسکا کال آیا
۵ نمود خط ہوا اوسکا چہرا وبلا خوبی سے اوسکے۔ ۶ تل تل
۷ خوشی سے کیا عجب ناجی جو مجھ دل کا کنول کھلجا۔

گرچہ وجور و ستم اب ہم پہ آساں ہوگیا
ایک[۱] نظر تجھ مہر کی اوسوقت احسان ہوگیا

رونق اسلام ہے خم تجھ بھواں کا اے سجن
دیکھ اوس محراب کو[۲] کافر مسلماں ہوگیا

وا[۳] اصل حق کا بجا ہے گر انا الحق ہو کلام
جب ملا دریا سیں[۴] قطرا[۵] تب تو یکساں ہوگیا

جنے دیکھا جانتا ہوگا چھلاوا تھا و شوخ
دیکھتے ہی جوں پری نظروں سیں پنہاں ہوگیا

دیکھ کر رنگ حنا تیرے کف خوں ریز پر (ب)
آگ لگ لالے کا دل غیرت سیں بریاں ہوگیا

یاد میں تجھ لعل کے ہر آنجھو موا خونی جگر (الف)
جو گرا چشموں سے میری جم کے مرجاں ہوگیا

خط کے لکھنے کا کیا تھا مجھ سیں ناجی اوس نے قول
دور جا کر حیف وقول اوسکوں نسیاں ہوگیا

❁

---

۱ یک نظر تجھ مہر کی جسوقت کہ ہم پہ احساں ہوگیا۔ ۲ کو
۳ داخل ۴ سے
۵ قطرہ ۶ اسکے

○

جمال دیکھ کے اوس آفتاب انور کا[1]
گھٹا فلک کے اوپر حسن ہر ایک اختر کا[2]

بغیر دام ہے ملنا محال خوباں سیں
براسا پیچ ہے سیمیں براں کنے زر کا[3]

مدام دل سیتی اوسکے نہ چھوٹے مے کا خیال
مزا بڑا ہو جسے تیرے لب کے ساغر کا

سیاہ مست اوٹھے گا و بزم محشر میں
جو کوئی شہید ہے تیری نگہ کے خنجر کا

لعیم ہے جو ندے گنج حسن کی و ذکات
سر اوسکے خاک جو دل تنگ ہو تونگر کا

دہن کو دیکھ کے بولے نئیں باغوں میں غنچے (الف)
گھٹا ہے لب کو دیکھ تیرے بھاؤ شکر کا

بتاں کی دیکھ کر سنگیں دلی جو کوئی مر جا (الف)
بجاے قبر پر اوسکے ہو تعویذ مرمر کا

ہوا عرق سیں رخ اوسکا مرصع اے ناجی
دکھے ہے بسکہ ہر ایک قطرہ حکم گوہر کا

---

[1] جمال دیکھ آفتاب انور کا۔ [2] گیا فلک کے اوپر نور
[3] براسا پیچ ہے اس میں برا زر کا۔

میرا تھا ایک غنچہ کے دو میں بچھل گیا
لڑکا نتھا خام تین پیالوں میں جل گیا

دیتا ہے جو نہ مانگتا بوسا میں اوس سیتی
آیا تو تھا شکار پہ موںہہ سیں نکل گیا

اوس شمع رو کوں میں[۱] جو لگایا گلے سیتی
کھائی بہت سی باد مخالف نے جل گیا

یہ حسن نئیں بلا ہے صف عاشقاں اوپر
ایک[۲] ہنی جھمک دکھا کے ومجلس کوں چھل گیا

منصور[۳] کو نہ ہضم ہوئی دارو ئے شہود
چھوٹا[۴] تھا ظرف اوسکا بھرے سیں اول گیا

دانا وہے کہ دل شکنی سے حذر کرے (پ)
نیں[۵] ظالم آسیا کی طرح ہاتھ جل گیا

ناجی سیں کیا غبار رہا تجکوں اے رقیب
دیکھ اب تو خاک ہوئے کے وماٹی میں مل گیا

---

۱ میں جو لگایا تھا گال سے
۲ لب کی جمک دکھا کے وہ مجھکو چھل گیا
۳ منصور یہ ہضم نہ ہو ٹھہرے سوں اہل گیا
۴ چھوٹا تھا ظرف اس کا بھر آخر ابل گیا

○

کوئی بیتاب کوئی بل کھاہے کوئی مارا پیا گل کا
نہیں زلفاں کے بسمل ہے یہ سارا پیچ کاکل[1] کا

سنا ہے قلقل[2] مینا کو زاہد نے جو چوبکا ہے
خبر نئیں[3] آیۂ اعتاب کی دچورہے قل کا

چمن میں صبح دم چہرا تیرا دیکھا جو گلناری
کلی[4] لوٹی انگاروں بیچ دل ٹکڑے ہوا گل کا

نگہ نازک کون کھانا کہ ہرگز تاب نئیں لاتا
جو روٹی گرم تورے ہاتھ میں[5] اوسکے بڑے پھلکا

کلید قفل مشکل ہم[6] نے کوئی درویش نہیں دیکھا
کہ طالعوں سیں لگے ہے دروانا توکل کا

تیرے در کی طرح ناجی کا دل ہے بیقراری میں
سن اوسکی عرض گوش دل سیں وقت اب نہیں تحمل کا

٭

---

[1] پیچ ہے گل کا
[2] نصل
[3] خبر نئیں اعتاب کی چورہے قل کا
[4] کلی لوٹی وہ انگاروں میں دل ٹکڑا ہوا گل کا
[5] سے
[6] ہمنیں
[7] بیقراروں

کفن ہے سبز تیرے گیسواں کے ماروں کا
مکان غم ہے تیرے در[1] کے بیقراروں کا

مدار فطرہ کا رویت اوپر اگر ہے صحیح
ہلال[2] عید ہے ابرو یہ روزداروں کا

کرے ہے خوار بہت بلبلوں کو گل کی تلاش (الف)
برہ کے ملک میں ویراں ہے گھر ہزاروں کا

عرق میں غرق ہوا شرم سے کھڑا ہے گل (الف)
ظہور دیکھ تیرے مونیا کے ہاروں کا

بجا ہے گر نہ پوچھے مجھ سے دیکھ مہر دلی (الف)
نہ جانے نور کہاں اور گیا ستاروں کا

کمال عشق کا ناجی سے مت بھلا پوچھو (الف)
وہ راز داں ہوا ہے فلک کے تاروں کا

---

[1] روز
[2] ہلال عید کا رویت اوپر ہے روزہ داروں کا

ماہ رو جب سفید پوش ہوا — ہر طرف[1] چاندنی کا جوش ہوا

موتی آکر لگا تھا کان اوسکے[2] — دُر دُر اوسکو کہے سیں گوش ہوا

کھلکھلا کے جو اس دہن سے ہنسا — (الف) غنچہ گلزار میں خموش ہوا

جنے دیکھا اوسے نظر بھر کر — (الف) پھر کر اسکو نہ اپنا ہوش ہوا

مجھ سے افسردہ دل کو اے ناجی — (الف) اب سخن کا مقال گوش ہوا

---

[1] ہر طرف سیں چاندنی کا جوش ہوا ۔

[2] اب سے

○

دہن[1] اوس مہرا دج حسن کا ہو کیوں نہ ذرا سا
یہ[2] وہ غنچا کہ جس کا ہے گل خورشید میں باسا
جو لڑکا نام سیں امرد پرستوں کے چڑھے جونکے
میں اوسکوں پیچ دے باتوں میں لگ جاتا ہوں جوں لاسا
نظر[3] کر مہر کو ذات اوسکی اب ہر چند ہے چشما
پھرے ہے چرخ میں تجھ شربت دیدار کا پیا سا
مخالف ساز تیرے انگ کے جلتے بجائے گا (ب)
تو اوسکو مار کر بازی سیں اے لالن میرے پاس آ
نہ جاتا ایک گھڑی مجھ پاس سے وہ دن عجب دن تھے
یہ کیا پھیرا ہے جو یکدم کے ملنے کا پڑا سانسا
دیکھا ابرو کو بیخود کر گیا زاہد کو اے ناجی
گرا وہ نیچے کر سر کو بھرا مسجد میں بوراسا

٭

---

[1] دہن اوس مہرا دج حسن کا کہو جو ہو ذرا سا
[2] یہ وہ غنچہ ہے کہ جس کا گل خورشید میں باسا
[3] نقاب اپنے رخ اوپر سے اٹھا کر قمر دکھلا
یہاں پر

○

تجھ شعلہ حسن خو کا دیکھا جو ہے تماشا[1]
سورج کے جسم کو ہے غیرت سیں تن کا رعشا[2]
تجھ لب کوں دیکھ یاقوت آتس میں کیوں نہ لوٹے[3]
تقدیر کے نگیں سیں یہ لعل ہے تراشا[4]
مژگاں کا مار جنگل چھوڑا نہ دل کا تیتر
خونخوار ہے پیارے تیری نگہ کا باشا (ب)
ہے مثل حور یکساں خوبی ہمیشہ اوسکی
آگے نہ اوسکے کم ہو ہرگز کبھی تماشا (الف)
کیوں مست ہو نہ کھو دیں جیو کو کبوتر دل
ان تیتروں نے تاکا تیری نگہ کا باشا (الف)
جب تک کے وہ پری رو کاندھا نہ دیوے یاراں
ہرگز اٹھائیو مت ناجی کا مل کے لاشا (الف)

---

[1] خورشید نے جو دیکھا تجھ حسن کا تماشا
[2] غیرت سیں تن میں اسکے پیدا ہوا ہے رعشا
[3] تجھ لب کو دیکھ یاقوت آتش میں کیوں نہ ہوٹے
[4] الماس کی کنی سیں یہ لعل ہے تراشا

سخن سن اوس بت کافر ادا کا
رہا ہوگا کوئی بندا خدا کا

خم اوسکے ابروانکا جب سے دیکھا (الف)
ہوا محراب سا دل پارسا کا

جہاں تاریک ہو گرمی سے خط کی (الف)
اگر دفتر لکھوں تیری ثنا کا

چمن میں کھل گئیں کلیاں خوشی سے (الف)
کہ ہنسنا سحر ہے اس دلربا کا

نہ ہوا اے بوالہوس بیجا تو اس پاس (الف)
قیامت قد ہے اوس میرزا کا

شہید عشق ہے ناحق میرا دل
کہ یہ منکا ہے چاک کربلا کا

مہر تاباں تجھ رخ روشن اوپر عاشق ہوا
(الف)
مہ نہ لا کر تاب گورے مکھ کی تیرے شق ہوا

اپے تیں گم ہو جو جاہے ایک ہول یار میں
دیکھ جو مرجاہے اسکو سب کہے ہیں حق ہوا [۱]

فرد نے خوبی کی اب پیدا کیا خط میں سواد
دستخط ہونے سیں چہرہ خوب [۲] پر رونق ہوا

شرط ہے شطرنج کی بیندق کنیں فرزی کرے
(الف)
عشق میں گھوڑے تو با فرزیں جو تھا بیندق ہوا

خورد سالی میں کمر (کذا) ایک مو نہیں
(الف)
بوالہوس کا خون آ کر درمیاں ناحق ہوا

آیۂ رحمت ہے خط اوس مصحف رخسار پر
جنّے دیکھا ایک نظر سوں ناجی مطلق ہوا

---

۱ دیکھ جو مرجاتے ہیں اسکو سب کہتے ہیں حق ہوا ۔
۲ خوب رو

رنگینی[1] اوپر اپنی تھا باغ باغ لالا
دیکھا جو لال چہرا تیرا ہے داغ لالا

سوز[2] خمار پا کر گلشن میں ملتجی ہوں[3]
مجھکوں بلاوتا ہے ہر گل ایاغ لالا

نار خلیل کا ہے پرتو ہی جب کہایا
وحدت کی انجمن[4] کا روشن چراغ لالا

جو ہے شہید ہجراں اس پردۂ زمیں میں
خونی کفن کا اوسکے دے ہے سراغ لالا

بہتر ہیں اس سے ناجی ہندی پسر ہزاراں
(پ)
کرتا ہے کیا سمجھ کر ایتا دماغ لالا

---

[1] رنگینی دیکھ اوسکی تھا باغ باغ لالا ۔
[2] سوز خمار کر گلشن میں ملتجی ہوں
[3] مجھ کو ۔
[4] میں ۔

تجھ قد کو دیکھ شرم سیں شمشاد گڑ گیا (الف)
گل دیکھ تیرے چہرے کو غیرت سے جھڑ گیا

ملنے سیتی رقیب کے آتا نہیں وہ باز
ہم نے کہا نہ مل تو ہمیں سیں جھگڑ گیا

دیوانا ہو کے دل جو ٹھہرتا نہ تھا کبھی (الف)
بیڑی سیں اپنی زلف کے اسکو جکڑ گیا

نازک بدن کو باغ میں دیکھا جو غیر پاس (الف)
وہ طور اتحاد کا دل سیں اودھڑ گیا

ناجی کی زیست قیامت ہو کیوں نہ دمبدم (الف)
مدت ہوئی کہ یار ہمن سے جھگڑ گیا

❊

دامِ[1] جنوں سیں میرا مشکل ستھا باز آنا
پر[2] دلبری سیں مجکوں لیتا ہے پھیر جانا
شمشاد ہو گیا ہے غیرت سوں سوکھ لکڑی (الف)
اوس سرو قد کا جب سیں دیکھا ہے ٹھیر جانا
اے عاشقاں تمن کی انکھیاں ہیں کو یہ پتلی (الف)
یہ (کذا) بتیاں کو ٹک نیچ سے بتانا
دیوانے کا برہ کے دیکھا علاج نیارا (الف)
چاہے کہ چاک خیالی مضموں کو ڈھونڈھ لانا ۶
خیالی تھے راگ اور (کذا) ان کے معشوق (الف)
اس دور کے بتاں کو بھاوتے (کذا) پانا
اس بیوفا سیں ناجی کسکو تھی یہ توقع (الف)
یوں بھی نہ پوچھا کا ہے کیدھر کہاں فلانا

٭

---

[1] راہ
[2] پھر دلبری سے مجھکو لایا ہے گھیر دانا ۔

عشق کی آتش سیں تن کو جنے خاکستر کیا
پھر نظر جو اوس کنیں دیکھا تو انے زر کیا
کوہ سے نکلے صدا پر یہ نہ کھولیں لب کو حیف
اے بتاں کیوں تم نے لب کو اس قدر پتھر کیا
پتلیوں سیں مل کے طفل اشک نت کرتے ہیں سیر
مردم بد نے تو لڑکوں کے تئیں ابتر کیا
جنے اول تن دیا تقدیر کوں مجنوں کی بھانت
لیلیٰ مقصد کوں اوسکی حق نے لا در پہ کیا
روزہ داروں کو بجا رحمت کی ہو ہے چشم داشت
جو کھلا غنچے کا لب شبنم نے اوسکوں بھر دیا
نال کھلایا کیا اختر نے اوسکوں پہلواں
جو ہوا بیکس فلک نے اوسکوں زور آور کیا
وصل کا ناجی سیں ہے پر روز فردا پر قرار
جوڑ ان فردوں کوں میں شکوے کا ایک دفتر کیا

— — — —

زیادہ سخت ہوا اوس شوخ سیں کوئی زم ہو جیتا
مگر پتھر ہے دل اوسکا دعا عاشق کی نئیں لینا
غبار خاطر اعدا ہوئی آخر نگاہ اوسکی
کہ اتنے سوہن فرگاں سیں ہیرے دل کنیں ریتا
بلند آواز سے گھڑیال کہتا ہے کہ اے ظالم
کٹی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سیں ابلک نئیں چیتا
فقیری کا مزہ مت پوچھ گپ چپ کی مٹھائی ہے
کحل ہٹوں سیتی تینے عبث جھگڑا کیا ایتا

○

محبت سیں ضرر پہنچے تو نئیں عاشق کنیں لرنا
کہ جینا یار بن کچھ نئیں بھلا ہے عشق میں مرنا
لنگوٹی بس ہے جو ہمت کرے تو فوج پرور ہو
کہ شیروں کے تئیں دکندا، شاخ سیں لرنا
نہ آویں دام میں سیمیں بدن ہرگز بغیر لذت
کہ مفلس ہے خجل جو دے کسی کے گھر اوپر دہرنا
نہ بلبل اور پپیہے صرف اوسکے غم سیں ہیں نالاں
کہ ہر ایک اشک ناجی کا ہوا ہے قطب کا جھرنا

❁

رہے ہے زلف کی ناگن تیرے منہہ سے سدا اسنا[۱]
لب شیریں سیں گویا تیں سیکھایا ہے اوسے ڈسنا

نہیں کچھ کھلکھاتا سو دہی وعدہ تبسم کا
تقاضا کام ہے اوچھے کا میرا سود ہے حسنا

نہ سیدھی ہو کبھی گر ہو بھواں ٹیڑھی زمانے کی
نہ سمجھو (کذا) کاہل ہے دیکھ اصیلوں کا نہ ہو کسنا

گل و بلبل گریباں گیر ہیں ہم رنگ یک دیگر
قیامت ہے تیرے نیمے کا سینے پر سیتی ہنسنا

محلے کے بزرگوں سے خنا بچا ہے بلبلیا
نہیں (کذا) اور دل بیچ نت بسنا

حضور قلب نہیں زاہدا تیرا سجدہ رہا پھر بھی
عبث کیوں درد کھینچے ہے یہ نت ماتھے کنیں گھسنا

نظر کر قد او پر نا جی نہ آ زلفاں کے پیچوں میں
گرفتاری ہے پھر آزاد کے تئیں دام میں پھنسنا

۱ آشنا

نہ پورا روزہ موجب یک مصالح کی طرف دلیا ؟
کہ ہے اِنّا فَتَحْنا آخر و اول وہی فلیا

ادب کے وقت جو گل رو ہو صنم ہمہم ہے پیارا
جسے ہم جانتے تھے لال ہے نکلا وہ بلبلیا

قبائے تنگ نے ساجن کی زوری رنگ مارا ہے
چمن میں غنچۂ گل جس کا ہو سکتا نہیں کلیا

پٹاخے کی طرح کہیں چھوٹ جائے چھوڑ مت اوسکوں
جہاں جنگوں کی نوبت نئیں لئے پھرتا ہے ایک کلھیا ؛

اسے زیور پہنا کر دیکھ گلپوشی ہوا ناجی
سمجھ کر عاقبت کی فی الحقیقت حلے اور حلیا

○

بغیر از سبزہ خط نہیں مزہ ہر چند ہے گورا
کہ پاتے نہیں سواد اوس میں جو رہتا ہے صفا کورا

لب شیریں سیں تیرے خال کا مقدور نئیں جانا
مٹھائی چھوڑ کر ہرگز نہیں جاتا مشکر خورا

عبث ہے ہم سیں دیوانوں تئیں زنجیر زلفاں کی
ہمارے قیاء کوں بس ہے تیری انکھیوں کا ایک ڈورا

نہ ہوئے خانہ پروردوں میں غصا مرد کا ٹھنڈا
کہ بھڑکا دے ہے دونا آتش سوزاں کے تئیں شورا

بغل میری میں دیکھا ناجی اوس رشک پری کے تئیں
نہیں جینے کا ہرگز اب مخالف کوں لگا چھورا

ہوئی ہے صبح تک مکھڑا دکھاوگے تو کیا ہوگا
اگر اک پہر کوں مجھ پاس آؤگے تو کیا ہوگا
نہ لپٹے عید کے دن ہم سیں پیارے ہے تمھیں پھرنا
اگر سینے سے سینے کوں ملاوگے تو کیا ہوگا
مخالف بھوت ہو جاتا ہے دیکھے سیں تمھیں مجھ کن
حکایت سیں میری اسکو جلاؤگے تو کیا ہوگا
نہ ناجی سیں چرا نظریں چلو نئیں آبرو اسمیں
اگر انکھیوں سیں انکھیوں کو ملاوگے تو کیا ہوگا

○

شرارا ہے مگر گلگوں کمند اوسکی سواری کا
جلو میں کام نیں جسکے نسیم نو بہاری کا
چمن میں قمری و بلبل کا تجھ سیں ہے سخن بالا
خدا تیرا کرے اے سرو قد منصب ہزاریکا
لکھا ہے کشتگان خط کا اپنے واقعہ مجھکوں
دیا ہے کس نے پروانا اوسے واقعہ نگاری کا
تو کیوں کھاتا نہیں ہے بیڑیاں اے بت رنگیں
کہ ہرگز ڈر نہیں ہے عاشقاں کو جاں سپاری کا
نظر کر اپنی قامت اور میرے اشک رواں اوپر
تماشا دیکھتا کیا ہے تو سروئے جوئے باری کا
کروں اوس شمع رو کوں یار غار اپنا تو اے ناجی
دیا روشن کروں حضرت نصیر الدین غازی کا

جسے زر دار مہ رو سیں پڑے ربط آشنائی کا
اوسے پھر کیا کمی ہے نقش پڑتا ہے دو پائی کا

دل عاشق کباب اور خط پر ہے کی پنیری وہ
بنا ہے اب مزے کی حاضری وہ نان بائی کا

جو دولت میں نہ راجا ہو تو بنیے کا دل کھٹا
دیکھو آچار کو تیلی کے یہاں دعوی ہے رائی کا

نگہ تیری کرے ہے یاد سیں ظالم نہ دیکھ اوپر
میرے دل میں رہے ہے سہم اوس تیر ہوائی کا

نکل آتی ہے ننگی باوجود ابروں کے حلقہ کے
دیکھو کیا برق نے اوڑھا ہے برقع بے حیائی کا

وہ آنجھونتیں گل مہندی کے گویا پیچ پتھر ہے
نظر میں نقش ہے جسکے تیرے پنجے حنائی کا

امام اوسکوں کہیں ہیں عاشقاں میں مثل ناجی کے
شہید اب جو کہ ہے تیغ تیری کربلائی کا

میری چشموں کا نالا سن گیا جلتا اٹک دریا
رہا ہے کھول تجھ انجھواں پر آنکھیں آج تک دریا
نہ پوچھو بلبلے رویا جو میں کر یاد گلرو کوں
رہا ہے یہ (دکنزا) میرے ہاتھوں سیں لگ دریا
کرے ہے موج سیں جو ہمسری تجھ زلف کی پیارے
پریشاں ہیں لبسوے ہونگا کیوں مارے ہے جھک دریا
کیا طوفاں پیدا اٹھ ستی اوس شوخ نے رو رو
تو نور چشم عاشق کا چڑھا اور ہی ملک دریا
جھلک سیں رخ کے ہر دم ہوئے تجھ زلفاں کی تاب اوری
کہ جوں خورشید کے پرتو سیں جاتا ہے چمک دریا
کنارے جو چھپا بیٹھا مگر نالے سے ہوں خاموش
تو زخم دل یہ کر کر شور چھیٹے ہے نمک دریا
میرے انجھواں کے لشکر سیں نہ سر بر ہو سکے ناجی
چڑھا ہے گرچہ لے کر ساتھ موجوں کی کمک دریا

شبا نے دلبر عریاں دیکھ کر مجھ دلکوں دیوانا
کہے کیا ننگ سیں نئیں سمجھتے سیانا سو دیوانا

اگر پیماں گسل ہوں اور پھر مانگوں ہوں پیمانا
نہیں کچھ بس میرا باعث ہے ان انکھیوں کا میخانا

ہوائی بوجھ اڑا دیتا ہے میرا شمع رو فرماں
تو کاغذ پر پتنگوں کے لکھے ہے مجکوں پروانا

سکڑ جاتا ہے عاشق جب کہ ہو دلگیر یار اوسکا
کرے ہے دل سکے تئیں بلبل کے غنچا گل کا مرجھانا

اگر گانا نہ جانے کب کریں دم ساز اوسے مطرب
جو کچھ نسبت نہ ہو ہر چند زر وے ہے وہ بیگانا

زمانے کوں برا کیوں گر کہوں سنکر یو لڑتا ہے
بھلا ہے اوس سے جو بھاگے بنا کر بھیس مردانا

حیا ایمان سیں ہے پر تب نہیں جب ہووے حق پوشی
برابر کفر کے ہے خیر کے کلمے سیں شرمانا

اگر دل بر کہے بولوں نہیں جب لگ نہ دیوے کوئی دل
منے نہیں جو چھپائے بات اوسے کہیئے کہ لیجانا

تجھے اے سیمتن پایا ہے تاجی نے کہ ہے طالع
ٹکے نہیں ان دنوں میں پاس میرے پھر کبھی آنا

خون زانی کا بچا قید بلا سیں چھوٹا
محتسب کیسا ہے کتوال کا جب سر پھوٹا
سرو قد اس سے ہزاروں میں کوئی سرو نہیں
ہے میرے دھیان میں ایک اور چمن کا بوٹا
حیف غیروں کو لگے پیچ میں اپنی لینے
زلف تیری سیں میرے شہر کا رشتا ٹوٹا
ہے خطرناک زبس عشق کی رہ اے رہبر
قافلہ دل کا میرے خال سیہ نے لوٹا
درد ناجی کا دلی سیں جو سنا واعظ نے
سر کوں ممبر پہ دھنا حیف سیں سینہ کوٹا

٭

اوس دلبر ڈنڈ پیل سے اڑ کون سکیگا
اوس تیج کے سنجیلے سے اکڑ کون سکیگا
تقریر سے آتا نہیں وہ یار کسی وقت
اوس صاحب فطرت سے جھگڑ کون سکیگا
گل تر ہوے گلشن میں ترے مکھ کا عرق دیکھ
بن مہر اس الماس کو جڑ کون سکیگا
سودہ زدہ عشق گو ہیں صاحب زنجیر
دیوانے کو اس زلف کے جکڑ کون سکیگا
ہر نظم ہے ناجی کی گہر لب کی صفت میں
جز آبرو اس نظم سے بڑھ کون سکیگا

بسکہ تھا رحم یتیم اسکو پیمبر جد کیا
لذت اس دنیا کی کم لی حق نے تب سید کیا

نقد دل اپنا دیا اور پھر بھی دشمن جان کے
خوب رویاں سیں کوئی پوچھے کہ میں کیا بد کیا

دل میں ناجی کے ہو تیرے چہرے سیں ہا پچل ہر آن
حیف اے بے مہر تیں نے سوال اسکا رد کیا

زخم دل کو یار کے انکھیوں کے ڈورے سرخ جان
کام نئیں ریشم کا جو بخیا کرے اس ریش کا

بحر وحدت میں نہ رکھ ہرگز قدم ایک خضر بن
پانوں پھسلا پھر نہیں تھمتا خیال اندیش کا

ہر کوئی چاہے ہے اپنے تئیں کسی نسبت سے دیکھ
گو کہ سسرا ہے جدا پر خاں فلاں ہے خویش کا

یار کی رانوں اوپر ناجی نے سر رکھا ہے آج
مت لگاؤ ہاتھ ادسے تکیہ ہے اس درویش کا

○

نوشیں لباں سیں اپنے پیارے دے اب تو بوسا
ہوں جاں بلب جلالے دم کا نہیں بھروسا
دکھلا کے کوتے بکوتے کیا ہو گیا نھنا بھولا
کر بیچ نغلی آکر دل کو ہمارے جھوسا
ہیں حرف تیز تیرے گویا کہ حلوا سوہن
میٹھا ہے تیرے لب کا عاشق کے دل کو چوسا

٭

صنم کی زلف میرے[1] دل کوں دے ہے بل ہر شب
رہے ہے خوف سیں اس نار کے خلل ہر شب
جو کچھ کہ مہر سیں وعدہ کیا تھا مہ رو نے
جو ہو ہے شام بتاتا ہے مجھکوں کل ہر شب
کروں[2] ہوں یاد جو پیتم کوں چاہ سیں پل پل
فوارے چلتے ہیں چشموں سیتی ابل ہر شب
عجب اثر ہے نظر بیچ اُدس پری رو کی
ٹھمک دکھا کے دے جاتا ہے مجھکوں چھل ہر شب
سنے سیں تال پکھاوج کی اب صدا ناچی
خوشی ہو دل کا کھلے ہے میرے کنول ہر شب

---

[1] دل کو لے ہے مل ہر شب ۔
[2] کرے ہے ۔

جھڑ گئے ہیں گل ہو غنچے سن تجھ دہاں سیں کیا خوب
اے شمع رو سنا لے اپنی زباں سیں کیا خوب
دو ترک تجھ انکھیاں کے بانکے بنے ہیں ساجن
تیر و کماں لئے ہیں مژگاں بھواں سیں کیا خوب
رنگیں دہن کوں تیرے خاتم کہیں ہیں پیارے
تم نے دہری ہے اوس پر تیں رنگ پاں سیں کیا خوب
کہتا ہے اوس کمر کے غم سیں مرے ہزار دل (پ)
صادر ہوا ہے نکتہ نازک میاں سیں کیا خوب
کر شوق گل رخاں کا جاتا ہوں نت چمن میں
نغمے سنوں ہوں ناجی وہاں بلبلاں سیں کیا خوب

---

۱ کھلکر گئے ہیں غنچہ سے دہاں سے کیا خوب
۲ کہا کر
۳ نمین
۴ چل

یہ جھمک تعویذ کی اور دیکھ تیرے رخ کی تاب
ابر کے دامن میں شرما کر چھپا جا آفتاب

اے اس میم دہن سیں[١] ایک بوسا دے مجھے
جھل یک واجب ہے اونکوں جو ہیں ارباب نصاب

رنگ تیرا گندمی دیکھ اور بدن مخمل سیں صاف
ہوش کھو کر آدمی بھولے ہے اپنا خور و خواب

جو[٢] ہیں زخمی تجھ نگاہ مست کی تروار سیں[١]
اون[٣] کے زخموں سیں بہا ہے خون ٹپکے جوں شراب

دیکھ ہم صحبت کی دولت سیں نہ رکھ چشم امید (نہہ)[٤]
لب صدف کے تر نہیں ہر چند ہے گوہر میں آب

ٹوٹ کر تارے کے جوں لڑکا جو ملجائے غیر سیں (پ)
کیوں نہ ٹپکیں اشک اوس عاشق کے تب مثل شہاب

تجھ لب میگوں کا پیالا غیر نے جب سیں پیا
آتش غیرت سیں ہے ناجی کا دل تب سیں کباب

---

١ سے

٢ وہی ہے

٣ اون کی آنکھوں سے

٤ کرم

جسکوں ہے گلعزار سیں مطلب

کیا [1] ہے اوسکوں بہار سیں مطلب

وحشی [2] دل میرے کوں کرلے رام

گر تجھے ہے شکار سیں مطلب

لے [3] مجھ انکھیوں سے اشک گرمے تجھے

گوھر آبدار سیں مطلب

نظر آوے کہیں و رشک پری

وصل ہے انتظار سیں مطلب

جسکا دل داغ عشق سے ہو چمن

نئیں اوسیں لالہ زار سیں مطلب

غم نہ کھا روزگار کا ناجی

گر ہے پروردگار سیں مطلب

ﭗ

---

[1] اوسکو کیا ہے بہار سے مطلب

[2] وحشی دل کو میرے دام میں لا

[3] لے مجھ انکھیوں سے اشک تجھے

گذری تھی رنگ عیش میں ساری وہ شب عجب
لگتے تھے رنگ پان سے تیرے لعل لب عجب
ہر دن نیا تھا سیر و تماشا کا اتفاق
ہوتے[1] تھے وصل یار کے ہمکوں سبب عجب
سر دفتر بتاں ہے سجنوں میں تو سجن
دیکھی ہے تیری آج یہ تختی و چھپ عجب
قطرے ہیں تیرے مکھ کے شہیدوں کے خون کے
پھوٹے ہیں اب زمیں سے ہو کر گل عجب عجب
اکڑا ہی اب کھڑا ہے چلن دیکھ دور سیں
اوس سیم تن کے ڈر سے ہوئی ہے ضرب عجب؟
کھویا ہے ہوش مطلع ابرو نے یار[2] کے
لگتی ہے بیت دل[3] کے تئیں منتخب عجب
اوس رشک مشتری کوں جو پایا ہے مہرباں
ناجی کے دل کوں آج ہوئی ہے[4] طرب عجب

---

[1] ہوتے تھے وصل یار کے کیسے کیسے پر سبب عجب
[2] شوخ کی
[3] دل کو ہر ایک منتخب عجب
[4] وہ

○

دقامت چھوڑ جو غصے میں ہوا الطاف کی صورت
کہ ہے طالب کوں مرشد کی جفا[1] ایلاف کی صورت

نہ ہو محروم گورے سیں سنا گر سخت آوازا
پکارے بیسوا جیسے کہ اذ صراف کی صورت

طعام اوپر نئیں وہ جیو[2] سیں اپنے ہاتھ دھوتا ہے
نمک پر مرمٹے بیشک جو ہوا اشراف کی صورت

نہ سمجھے حرف بے معنی سیں مت کر بات بہتر ہے
بہار او سکوں[3] نظر آتی ہے مردم ناف کی صورت

غلط کہتے ہو شاہوں کوں رجوع اس محل سیتی نئیں
اگر ہوتے تو کیوں جاتے رہ انصاف کی صورت (ب)

تمھاری برہمی بجا ہے ناجی سیں کہ سچا ہے
جو کچھ کہتا ہے بے معنی نہیں وہ لاف کی صورت

✿

---

[1] صفا ئیلاف کی صورت

[2] جی سے

[3] بہارے اس نظر آگے ہے ناجی ناف کی صورت

○

کیوں اپنے گنج حسن کی[1] دیتا نہیں زکات
گویا[2] وطن ہے اوس بت ہندی کا سومنات

ایک پل[3] نہ دیکھوں وہ کفِ رنگیں تو ہوں شہید
جانا اجل میں اپنی[4] تو ہے اوس سجن کے ہات

مت کھینچ تیغ ظلم کوں[5] ہر بوالہوس اوپر
تیزی سیں تجھ نگاہ کی پاتے ہیں وہ[6] وفات

ہر ایک سیں میل کرسکے جو جھکیے[7] تو خوب نئیں
میٹھا[8] تجھی لگے جو کرے غیر سیں نہ بات

جھڑتا ہے ہر شکن سیں عرق مثل پھولجھڑی
زلف سیہ سجن کی ہے گویا شب برات[9]

جن[10] و پری کے علم سے ناجی کچھ اور ہے
ہوتی ہے نقش زر سیتی خوباں کی حاضرات

---

[1] سے
[2] گویا وہ حسن ہے اس بت ہندو کے سومنات
[3] ایک تل دیکھوں
[4] دیکھوں اجل میں اپنے تو ہنگی سجن کی بات
[5] کی
[6] ہم وفات
[7] جیتے تو عجب نہیں
[8] میٹھا نہ دے لگے ہے جو نہ کرے غیر سیں وہ بات
[9] زلف سیاہ سجن کی گویا ہے شب جواب
[10] اور

کنچنی رنگ ہے جب[1] تک کہ نہیں ہوتے مست
زرد دکھلاتے ہیں تو کرتے ہیں دغا ہر وابست

لٹ پٹے زلف سجن کی صف مژگاں کو دیکھ
ہندی کی فوج کو دی کالے پیادے نے شکست

نقرہ چرخ ہے نت خام طمع کا حائل
تارک زر کو ہے یہ مفت فلک ایک ہی جست

باندھ شمشیر کمر بندی کس اوپر کی ہے
ظلم کس شہر کا ہے جان کہاں کے بربست

ہاتھ فاسق کے کہو کیوں کہ لگے ہے لونڈا (پ)
بچواں چوک میں دکھلا کے کہے لا جا دست

دور کوئی ہو ان آنکھوں کی ہے مینا سیتی پاک ؟ (پ)
بس یہی دیکھے ہیں دو ترک سدا یار پرست

بولتا نئیں وہ بھلا تھا جو کہا اوروں نے
ناجی اب مردود ہے جانے جو ہری کو الست

[1] جب لگ کہ نہیں ہو گے خوب مست ۔

اور بھی رہ تو غنیمت ہے[1] پیارے آج رات
کل تو[2] کہتے ہو سفر لیکن ہماری ہے وفات

جو[3] کیا ہے ظلم مجھ پر بادشاہ وقت نیں
عدل[4] کی انصاف کی لڑکوں سیں سنی ہیں ایک بات

دیکھ کر محراب تجھ ابرو کی ہے سجدے میں آج
دیر میں بت کوں برہمن توڑ آیا مار لات

فرق سیں مت رکھ قدم یہ سر میرا ہے فرش راہ
اس قدر تو خاکساروں پر بجا ہے التفات

لطف سیں تب گل محمد خاں کے ہو دل باغ باغ
دختر رز پر چڑھے جب خیر سیں میری برات

اشک سیں دامن کوں تر کر گرچہ تر دامن ہے تو
ناجی اور بہتر نہیں اس سیں کوئی طرح نجات

٭

---

[1] جان
[2] کل تو لگتے ہیں
[3] جو کیا ہو ظلم مجھ پر بادشاہ حسن نے ۔
[4] عدل کی انصاف لڑکوں سے سونی ہے ایک بات ۔

○

چشم مست آگے سجن کی مت کہو صہبا کی بات
زہر ہے کیفی کے حق میں ساغر و مینا کی بات

موج میں تجھ زلف کی نہیں مجھ دل نالاں کو بار
میں نے کیوں پوچھی سمندر سیں عبث دریا کی بات

مردہ صد سالہ کوں جو دم میں دیتا تھا جلا
تجھ لب نوشیں کے آگے کم ہے اب عیسیٰ کی بات

مشتری ہر شب ہو دکھلاتے ہیں تارے سیم و زر
روشن ان پر جب سیں ہے اے ماہ تجھ ایما کی بات

سرو کیا جانے ترا قد جب ہو طوبیٰ پر سجن
قدسوں تن (کذا) جالے عالم بالا کی بات

سیر کی میں شب کو جب کوچے میں تیرے اہر سیں
یاد آئی مجھ کو سُبحٰنَ الَّذِی اَسریٰ کی بات

رم[۱] نہ کرنا جی سیں سب یاروں کا ہے وہ دوستدار
[۲]کان کرسن لے روا ہرگز نہیں اعداء کی بات

❁

---

[۱] رم نہ کرنا جی ہو گر رم کیا سگ ہے رقیب
[۲] گوش کر لے روا نہیں ہے ہرگز اب اعدا کی بات

○

ہوش[1] سیں پیالا لے پیارے نئیں یہ بے ہوشی کا وقت
دور[2] غم آخر ہوا اب ہے یہ مے نوشی کا وقت

دیکھ[3] تجھکوں لب بہ لب غنچے چمن میں ہیں بتنگ
بول اے گل رو خموشی سے نئیں یہ خاموشی کا وقت

نیمچے سر کے تیری سادہ لباسی پر ہے دھوم
بلبلوں کا . . . . . ہے یہ گل پوشی کا وقت

رات جو مجھکوں[4] دیا تھا صبحدم ملنے کا قول
مہرباں ہو اب نہیں وعدہ فراموشی کا وقت

کیا سمجھ کر ہم سیتی کرتا ہے پیارے ٹک کنار
ہجر کے دن ہو چکے اب ہے ہم آغوشی کا وقت

ہاتھ دھولے سیر سیں جائے ہے تاجی فصل گل
بلبلوں کی بھانت ہے اب خانہ بردوشی کا وقت

❖

---

[1] ہوش سے
[2] دور غم جاتا رہا ہے اب ہے قدح نوشی کا وقت
[3] دیکھ تجھ لب کو بلب
[4] ہمکو

○

بن چکا پھرتا نہیں روز ازل کا خوب وزشت

ایک تو مسجد نشیں ہے ایک پوچھے ہے کنشت

جائے راحت نہیں یہ دنیا سایۂ دیوار ہے

تا لب انساں سمجھائے سنگ دل مت خشت خشت

خط کے آنے سیں عبث کھاتے ہیں خوباں پیچ و تاب

وہ تو مٹتی نہیں جو کچھ طالعوں کی ہو ہے سر نوشت

روز دیکھیں جس طرف منہ موڑ لجاتے ہیں ذہیں

رخ نہ لا کوچے میں لڑکوں کے یہاں ہر دم ہے کشت

دولت دنیا و دیں سے پل میں کر ڈالیں نہال

لطف سیں چاہیں جسے ناجی شہنشاہان تخت

○

---

۱ بن چکا روز ازل کا پھرتا نہیں ہے زشت
۲ ایک تو مسجد کو ہنسیں ایک پوچھیں ہیں کنشت
۳ جائے حاجت نیں ہے سایہ دیوار ہیں
۴ تا لب انسان بوجھے یہ سنگدل ہے خشت خشت
۵ خط کے آنے سیں عبث کھاتے ہیں خوباں..
۶ وہ تو مٹتی نہیں جو کچھ کے ہو گئی ہے طالعوں میں نوشت
۷ دیکھے

نہیں ہے وسعت مشرب کوں قید حرمت و حلّت
کہ ہے آزاد کے تئیں لذت ہفتا د دو ملّت
جہاں جاتا ہے وہیں ایک کور دل کوں عین کرتا ہے
کھلیں انکھیں تبھی لڑکے کی جب ہو دور یہ علّت
جو ہنس کر ایک بوسا دے تو اور لالچ ہے پھر جاری
کہ ہر قانع کوں عزت بیشتر طامع کے تئیں ذلّت
پلنگ اوپر نہ کھو غفلت سیں شب دن گور کا گن رکھ
کہ ہے واں کثرت انواع ہم اور جان کی قلّت
مخالف کیوں میرے دیوان کے اوپر ہنسے ناحق
اسی کا اب تو مردان خدا کے کھا گیا دل لت

رکھے ہے دست قدرت ایک جان کو کف دست
اس دل ربا کے رنگیں با شاہ ہے کف دست

کہتا ہے کیوں ملا کر پھر ہاتھ مجھ سیں کھینچا
کرنے کوں غرق تازہ طوفان ہے کف دست

خنجر کی تیرے ہاتھوں ہوتی ہے مار دولی
مہندی کے رنگ خوں سیں یکساں ہے کف دست

دیکھ اوسکا رنگ خونی ہوگئے شہید کتنے
گویا یہ کربلا کا میدان ہے کف دست

چاہے سیں جس کے ہر دم جاتا ہے حول دل سیں
رنگ وصفا میں گویا مرجان ہے کف دست

پنجے میں اوسکے مت آ چھوٹے گا زال ہوکر
قوت میں اپنی رستم دستان ہے کف دست

انگشتری دکھا کر ناجی کے دل کوں لے گئے
تسخیر میں سلیماں سامان ہے کف دست

اور تب سیں وفا کیا ہے او جاٹ؟
نکلے یارب مخالفوں کی کھاٹ

رمز و ایما سیں ہوئے[1] جیں ابرو
بات سمجھے ہے وہ جو ہو مکھ باٹ

دے ہے دریا و یہ پچی مجھکو
لا او تارا ہمیں دیکھو کس گھاٹ

زلف تیری ہے موج جمنا کی
اور خط سبز ہے یہ خضری گھاٹ

شہد خالص کی بو[2] سیتی بھاگے
جس[3] نے تجھ میٹھے لب کی پائی چاٹ

کیا عجب تجھ دہن کی لالی دیکھ
اشک سیں دل کلی کا جاوے پھاٹ

حیف کیا پوچھ شوخ نیں ناحی
دوستی کا درخت ڈالا کاٹ

---

1. ہوے ہے
2. بوں سے
3. جنے تجھ لب کے میٹھے پائی چاٹ

ماہ رو دل کوں کوڑاتا ہے عبث
ہم سیں چہرے کوں چھپاتا ہے عبث
ایک[1] بریاں تو بھا دل جل کر
پھر پھر اوسکوں تو جلاتا ہے عبث
میری تقصیر نہیں دیکھ رقیب
مجھکوں آواز[2] سناتا ہے عبث
خط[3] کوں دیکھ اب جو کوئی ملتا ہے
وہ[4] تیرا ناز اٹھاتا ہے عبث
جو پری رو کی نظر سوں اوترا
ہم سیں آنکھیں وہ ملاتا ہے عبث
چشم زخم آوے مبادا ناجی
کوچے میں او سکے تو جاتا ہے عبث

---

[1] ایک بریاں توں کیا تھا دل جلا۔
[2] آوازا
[3] خط کو دیکھ اب جو کوئی مبتلا ہیں
[4] وہ تیرا کوئی ناز اٹھاتا ہے عبث

عاشق ہوا تو زر کا نہ ہو مبتلا عبث
لالچ بری بلا ہے نہ ہو دو دلا عبث

غنچوں[1] کی بے کلی پہ نہیں تجھکوں رحم حیف
ہنستا ہے اس طرح سیتی کیوں[2] کھلکھلا عبث

زاہد کے ایک تیر دعا سیں ہوئے نشاں
فاقوں سیں قد کماں کیا کھینچا چلا عبث

اہل سخن کا زخم دہن زر سیں پُر نہ ہو
کیوں اغنیا سیں شعر کا لے ہے صلا[3] عبث

ناحق کتیں غبار سیں کہتا ہے باد رقیب
کیوں خاکسار کا وہ کرے ہے گلا عبث

---

[1] غنچے کی بیکلی
[2] گو کھل کھلا عبث
[3] سلسلہ عبث

۱۹

مٹھایوں دل میں کرتا ہوں شش و پنج[1]
کہ مبادا اترش ہو دیوے نہ رنج[2]
ملے پر جس کے حق ہو شل مرید
تو لے مقصود گاہ شکر گنج
کف رنگیں کوں کو ہاتھ بھیجانا
ہے بلانا[3] کہ مجھ طرف آ رنج
جگ میں حسن ملیح کا ہے شور
گورا حد سیں زیادہ ہوے شکنج[4]
ہیں بساط جہاں میں مجھ دو بھانت[5]
ہم نشیں جیسے مہرہ شطرنج
قد موزوں سجے گا صورت سرو[6]
راست لکھتا ہے کلک معنی سنج[7]
ثانی اوسکا کہیں نہیں ناجی
دیکھا اس طرح چین اور افرنج

---

[1] بہت سا کرتا ہوں دل میں
[2] مبادا اترش ہو کے
[3] بولانا
[4] گورا حد سیں ہو زیادہ شکنج
[5] ہیں بساط جہاں میں مجھ سے دو رنگ
[6] قد موزوں بجن کا ہے صورت سرد
[7] کلک معنی گنج

کیا ہوئی ہیں سرخ انکھیاں پیو کی میخواری سیں آج
چشمہ[۱] خوں ہوا بل چلیاں ہیں سرشاری سیں آج

کیا رہے ہے زلف مشکیں مکھ پہ اوسکے مار پیچ
خوف میں رہیو عزیزاں اوس[۲] شب تاری سیں آج

گر کریں پرہیز انکھیاں خوں سیں میرے ہے بجا
ناتواں مجھکوں نظر آتی ہیں بیماری سیں آج

نیند کب آتی ہے اس گل رو کے وعدہ پر مجھے (الف)
ہر پلک ہے خار مجھ انکھیاں میں بیداری سیں آج

ناجی اس مستی و یاں کی آبرو لکھتا ہے شرح
برستا ہے خون ناحق اس گھٹا کاری سیں آج

۞

---

۱ چشمہ ہوا وبل چلیاں
۲ اس شب سیں آج

(۵)

ماہ رو شہر کے تا صر ہیں مدارات کے بیچ
سیر کر[۱] گا لوں کی دل ان کے نہ دے ہات کے بیچ

نہ مروت نہ مدارت[۲] نہ ترحم نہ کرم
موہ لیتے ہیں دکھا زلف دل ایک بات کے بیچ[۳]

وحشی دل کوں میرے بیر دام آہو ہے
من ہرن جگ کے یہ صیاد ہیں سب گھات کے بیچ[۴]

کیوں نہ مجھو رشک سیں چین اوکی بھواں سیں اترے
خانہ کر جا[۵] ہے کماں دیکھ تو برسات کے بیچ

پان کھائے نہیں تو کیوں ہے چمن میں پیارے
پرتوا لب کا تیرے گل کے ہر ایک پات کے بیچ

رُخ تیرا رتبہ رحمت ہے پیارے مطلق
حاشیے تجھ لب شیریں کے مکافات کے بیچ

نظر مہر سیں ناجی کی طرف دیکھ سجن
ماہ رویاں کی دعائیں ہوں ہر ایک رات کے بیچ

۵

---

۱ سیر کر لوگوں کی
۲ مدارا
۳ موہ لیتے ہیں تنگ زلف دکھا بات کے بیچ
۴ ہر گھات
۵ اوتر جا ہے کماں

کیا بدھے دولب تمھارے یارجانی اس طرح
دل کوں جو برمالیا تم نے نہانی اس طرح

ہے لگن تیری سیں مجھ سینہ[1] میں داغ اے شمع رو
جا نسیم اس شوخ سیں کہیو زبانی اس طرح

دور[2] دیکھا ہم کو اے رشک چمن تم نے مگر
نشے[3] میں باغوں میں جا دھومیں مچانی اس طرح

بال نوچے ہر اکھاڑے سر کو چیرا جا بجا
دیکھ کر تجھکوں پری ہو گئی دیوانی اس طرح

حیف[4] اوس نوخط سیتی مجھکوں توقع یہ نہ تھی
پیت ہو جاتی ہے دو دن میں پرانی اس طرح

کس کوں قدرت ہے بجز شمشیر ابرو یار کی
دل کوں ناجی تیر کرے جو آکے پانی اس طرح

٭

۱؎ سینہ
۲؎ دور دیکھا ہمکو کیا اے رشک چمن
۳؎ نشہ
۴؎ حیف اس نوخط سیتی مجھکو توقع ہے

آیا تھا مست لے کے صراحی و جام صبح
کیا پیتے ہم کہ رنگ ہوا بے مدام صبح

قمری و فاختا کا کچھ اور ہی ہے روپ
اس[۱] قدسیں جب چمن میں کرے ہے خرام صبح

لے کر صفائی منہہ کی تلک دے ہے برہمن
کرتا[۲] ہے بت کدے کوں وہ بیت الحرام صبح

پاتا ہے پھل و مزرع رحمت ستی مدام
دیکھے ہے جاگ کر جو سدا فیض عام صبح

قابل ہے پیر وہ کا جو اطاعت کا ہے مقر
مسجد میں پہلے آوے جو ہوے امام صبح

آیا تھا کون کس نے پکارا تھا شب کے تئیں
(پ)
طوفان نہ کر کسی کوں سے مولا کا نام صبح

ناجی سیں سمکھ بولے اگر کل تو عید ہو
ہوتا ہے اوسکے گرد بہ گرد ازدہام صبح

---

۱ طوفان نہ کر کسیکوں سے مولا کا نام صبح
۲ کرتا ہے میکدہ ہیں

بلبل کے موںہہ سیں کیوں نہ ہوا وسے بہار سرخ
اس گلبدن کے دیکھے سیں شاید عذار سرخ

پہنچے کبھی نہ[۱] اوس کف گلگوں کے رنگ کوں
داغی ہے کیا ہوا جو ہوا لالہ زار سرخ

تڑپے ہیں عندلیب کے جوں تکیٹی[۲] سیں ہم
پہنے ہیں آج شوخ نے پھولوں کے ہار سرخ

اے دل جو کوئی ہوا ہے لب لعل کا شہید
اوسکا یہی نشاں کہ ہو سنگ مزار سرخ

سرشار ہہ کے اشک گلابی کے بہہ چلے
اوس چشم عنبریں کا جو دیکھا خمار[۳] سرخ

مجنوں و کوہکن کا یہ خوں ہے شفق نہیں
یوں ہیں[۴] تو کیوں ہے یہ فلک فتنہ بار سرخ

ناجی زبس کہ خون شہیداں ہے دردناک
اٹھتا ہے کربلا سیتی ہردم غبار سرخ

❊

---

۱ نہ کوئی
۲ بے کلی میں ہم
۳ مزار سرخ
۴ یوں نہیں کیوں کہوں ہوا ہے فلک فتنہ بار سرخ

❊

سرور کونین کی مجلس میں وہی پاوے درود
جو کرے جشناں سیتی[1] نالاں سدا پڑھ پڑھ درود

سلطنت[2] اغیار کی نئیں حق میں تیرے کارگر
دیکھ کر ابرو تیرے ابلیس کرتا ہے سجود

دربر خورشید کے خفاش[3] کوں نئیں تاب ناز
دین احمد کوں کہاں ناری کرے خفتاں نمود

نفع[4] آنے کے سبب دے ہے روپے کوں ہاتھ میں
بے سمجھ صراف نے رکھا ضرر کا نام سود

غیر[5] کا حقا پیا اور ہم سیتی منکر ہے یار
تیرے[6] ہونٹوں سیں ابھی آتی ہے مردم بوئے دود

دیکھ کر بیٹھک ترے درشن کی مسجد میں فقیہ
پڑھ گیا سہواً کچھ اور ہی مسئلۂ قام و قعود

مردا ہے تئیں کہے اور وقت پر اٹھے نہیں
وہ[7] نمازی کہہ گیا ناجی تجھے کاہل وجود

---

[1] جشناں کو
[2] سلطنت اغیار کی ہے جیو میں تیرے دگر
[3] خفاش کو نہیں نار
[4] نفع کے سبب دے ہے روپے ہاتھ
[5] غیر کا حقا پیا اور ہم سیتی ہے پاک
[6] تیرے ہونٹوں سے آتی ہے ابھی تو بوئے دود
[7] وہ تمہارا کہہ گیا ناجی! اسے کاہل وجود۔

لیتے ہیں کھینچ یار دلوں کوں لگا کمند
۱ زلفیں صنم کی سیکھی ہیں ناگوں سیں ناک بند
بیٹھا ہے چاندنی میں نکل کر وہ ماہ رو
برجا ہے گر ہو چرخ میں عاشق کا دل دو چند
تعریف تیرے قد کی جو اہل سخن لکھے
۲ مانند سرو جگ میں کہاوے وہ سربلند
لالہ چمن کے بیچ تیرے صاف رخ اوپر
خال سیہ کوں دیکھ ۳ کے جلتا ہے جوں سپند
تجھ رخ کی تاب یوسف مصری نہ لا سکے
پھیکا لگے ہے تجھ لب شیریں کے آگے قند
رائج ہو خاص و عام میں دیوان بیت اگر
۴ ناجی کے شعر وہ شہہ خوباں کرے پسند

---

۱ زلفیں صنم کی سیکھیں ناگن سے لیکے بند
۲ تا زندہ جگ جنے کہاوے وہ سربلند
۳ دیکھ کر
۴ ناجی کا وہ شعر سنے خوباں کریں پسند

خیال چھوڑ کہ دنیا ہے خواب کے مانند
تمام خوبی ہے اوسکی سراب کے مانند

نہ کھو تو عمر کوں غفلت ہیں عیش دنیا سیں
کہ روز و شب ہے یہ دھوکا سراب کے مانند

اگرچہ موج حوادث کی ہے خبر تجھکوں
نہ کھول چشم طرب کوں حباب کے مانند

لیا ہے دل کے کبوتر کوں گھیر کر میرے
تیری دو چشم سیہ نے عقاب کے مانند

جو آبرو کی طلب ہے تو کھانے پر بر جا
طمع کی دید کو مت کھول قاب کے مانند

زلس کہ ہجر میں اوس گلبدن کے روتے ہیں (الف)
نین سیں جاری ہیں انجھواں گلاب کے مانند

قلندری سیں برہ کی نکل سکوں کیوں کر (الف)
کہ کھینچ دل کو وہ لیں ہیں طناب کے مانند

ستارے بخت میرے کا ہو جو مددنا تجی
تو اشک کیوں رہیں جاری شہاب کے مانند

آشنا[۱] ہوں قرار کی سوگند — [۲] دوست ہوں تیرے پیار کی سوگند

جور تیرے سیں دل میں اے گل رو — داغ ہے لالہ زار کی سوگند

سینے سیں پار گذری تیر نگاہ — مجھکوں ہے تیرے وار کی سوگند

دیکھ کر چشم مست ہو مدہوش — [۳] تجھ انکھیاں کے خمار کی سوگند

[۴] زلف و رخ سیں ہوں پیچ و تاب کے بیچ — مجھکوں لیل و نہار کی سوگند

جھڑ پڑے گل چمن میں غیرت سوں — تیرے رُخ کی بہار کی سوگند

بے خور و خواب ہو رہا ناجی — [۵] ہے تیرے انتظار کی سوگند

---

[۱] شاد ہوں قرار کی سوگند
[۲] دوست ہوں دیدار کی سوگند
[۳] تجھ نین کے
[۴] زلف و رخ سے ہوں پیچ کے بیچ
[۵] یار تجھ انتظار کی سوگند

٭

○

بس[1] کہ ہے مجھکوں خطِ سبز کی یاد
میرا[2] دل ہے شکار خضر آباد

وحشی[3] دل میرے کوں کر کر صید
نہ[4] ملا مجھ سیں حیف وہ صیاد

خال مشکیں سیں جن نے باندھا دل
اون نے پایا ہے زندگی کا سواد

گر سلیماں کا تخت دیں مت لے
کہ سب آخر کوں جائے گا برباد

جو ملے مجھ سیں وہ شہ خوباں
ظلم اغیار کی کروں فریاد

خون دل جوش مارے انکو دیکھ
پیو کی مژگاں ہیں نشتر فصاد (الف)

یار کی بندگی میں رہ ناجی
چھوڑ دونوں جہاں کوں ہو آزاد

لہ بسکہ مجھ خط سبز کی ہے یاد
٢ہ دل میرا ہے شکار خضر آباد
٣ہ وحشی دل کو کرکے صید
٤ہ نہ ملا مجھ سیں حیف پھر صیاد

اس لب شیریں کی مجھکو وہ ترش گوئی ہے یاد
عشق میں پایا ہے میں نے کھٹے میٹھے کا سواد
میں کہوں خوباں سیں مت مل وہ کہے لذت ہے مل
ان دنوں میں ہے میرے تئیں نفس کافر پر جہاد
شوخ کے دنبالہ دار ابرو نپٹ موزوں ہیں دیکھ
یہ ہلالی کا ہے ایک مصرع ہئی گویا مستزاد
دیر اور مسجد سیں کوئی پہلے نہیں دیتا نکال
خاک ہے دونوں میں رہبر ہے ہر ایک کا اعتقاد
باغ ہو مینا ہو جام زر ہو اور ساقی شوخ
بہتر اس سیں نئیں قسم ایمان کی ناجی کو مراد

حسن میں ہے رحیم کے مانند
دلبری میں کریم کے مانند

دونوں سید بشر میں آفت ہوش
وہ سنہرا یہ سیم کے مانند

قد موزوں ہے اسکا مثل الف
دہن اوسکا ہے میم کے مانند

اسکے مژگاں ہیں لشکر بیداد
نگہ اوسکی غنیم کے مانند

صورت اسکی ہے قبلہ مقصود
خال اوسکا حریم کے مانند

اوسکا چہرہ صفا ہے دریا کا
یہ ہے دُرِّ یتیم کے مانند

لب جاں بخش اوسکے مثل مسیح
یہ ہے شمع کلیم کے مانند

حسن کے شہ سوار شوخی ہیں
وہ صبا یہ نسیم کے مانند

صدق پھر کوئی نہ ہوگا اے ناجی
دلبری میں کریم کے مانند

O

تیری تعظیم کوں اے رشک شمشاد
کھڑا ہے یک قدم ہر سروے آزاد

[1] یہ کس کی مصلحت ہے اے شہ حسن
[2] کہ نئیں سنتا تو محتاجوں کی فریاد

سکیں نہیں کھینچ تجھ ابرو کی ایک چین
[3] جو ٹیکیں سر کتیں مانی و بہزاد

صبا اے جا پیام اوس گلبدن پاس
کہ آ مجھ دل کے گلشن کوں کر آباد

نہیں رہتا ہمیں مستی کا کچھ شوق (الف)
ہر سخن جب مجھے آتا ہے تو یاد

یہاں شیریں لباں سے وصل تب ہو
جو کھودے لعل دل کو مثل فرہاد

[4] محبت سیں علی کی دیکھ ناجی
ہوا ہے دل میرا اب [5] حیدر آباد

ٰ

---

[1] یو کس کی مصلحت ہے اے شہہ خوباں
[2] کہ نیں لیتا ہے
[3] تو ٹیکیں سر کو پھر مستی ہیں فرہاد
[4] زہر بو تراب آخر کو ناجی
[5] یہ

اگر نسیم ہو قاصد رواں کروں کاغذ
وہ[1] گلبدن سے کہے جا میرا بیاں کاغذ

نہیں ہے حاجت شرح فراق چہرہ و زلف
[2] کہ قہر پیچ و تاب کرے گا میرا عیاں کاغذ

سجن کی بادلہ پوشی کی گر[3] کروں تعریف
بجائے نوک قلم سیں ہو زرفشاں کاغذ

ہوا ہے دل کا چمن تازہ پیو کا نامہ دیکھ
مگر ہے عشق کے گلشن کا باغباں کاغذ

جو شمع رو کی جدائی کا شرح کچھ لکھوں
(الف)
سیاہی مل کے کرے شور او فغاں کاغذ

حکایت اوس گل رنگیں کی میں لکھا تا جی
ہوا ہے صفحہ گلزار بوستاں کاغذ

٭

---

۱ کہ
۲ کہ پیچ بھی رکھے ہے میرا عیاں کاغذ
۳ کیا

○

بہنے گھر انجھو کے ہیں غم سیں تیرے رو کر
سودا کیا اٹری[1] کا پونجی تمام کھو کر

جوہر سبھی کرم کے مرنے سیں ہوں ہیں ظاہر
موتی نے آب پائی پر اپنے تئیں ڈبو کر

چاہے کہ ہوئے رسوا اول جو کوئی ہے عاشق
پاتا ہے نام آخر بدنام جگ میں ہو کر

جرموں کی روسیاہی غافل کے حق میں ثبت ہے
بس عمر ساری اپنی کھوتا ہے[2] وہ تو سو کر

رکھتا ہے عکس تیرا سب[3] پر ہوا ہے روشن
مت آرسی[4] کوں ہرگز تو اپنے روبرو کر

ناجی یہ سر ہیں کس کے اس رہ گزر[5] میں پیو کی
جو ہر قدم میں اوسکے لگتی ہے آج ٹھوکر

❖

---

[1] برہ کا [2] کھوتا ہے کہو سو کر
[3] لب [4] آئینہ
[5] راہ گذری میں

اگرچہ شمع دے ہے تابؔ[1] پروانے کوں تپ کر کر
پتنگوں کا تیرےؔ[2] سن ماجرا کانپے ہے وہ تھرتھر

نسیم صبح سیں غنچے کی سب کھلجا ہیں گلجھڑیاں
ولے کرتی ہے گل کو مسترد چلتی ہے جب صرصر

خط اوسکا جنے دیکھا سو ہوا رورو کے دیوانا
سیہ پوشی سیتی اوس شوخ کی ماتم ہوا گھر گھر

کسی کے تئیں غربا کہنے کا تب ہوگا مزا ظاہر
لگے گا بولنے جاں کندنی سے جب گلا خرخر

جو اوس وحشی نگہ کے عشق میں کوئی شخص دم مارے
پھرے مجنوں کے جوں صحرا میں وہ کرتا ہوا بر بر

نہیں کچھ وحدت و کثرت سیں فرق مومن و کافر
کہ یہ کہتا ہے ہر دم وحدہٗ اور وہ کہے ہر ہر

بتاں میں سنگدل تاریخ کا مصرعہ سنا ناجی
کہ بے لطفی سیں اونکی آبرو نے جیو دیا مر مر

۱؎ تاؤ
۲؎ تیرا

دن کو مخفی یاد میں رہ رات کوں کر ذکر جہر
تب[۱] کنول دل کا کھلے ہے جب کٹیں یوں آٹھ پہر

ہے مجازی عشق کی بوس و کنار اور وصل حد (ب)
اور اگر چاہے ہے فسق... (گزار) آخر اس پہ قہر

باحیا لڑکے کا کوئی لیتا ہے جو بوسا بہ زور (ب)
نا دل کوں میٹھا تو ہے پر دوستی کا ہے وہ زہر

جا بجا سبزہ تماشا باغ اور معشوق و مے (ب)
خضر نے کبھی عمر بھر دیکھا نہیں دلی سا شہر

باغ میں موسم ہوئے ہیں رشک گلزار بہشت (ب)
داغ دل بلبل کے ہیں گل اشک ہیں قمری کے نہر

دیکھ تیری زلف کے پیچوں کا تستار اے سجن (الف)
تا کتے ہیں مار اپنا سو رہے ہیں کھا کے زہر

آ کر اتنا کان دل میں... لائے ہے صنم (الف)
روز و شب عشاق کی آنکھوں سے جاری ہے یہ نہر

عشق[۲] کے منصب سیتی زلفاں کے دام آتے ہیں ہاتھ
کیوں[۳] نہ ہو ناجی تسکے نیں یا رو کہو اب لہر بحر

۱ہ ہو کماں ابرو کی اپنی یاد نیں آٹھ پہر
۲ہ جب لب دریا پہ پیارے نے کھولی موج زلف
۳ہ دیکھتے ہی ہو گئی ناجی کے دل کو لہر بہر

صباح حشر کوں دفع خمار کی خاطر
گلابی خوب ہے شمع مزار کی خاطر
ہزار سبزہ و گل سیں اداس ہے بلبل
[1] نہ کسی سیں رہتی نہیں وہ بہار کی خاطر
پری دکھاوے اگر رخ نہ دوں میں مہ رو دل
[2] یہی بساط سور کھاہے یار کی خاطر
ملول خوش نہ ہو تعظیم کے تئیں درکار
نہ آب زر سیں ہو روشن غبار کی خاطر
طلب حضوری کی گر نہیں تو کس سبب زاہد
رکھے ہے ہاتھ میں سبحہ شمار کی خاطر
نہ صرف زلف سیں اوسکی ہے یہ گرفتاری
پھنسا ہوں جال میں بوس و کنار کی خاطر
جو کچھ ہے رسم شریعت نہ چھوڑا ہے ناجی
[3] صلوٰۃ وصوم ہے سب اعتبار کی خاطر

---

[1] یہی بساط سور کھاہے یار کی خاطر
[2] نہ کسی رہتی نہیں وہ بہار کی خاطر
} کاتب نے مصرعے غلط لکھ دیئے
[3] صلوات

ملتے نہیں ہم سیں کہو[1] یہ شہر چھوڑا ہے مگر
کیوں اپنے نازاں ہو کیا خوباں کا توڑا ہے مگر
کس اوپر کھاتے ہو غصہ کیوں نہیں پیتے ہو جام[2]
شیشہ مئے[3] کوں تمھارے ہم نے توڑا ہے مگر
اے عزیزاں برگ گل جھڑتے ہیں کیوں اب ٹوٹ ٹوٹ
بر میں اس رشک چمن کے لال جوڑا ہے مگر
کیوں شہید عشق کے تابوت پر کرتے ہو جنگ
نے چلے ہو دھوم سیں یار دیگ سوڑا ہے مگر
موج زلف اوسکی میں کیوں بہتا نہیں تو اے رقیب
ڈوبنے کوں[4] تج قد آدم آب تھوڑا ہے مگر
سر کوں اپنے فرش رہ تیرا کیا اے سنگدل (ب)
اس طرح ٹھکراوتے ہو کیا یہ روڑا ہے مگر
منع کیوں کرتا ہے زاہد ہم نزار اوس سیں ملیں (ب)
گنج حسن گل رخاں کا تو کروڑا ہے مگر
ہاتھ سیں میرے کہو کیا تم کو دکھ ہے اے سجن (الف)
رنگ بھر کے تم کو کب ہم نے مروڑا ہے مگر
کیوں نہ شیریں کام ہونا جی سجن تے لطف کا
ہم سیں رخ تیں نے کبھی بوسے سے موڑا ہے مگر

---

[1] ہم سے کیا　[2] پیتے نشہ　[3] کیا شیشہ مئے کو
[4] وہ　[5] کو

کبھو[1] سستا ہو یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر
یہ[2] سب خرمن اوسی کے ہیں خدا ہو جسکے پلے پر

انگوٹھی لعل کی کرتی قیامت آج اگر ہوتی
جھنوں[3] کی آن پہنچی لڑ موئے وہ ایک چھلے پر

لڑائی[4] میں نہ بھول اوسان سمکھ دیکھ کہتے ہیں
جو[5] بعد از جنگ یاد آوے مکے مار اپنے کلے پر

سپاہی کو حسیں، لڑکے سب دونی ہوئے تقویت (الف)
کہ جوں شب خوں سیتی (کذا) کلے پر

وہ میرا دلربا ہے یار اور میں وار ہوں ناجی
تروں[6] ڈوبوں جو کچھ قسمت ہو میرا جیوے چھلے پر

۱۔ کبھو سستا ہوئے مہنگا ہو سب موقوف غلے پر
۲۔ یو سب
۳۔ جھنو کے یار پہنچے
۴۔ لڑائی میں نہ بوجھ اوسان سر مکھ ہو کے کہتے
۵۔ جو مکے یاد آوے بعد جنگ کے مار اپنے کلے پر
۶۔ تری ڈوبوں جو کچھ ہو میرا ہے جیو چھلے پر

جو کنچنی کے ناچ سیں آتا ہے ناو پر
سودا کرے ہے خط کش و بکتا ہے بھاو پر

قاتل کسی کا غیر جو بسمل کا ہو شکار
لگتا ہے اور زخم گویا دکھتے گھاو پر

طوبیٰ ہے مست دیکھ کے جامے تیرے کا گھیر
(کذا) ہے بول اٹھا کر سب سوں چڑھاؤ پر

دل کی فکر نہ ہو تو معطل ہے اوسکی زلف
پھینکے ہے کالا چور کمند اس لگاو پر

زور آوری بتاؤں گا ناجی میں اون کے بیچ
بختوں سیں چڑھ گیا جو کہیں میرے داو پر

ایک بوسے سیں آج موںہہ مت پھیر
جھانجھ پیو کی جو کی ہوئے منہہ پھیر[ا]

دربدر ماہ رو کو ڈھونڈھ پھرے[ب]
ہم نے اون کوچوں میں نہ پایا پھیر

جامہ زیبا سجن کی ہے کلدار
کیوں نہ بھاگے دلوں کو لادے گھیر

من بھرا وسکوں کبھی نہیں دیکھا
کس طرح دل ہمارا ہووے سیر

اب وہ نازک بدن ہوا باغی
کیوں نہ ملنے کتیں لگاوے بیر

گل کوں بلبل نے تج دیا ناجی
میرے سینے کا باغ کا سن پھیر

ا جھانجھ پیو کی جو کی پھرے منہ پھیر
ب پھرا

روبرو تیرے بتاں[1] کے موںہہ کایوں اڑجامے نور
جس طرح چھپتی ہے تاروں کی جھمک[2] مہ کے حضور

اغنیا کے دربدر مقدور جب تک[3] ہو نہ پھیر
سخت حاجت ہو تو یہ لاچارگی ہے جا ضرور

آدمی کا دل شکستہ ہوہے سن کر حرف سخت
دیکھ اے بدمست پتھر سیں نہ کر شیشے کوں چور

جن کے دل کوں آہ کے شعلے تجلی بخش ہیں
مثل فرہادان کے تئیں لگتا ہے ہر ایک کوہ طور

باغ میں پیارے تیرا رو جب مجھے آتا ہے یاد
بھولتا ہوں، دل سیں اپنے جنت و غلمان و حور

کیا بلا افسوں کیا ناجی کسی نے ادس اوپر
دیکھ کر آگے تو ہنس دیتا تھا اب رہتا ہے گھور

---

[1] بتاں کے منہ کا اڑجاتا ہے نور
[2] جھلک
[3] جب لگ

پی پی شراب سیکھتے جاتے ہو طور اور
پیارے گنہ تمن کا نہیں ہے یہ دور اور [۱]

مجروح کرکے تیغ جفا سیں[۲] خبر نہ لے
اس خستہ دل کی مہر سیں گرتے ہو ٹھور اور

کیا ظلم ہے سجن کا نظر بھر کے دیکھنا ان[۳]
ایک میں[۴] رہا ہوں زخمی وہ دیکھتے ہیں ٹھور اور

اے دل تو صرف ہجر کوں پیو کی جفا نہ جان
ہوتے ہیں عین وصل کے عالم میں جور اور

نیمے کا ار گجا نہ کرو سب کنیں ملا[۵]
ناجی تمھارا اور ہے کچھ اور ہیں کچھ اور

---

۱ یہ ہیگا دور اور
۲ سوں
۳ نظر بھر کے دیکھتا نئیں
۴ ایک میں رہا ہوں پیو کے ہیں ٹھور اور
۵ چمن کا ار گجا نہ کرو سب کنیں ملا دے

ہو ایک خورد کوکب خورشید ایک خاور
جلدی بدن سیں ملجا ہوتا نہیں سہادر

گرچہ فرشتہ خو ہے پر حرف بد سیں بھڑکے
مونڈے نہ چونچ دانا کہے اگر جناور

دل کی حرم کی دہلی پاوے مرید محرم
یا پیر کی مدد سیں ہوں بخت اوسکے خاور

پھندے سیتی طمع کے جاندار کوئی نہ چھوٹا
شیروں پہ دام مارا کرتے نہیں ہیں باور

بے پر رہوگے کب لگ جب سر چڑھا سنیچر
طالعوں سیں میرے بچھڑا جمتا نہیں تھہادر

قالب کوں رکھ تو دانا گر عشق کا ہے دانا
منزل کوں جلد پہنچے مرکب ہو گر تکادر

بدصورتوں کو ناحق لگتا ہے لال پیلا
ہیں عیب پوش دونوں ہلدی ہو یا چھادر

۞

O

ہے کوئی زرگری میں سیم تن سیں یہ بچن جاکر
کہ کیوں لیتا نہیں قلب سیہ عاشق کا تولا کر

لگے سیں دھیان کے آینہ دل کوں مصفا کر
بہار بے خزاں کوں نس دن اے غافل تماشا کر

نہ ڈر موج فنا سیں رکھ نظر میں جنبش کشتی[1]
بہا دے نقد اور سب جنس اور قطرے[2] کوں دریا کر

لگے ہے ہاتھ جس کے گنج وحدت پھر اکڑتا نیں
کہ موہے سرنگوں عاشق کا اس دولت کنیں پا کر

ایتا بھی حق میں عاشق کے نہ ہو بیداد اے ظالم
ہوا ہے قتل تجھ پر اسکوں اک جس کہہ کے اچھا کر

گلا ناجی کا اب بدخواہ کیوں کرتا ہے پیتم سیں
نہ مجھکوں خوب جانے ہے برا تو جا کے رسوا کر

---

[1] نہ ڈر موج دنیا سیں رکھ نظر میں عیش کی کشتی ۔ [2] قطرہ

بس کہ دام عشق میں تیرے ہیں باہر کے اسیر
جاوسیں کہتے ہیں جاو بوجھ پر دیسی کوں پیر

جن نے دیکھا درد سر سب تجھکوں دیوانہ ہوا
صندلی رنگ اوسکا اور افسوں ماتھے کا عبیر

صاحب رحمت ہو اور بھوکے کنے روٹی نہ دے
لاکھ من ہو....... ہے سخت مٹی کا فقیر

فعل بد سیں زندگی میں گر حذر نیں بعد مرگ
کیا چلے انکار جب سائل ہوں آ منکر نکیر

چاہیئے اشراف جو مفلس ہو مجلس میں نہ جائے
گو کہ وہ دبلا نہ ہو پر بوجھتے ہیں سب حقیر

مسند عالی اوپر جو بیٹھ کر ہو سنگ دل (پ)
سخت گوئی مت کر اس سیں ہے وہ گویا... شمیر

ہاتھ پکڑے لطف سیں اور درد کوں پہنچے جو کوئی
ہے یقیں اس دور میں ناجی وہ پیر دستگیر

چشموں میں میرے اے شہ خوباں ٹک ایک[1] بار
رکھتا ہوں اشک سرخ سیں مژگاں گلال بار

مت سرو قد کوں اپنے دیکھا ہر کسی کتیں
رو[2] کھا ہو سب سیں بول نہیں تو لگے ہے جھار

جھٹ پٹ ملا جو دوڑ گلے سیں وہ میرے صبح
چھاتی کے پٹ خوشی ہو میرے کھل گئے کوار[3]

تکلیف کھینچے حد سیں[4] زیادہ رکھے جو فیض
گو نام کو ہما ہے دکھاوے[5] ہے اپنی مار

ناجی صدا[6] کوں اوسکی سنوں قبر میں اگر
جی[7] کہہ کے کیا عجب ہے کہ بولوں کفن کو پھار

---

[1] ٹک آکے مار
[2] روکھا ہو سب سیں مت ہو تو لگے کا جھار
[3] کیورا
[4] سر سے زیادہ رکھے جو فیض
[5] کھاوے ہے اب غبار
[6] سدا
[7] تو کیا عجب ہے جو کبھی بولوں کفن کو پھار۔

دل میرا تجلی سیں اٹھ کرتا ہے جا ابرو کی سیر

شوق میں مسجد کے ان کافر نے اب چھوڑا ہے دیر

ملک دکھن بیچ دی دلّی کے سب شیروں کو کشت

مرہٹا اب ہند میں پھیلا ہے اس بھرے کی خیر

باز ہو ہاتھوں میں اور جا کیجیے سحری شکار

خوب رو لڑکے ہیں یہ کھلتے نہیں بن سیر وطیر

جو صفت ہے رب کی سو ہے فی الحقیقت عین ذات

دھوپ سورج سیں اگرچہ دور ہے مت بوجھ غیر

مزرع توحید سیں ناجی اوسے دیتے ہیں پھل

صدق دل سیں روز شب جو پیر کے دھوتا ہے پیر

خدا کہتا ہے یوں میں مہرباں ہوں جیو تیرے پر
کہ جو سختی تجھ اوپر ہووے ہے وہ گذرے ہے میرے پر

غرض گو دم نہ مارے دشمن جاں کو تو بھونکے ہے
کہ کتا دم کٹا جاتا نہیں لڑتا ہے گھیرے پر

نظر بیتاب ہو جب شمع روسیں نسبت اوڈھ جاوے
کہ جل جاتے ہیں مشاطے لگن کی بات پھیرے پر

ملے کوئی ماہ رو گورا تو توڑوں سانوروں سیں دل
سنا نہیں چاندنی کوں فخر ہوتا ہے اندھیرے پر

موحد ہے جو کوئی ایک آنکھ دیکھے سب کتیں دوئیں
خدا غیور ہے پر ہے شرف کانے کوں ڈھیرے پر

بھواں تیری کوں قبلہ بوجھ کرتا ہے دعا ناجی
نہیں محروم رحمت سیں جو ہو مولیٰ کے دیوے پر

مت باغ میں اس چہرہ گلگوں سیں گذر کر
اے شوخ ٹک ایک شوق سیں بلبل کے حذر کر

جا رو برو اوس شوخ کے رو ئے ہے کبوتر
کہتا ہوں جو مجھ عاشق بے پر کی خبر کر

آتا ہے جو برسوں میں گھٹا جا ہے میرا دل
بجلی کے جوں ایک پل نہیں رہتا وہ ٹھہر کر

نئیں مد نظر حیف تیری چال پر اے دل
ان سیں نظر مہر کی آ قطع نظر کر

مت ساغر بے لطف ہو اس دور میں ناجیؔ
لے دل کی گلابی و گزک خون جگر کر

ؐ

ہے پری تجھ رخ کی دیوانی ہنوز
کی نہیں اوس پر نظر ثانی ہنوز

شمع ہو جلتے ہیں ہر شب کرکے ذکر
تو مزاران کے ہیں نورانی ہنوز

تھا بغل میں اور نہ سینے سیں لگا
کھینچتا ہے دل پشیمانی[1] ہنوز

خون کا دریا بہا پھرتی ہے لہر
باز نئیں آتا وہ طوفانی ہنوز

دل شہید اور نفس پہ دکھ دے ہے رقیب
ہے ندیدے ظلم کا بانی ہنوز

جان ہے گویا کہ ناجی کا سخن
مرگیا پر نہیں[2] ہوا فانی ہنوز

---

[1] پریشانی ہنوز

[2] پھر نہیں

O

خاموش اسقدر بھی غنچے کے جوں نہ رہ باز
مانند گل کے ہنس کر کچھ بات دل کی کہہ باز

شوخی[1] سیتی گر آدے چہرے تیرے پہ خورشید
تو اپنا رخ دکھا کر دے اوسکوں آج شہہ باز

کیوں لوٹنے نہ لاگے میرا کبوتر دل
دوڑے ہے مثل شاہیں بلبل تیری نگہ باز

عاشق کی بات تجھکوں عین مراد جاں ہے
لیکن مخالفوں کا مت ایک حرف سہہ باز

طعمہ پہ جانور کے مانع ہے باز اصلی
لیکن عجب ہے ناجی مردم شکار یہ باز

❖

---

[1] شوخی سیتی گر آدے گھر تیرے پہ خورشید -

○

پھر دکھاتا ہے قدو قامت باز[1]
پھر کیا چاہے ہے قیامت باز

بلغ میں چار چشم ہو نرگس
تجھ سیں کھینچے ہے اب ندامت باز

ملک خوبی کا پھر کیا آباد
تجھکوں رکھے خدا سلامت باز

دیکھ تیرے قد بلند کے تئیں
سرو کی گئی ہے استقامت باز

ہوش ناجی کا ضبط کرنے کوں
دلبری ہے تیری علامت باز

٭

---

[1] پھر دیکھا ہے۔

شربت ... زاہد آتشیں لب اوسکے جوس
شرم رکھ داڑھی کی کیوں شعلے کنے سے جا ہے پھوس
رنگ میں ہو ہے قراری اور نپٹ ملنے کو[۱] گرم
اس طرح کا سانولا کمیاب ہے جوں اصل طوس
گرم ہونا یار سیں گرمی میں بھی تکلیف نئیں
سرد مہری نت قیامت ہے خصوصاً پوس
تنگ دستی کے سبب دل پر گرانی جسکے ہو
اور علاج اوسکا نہیں جب تنگ[۲] نہ ہو مغز فلوس
کچھ نہ سمجھا مس کا سونا ہو ہے یا سونے کا مس
مال احمق کا کھل بیٹے نے کھایا موس موس
چوبداری سیں چھری خنجر یہ تیرے کب کرے
نام خوجی کا سنا جاتا ہے اکثر[ب] آبنوس
دست صیادی نہ ہونا جی تو شاہیں ہے کلنگ
سر یہ اوسکے ہے کلاہ خسروی تاج خروس

۱ ملتے ہیں گرم
۲ جب لگ نہ ہو مغز خروس)

کرے نثار تجھ انکھیاں یہ نقد جاں نرگس
کہ تیری چشم سیں ہم چشم ہو کہاں نرگس

گلال[۱] دیکھ ترے منہہ اوپر یہ انکھاں کا خمار
بھرے ہے رنگ سیں اپنی کٹوریاں نرگس

اوٹھے ہے سبز عصا لے کے باغ میں از بس
نگہ تیری سیں[۲] ہے بیمار و ناتواں نرگس

نظر میں کرکے تجھ انکھیاں سیں[۳] ہر شہید کا خون
[۴]شدا نکالے ہے گلبانگ الاماں نرگس

کرے ہے کھل کے گریباں کوں چاندنی میں چاک (ب)
گویا کہ رکھے ہے پیراہن کتاں نرگس

بجا ہے دل کے گرانے یہ نپٹ نظر ناجیؔ
کہ کر رہی ہے چمن بیچ اب سماں نرگس

٭

۱ گلال دیکھ ترے مکھ کو چاندنی میں
۲ گویا کہ رکھے ہے پیراہن کتاں نرگس
۳ سے
۴ کے سے
۵ صدا

کیا تیر و کماں سے وہ ستم کیش
نشانا چوک کر میرا دل ریش

کرے ہیں فوج مژگاں کی نگہداشت
مہم انکھیاں کو تیری کیا ہے درپیش

تیرے رنگیں دہن سیں لب بہ لب دیکھ
مجھے سب کوستے ہیں کوتہ اندیش

قمر در عقرب اوسکے تیں ہے ہر روز
جو مارے عاشقاں کے کام میں نیش

ادب کر دل کا ناجی ڈنگہ سخت
نہیں پایا کسی نے راز درویش

❊

لے کرے ہے۔

نار دوزخ سیں نہ ہوگا وہ کفن میں بھی خلاص
چھوڑ کر جورو جو خوشدامن سیں رکھے اختصاص

مہر ایک سورج مکھی اور آسماں[1] آینہ دار
مجھ پہ اب روشن ہوے اوس شاہ خوباں کے خواص

حیف بدمستی سیں میں نے وصل کی جانی نہ قدر
اب خمار ہجر ہر دم لے ہے مجھ دل سیں قصاص

کیمیا کی کھان اوتار اب کیا سونا قبول
گرمیٔ لالچ سیں پانی ہو گیا مثل اصاص

ہے بجا ناجی جو ہوں عزلت نشیں ارکان ہند
دور اعدا کا تصرف متصل سب صرف خاص

٭

---

[1] ریسماں آینہ دار

دیوانے[۱] کوں ہے روسیں تیرے اے پری غرض
انکھیاں تیری سیں مجھکوں ہے جادوگری غرض

دیکھ[۲] اختلاف رنگ کا ہر ایک چمن کے بیچ
ہے باغ دیں سیں مجھکو گل جعفری غرض

مارا ہے پیچ اوس رخ روشن پہ زلف نے
اسلام پر ہے اوسکوں[۳] مگر کافری غرض

بن پیچ نیں شفق کا یہ ہونا گل[۴] ایانہ
دستار سیں تیری ہے اوسے ہمسری غرض

یہ ماہ رو آپس کوں نباتے عبث نہیں
انکوں متاع حسن سیں ہے مشتری غرض

مخمور انکھیاں سیں ہے نگہ تیز بس مجھے (ہے)
اس میکدے سیں ہے یہ گلابی بھری غرض

ناجی نے یہ گھر جو بکھیرے میں ہر طرف
بازار عشق سیں ہے اوسے جوہری[۵] غرض

---

۱ دیوانگی ہے رو سے
۲ دیکھ اختلاف رنگ کا ہر ایک کے بیچ سیں
۳ اوسکو
۴ گل درانہ
۵ اوسے ہے پری غرض ۔

کیا اچانک گھر اندھیرے کی جھل ہوتی ہے شمع
۱ شور پروانے کی گلبانگ دہل ہوتی ہے شمع

شب ۲ کوں ہو کر مست جب مجلس نیں کرتلے نگاہ
تب اثر سیں اوسکے جوں مینا سیں مل ہوتی ہے شمع

مثل خار و خس کے اے غافل جو شب کوں جل بجھی
دیکھ تب نظروں میں سب کی صبح گل ہوتی ہے شمع

مہر کب کرتی ہے پروانہ اگر سو چرخ کھائے
بدر سیں روشن تو ہے لیکن زحل ہوتی ہے شمع

روح جلوا تب کرے جب تن کوں دے پہلے گداز
ایک جز رہتی ہے فانوس اور کل ہوتی ہے شمع

کس ۳ کی دلسوزی سیں یوں جلتی رہی معلوم نئیں
بھید ۴ بتلا دے تو لوگوں میں جغل ہوتی ہے شمع

ناجی اوس کے سوز کا احوال سینے سیں نہ پوچھ
ہے مونس ایک شعلوں نیں اجل ہوتی ہے شمع

---

۱ شور کل پروانے کی گلبانگ دہل ہوتی ہے شمع
۲ شب کو کھو کر مست جی کرتا ہے مجلس میں نگاہ
۳ کس کی دل سوزی سے روتی ہے معلوم نہیں۔
۴ بھید پہلے تبلا دے لوگوں میں چور ہوتی ہے شمع

[۱] ستیلا کے عرق سیں جب تر ہوں داغ
[۲] رخ ہو گل رو کا جواہر خاں کا باغ

ہو مریدوں میں نصیر الدین سا گل
[۳] سوز دل کا جو کہ ہے روشن چراغ

کیوں تجمل سیں نہ ہو کرسی نشیں
عرش سیں اوپر ہے آج اوسکا دماغ

باغ میں ہرگز نہ جاوے دردمند (الف)
جو نہ دیوئے سرو کا قمری سراغ

ناجی اب کیفیت مستی نہ پوچھ
عشق سیں لبریز ہے دل کا ایاغ

---

۱ ستیلا کے دیکھ آینہ میں داغ
۲ رخ ہے گل رو کا جواہر کا باغ
۳ سوز دل کا تب کرے روشن چراغ

O

دیکھ تیرا بتاں[1] نے سبزۂ خط
بندگی کا تجھے دیا سر خط
خال[2] نے خط کے تئیں کیا زیبا
شان[3] مصحف کی ہوئی دیا جو نقط
دیکھ مطرب تیری یہ مست انکھیاں
موج لے لے بجاوے ہے بربط
گل سیں دیئے[4] تھے تیرے رخ کوں مثال
یہ گلستاں ہے تھا وہ حرف غلط
کیا تردد کرے گا نامہ سیاہ
خامہ[5] عمر کوں لگا جب قط
یار سب پار اوتر گئے ناجی
حیف[6] تو دار پر گیا ہے فقط

۵

---

[1] یہ
[2] خال نے خط کنیں دیا رتبہ
[3] شان مصحف کی ہوئے جو ہوئے نقط
[4] دیتے ہیں
[5] خامہ عمر کو جب بکالے خط
[6] حیف تو وار رہ گیا ہے فقط

ہر نگہ[1] ظالم کی تئیں فتنے سیں[2] خالی الحفیظ
کیا قیامت ہے یہ تیغ بر نگالی الحفیظ

باغ میں غنچوں کے دل تڑکیں ہیں[3] اور جھڑتے ہیں گل
دیکھ[4] تیرے انگ کوں کو کہتا ہے مالی الحفیظ

آتشیں رخسار پر ساجن کے تئیں زلف سیاہ
لالہ[5] زار اوپر گھٹا اوٹھی ہے کالی الحفیظ

گل کا پھٹنا بس نہ تھا جس پر ہوا تھا قتل عام
آج یہ خونخوار سج اور ہی نکالی الحفیظ

آج کیفی ہے مناسب نہیں کہ ہوں اوسکے حضور
ٹھٹے[6] تامل سب کے تئیں دیتا ہے گالی الحفیظ

خون کا پیاسا تھا میرے جنے کھلائے تجھکوں پان
کیا بلا لادے گی تیرے رخ کی لالی الحفیظ

ایک دل تھا وہ بھی لے کر شوخ بیکس کر گئے
جز خدا کوئی نہیں ناجی کا والی الحفیظ

---

[1] کوئی نگہ
[2] فتنہ سے
[3] دل تڑپے
[4] دیکھ کر تجھ رخ کو کہتا ہے مالی الحفیظ
[5] آفتاب اوپر گھٹا آئی ہے کالی الحفیظ
[6] لب نہ تھا وہ گل کا پھٹنا جس پہ ہوا تھا قتل عام
[7] سنمکھ ہو سب کے تئیں دیتا ہے گالی الحفیظ۔

عاشق ہے لا ابالی نہیں سیم و زر سیں محفوظ
سونے کوں کھو کر اپنے ہے سیم بر سیں محظوظ

مجذوب ساتھ بکنا دیوانگی ہے ظاہر
مجنوں کے تئیں نہ چھیڑو ہے اپنے بر سیں محظوظ

سب عیش رائیگاں ہے جب لگ نہ ہو ٹھکانا
کہتے ہیں کہ خدا کوں ہے اپنے گھر سیں محظوظ

اڑتا ہوا آسماں تک درویش وہ نہ مانے
زردار خواب میں ہے تکیہ کے پر سیں محظوظ

وحدت کا آب حیواں چکھتا نہیں ہے غافل
عیسیٰ کوں جا ہے دونا مونان خر سیں محظوظ

موںہہ کی صفا کوں دیکھے ڈوبے ہیں جل میں جا کر
از بس صدف ہوئے ہیں آب گہر سیں محظوظ

خدمت کرے جو کوئی ناحق تو نت ہو جھگڑا
ہوتا نہیں سپاہی نا بکے نفر سیں محظوظ

دیکھ موہن تیری کمر کی طرف
پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف

جسنے دیکھے تیرے لب شیریں
نظر اوسکی نہیں شکر کی طرف

ہے محال اونکا[1] دام میں آیا
دل ہے مائل بتاں کا زر کی طرف

تیرے رخسار کی صفائی دیکھ
چشم دانا کی نئیں گہر کی طرف

ہیں خوشامد طلب سب اہل دول
غور کرتے نئیں ہنر کی طرف

ماہ رو نے سفر[2] کیا ہے جدھر
(الف)
دل میرا ہے اوسی نگر کی طرف

حشر میں پاکباز ہے ناجی
بدعمل جائیں گے سقر کی طرف

---

[1] انکا [2] صفر

چاند تیرے روبرو خوبی[1] کا کیوں مارے ہے لاف
وہ تو داغی ہے ترا جوں مہر رخسارا ہے صاف

حلقۂ[2] ابرو میں تیرے تل ہے یوں گوشہ نشیں
جان جوں مسجد میں بیٹھا ہے بلال اب اعتکاف

آئینہ لے ہاتھ اور خط کوں قلم کر دا سجن
دوست وہ کوئی جو کہہ دے عیب مونہہ پر واشگاف

دمبدم اوچکے ہے خونریزی کنے تیری نگاہ (ب)
باندھ رکھ انکھیوں کا ڈورا ہے یہ کتے خوش غلاف

جان میں میٹھا نہ لیتا جانتا جو اتنا شوخ (الف)
عذر اوپر لازم ہے جو تقصیر ہو کیجے معاف

قتل کر کر قبر پر ناجی کے آئیو ضرور
ہے گناہوں کی کفارت ہم شہیدوں کا طواف

---

۱ ہونے کا

۲ تجھ گوشہ ابرو میں ہے یوں کعبہ نشیں

وحدت کے دور کا جو حریفوں میں ہے حریف[1]
ہم رنگ سوجھتی ہے ربیع[2] اسکول اور خریف
پیری[3] میں خشک مغز ہو زاہد نہ پیوے شراب
ٹھہرا نہ وہ قرار[4] پہ قول اوسکا تھا ضعیف
خفت کا آج عیب نہیں اوسکوں عدل سیں
بارگنہ[5] سیں حشر کے دن ہو جو کوئی خفیف
کیوں حق نہ ... نہادت[6] کا ظلم سیں
نفی ہو امر شرح محمد کا جب حنیف[7]
موزوں ہو ... بح سمجھتا ہو رمز[8] کوں
مصحف پڑھے تو یاد رکھے قافیہ ردیف
جاگہ کنیں شرف ہے جو ہوتا ہے نامدار[9]
مکا سبب ہے تب ہے خلیفہ وہاں شریف
ناجی کو کیا سمجھ کے بھلایا ہے دل سیتی
احسان تیرے کا صدق سیں بندا ہے ایک ضعیف

---

۲ ربیع اوسکو
۳ پیری میں خشک ہو زاہد نہ لے شراب ۴ قرار
۵ بارگنہ سیں حشر کے دن جو کوئی کہ ہو خفیف ۶ شاد اونکے ظلم سیں
۷ حریف ۸ امر سوں
۹ مکہ کو شرف ہے جو ہوتا ایک مُسا

نہ تھا آزردہ دل کنعان سیں یوسف
ڈرا[1] تھا سیلے اخواں سیں یوسف

نہ ہوتا[2] مصر میں گلبانگ شہرت
جو ڈرتا راہ کے[3] خاراں سیں یوسف

کنوئیں میں جا پڑا یعقوب کا دل
چلا جب نالہ و افغاں سیں یوسف

سنارے نے دیکھایا ناک در چاہ
گرا جب گردش دوراں سیں یوسف

زلیخا نے بہائے نیر[4] کے نیل
جو رویا درد کے انجواں سیں یوسف

کھولے ہے وقت آکر کام[5] کے بند
چھٹایا خواب نے زنداں سیں یوسف

جو ناجی ڈر نہ ہوتا معصیت[6] کا
نہ گردن پھیرتا فرماں سیں یوسف

---

[1] ڈرا تھا خواب میں اخوان سے یوسف
[2] نہ ہوتا گلبانگ شہرت
[3] راہ میں
[4] سیل کے نیل
[5] کام کے بنت
[6] معیت

⁂

○

ابروی پیارے کی ہوئی ہم سیں جدا مکتب میں صرف
اب تو خط نکلا ملیں گے کیوں نہ اس میں کیا ہے حرف

موج سیں دریا کی بولے ہے دیکھو جام حباب
دولت آفت ہے اوسے جسکا کہ تنگ ہوتا ہے ظرف

سرد مہری سیں ہیں پیو کی عاشقاں افسردہ دل
ٹھنڈ کا خاصا ہے دریاؤں کا گردابی ہے حرف

کوئی مسجد نئیں کہ وہاں حاضر نہ ہوئے رات کو ؟
ہیں کیا ہے قبلہ اپنا اوس نگہ کوشی کی طرف

جو کہ ناجی جگ میں ہے سحر سخن سیں آشنا
یہ درافشانی میری لگتی ہے اوسکے تئیں شنگرف

---

*

وہ تو غیروں سیں ملا اور ہم کو باقی اشتیاق
اب تو پھرنے کا نہیں ہونا تھا یوں ہی اتفاق

دین کے کانوں سیں میرا یہ نفس کافر ہے سست
پر جو کہیں دیکھے ہے امرد کوں[1] تو ہوجاتا ہے چاق

کیوں[2] نہ خم ہو جائے بار غم سیں چرخ اوپر ہلال
ابرو خمدار اوس مہ رو کے ہیں خوبی میں طاق

آب چہرے کی نہ تھی در کے اتارے سیں ولے
ناک رکھی حسن کی پیارے جو تیں پہنی بلاق

خیر ہے جب لگ رہے دنگل میں بے معنی خموش
باعث طوفان تلخی ہو ہے احمق کے مذاق

ایک شوہر سیں وفا یہ زال دنیا کب رکھے
مرد باعزت ہے وہ ناجی جو دے اسکوں طلاق

ﷺ

---

[1] اسکو تو تو ہو جاتا ہے چاق
[2] کیوں نہ ہو خم جائے بارے غم ستیں اوپر ہلال ۔

○

اہل دنیا معتقد نئیں جب تلک دیکھیں نہ خرق

انبیا کے قول کوں بن معجزے کہتے تھے زرق

زور قلم پروری کی جب سیں پیونے کی ہے مشق

کیوں نہ موج خط سیں ہووئے صفحۂ رخسار غرق

کیا مزے سیں زلف نے گھیرا ہے رخ کوں درمیاں

سنبل و گل سیں نہیں پیارے اسے یک مو کا فرق

یہ دہن کی جوت ہنسنے سیں سجن کے لب ہیں آج

ہے تماشا جیوں شفق میں آ جھمک جاتی ہے برق

شام غربت میں نہ ہو ناجی کوں کیوں چشم فلاح

موںہہ سر سیں غرب ہو تو پل میں ہو جاتا ہے شرق

⁂

دیکھ بلبل یہ گردش افلاک
گل نے اپنا کیا گریباں چاک

خون مجنوں کا تھا سو ہضم ہوا
اور صحرا کے پاس کیا ہے خاک

جو کوئی کچھ کہے گھس جاوے
ہے وہ گرو ہمارا موم کی ناک

اڑ چلے ہے لباس رنگیں بیچ
چیونٹی کے پر ہیں لڑکے کوں پوشاک

دل ہوا زلف کی بھنور میں غرق
گر پڑے کے بیچ ڈوبے ہے تیراک

ہونٹ تیرے جو منہ لگاتے ہیں
دختر رز رہے ہے انگوں تاک

دستگیری کوں روز محشر کی
بس ہے ناجی کوں صاحب لولاک

سبزیؔ خط کے نلستے کوں مت پری چہروں میں مانگ
دیکھ کہتے ہیں دیکھیو کھائی ہے دیوانے نے بھانگ

خاک عاشق پر اڑائی[۱] اور گلال اسنے اوپر
جان یہ کچھ رنگ ہٹلی کا نہیں کرتے ہیں سانگ

ہے صلاح اس میں نمازی ہو جو کوئی چاہے فلاح
یہ پکارے ہیں موذن مسجدوں میں کہہ کے بانگ

کیمیا گر عصر میں نادر ہے عنقا کی طرح
نام سن اکسیر کا ہرگز پگھل مت مثل رانگ

باعث رسوائی عاشق ہے[۲] دہ شکل حسیں
دوسرا ایسا نہ دیکھا میں پھر آیا چار دانگ

ناجی اب ملتا نہیں ہے اسکی عادت ہے زبون
جس کے تئیں عاشق ہے اکثر اوس میں دیتا ہے ٹانگ

-----

۱ حولی
۲ دہ شکل حسن کی

غفلت سے کے ابر کا جو اٹھاوے نقاب دل
دیکھے اوسی کے نور[1] کوں خود آفتاب دل

لیجا ہے شہر شہر پھراوے ہے دشت دشت
کرتا ہے آدمی کوں نہایت خراب دل

اوس شمع رو کی چرب زبانی سیں ہو گداز
سینے[2] میں عاشقاں کے ہے روغن کباب دل

[3] پیش از نمود یار کے خط کی کرے ہے عرض
دیکھے[4] ہے علم غیب کی شاید کتاب دل

مت پوچھ اپنی زلف کے عقدوں[5] کوں اوس سیں
لاتا نہیں ہے غیر کے پیچوں کی تاب دل

[6] تعبیر یہ کہ تکیۂ مخمل ہو زیب فرش
زانوں پہ سر سجن کے جو دیکھے ہے خواب دل

احسان کرے جو یار کے ناجی رہے وہ سنگھ
مجھکوں چھڑا عذاب سیں لیوے ثواب[7] دل

---

۱ زر کو
۲ سینہ
۳ جیمیں نمود یار
۴ دیکھا ہے
۵ عقدہ کو
۶ بوسہ کی تکیہ مخمل ہو زیب فرش
۷ صواب

رنگ پھیلا خال کا خط کا غلط ہے قال وقیل
نقل چنداں معتبر نئیں اصل میں بگڑا ہے فیل

جیو کے بدلے جیو دے فضلی سیں ہوتا ہے فراغ
جب کرے حاکم طلب تب آن پہنچے یا وکیل

ہے سیہ پتلی کوں اوس چنچل کے سرمے سیں قرار
مردم بیمار کوں فرسنگ ہے ہر ایک میل

باندھ اوسکی ابروں سیں دل جو لڑکا ہو نجیب
ٹوٹتی ہے کم لگے پر گر ہے شمشیر اصیل

زیب دیتا ہے تن او سکے پر کرے جیسا لباس
خوشنما ہر شکل میں دیکھا نہیں ایسا شکیل

چشم و لب سکے پستہ و بادام کوں زیادہ نہ چاہ
ہو ہے بے کثرت کنیں افراط میووں کا ثقیل

سنگ جیو کوں گرمی صہبا سیں ناجی کیا ہے خوف
باغ ہے آتش وہاں ساکن ہے جس دن سیں خلیل

آیا ہے صبح اٹھ کر گلشن میں کوئی عجب
گل
ہے رنگ دیکھ جس کا حیرت سیں جاں بلب گل
کانٹا نظر میں اوسکی ہے پھول فی الحقیقت
یہ بوجھ کر جو اوس کی ہر دم کہے ہے سب گل
جانا نہ تھا تبھی تک غنچوں نے دھوم کرلی
کیوں موہنہ کوں دیکھ اوسکے ہنستے نہیں ہیں اب گل
چہرے کے بیچ ہیں ہر بلبل کا دل جلایا
اس شمع رو کے سرحد ہو گئے ہیں بے ادب گل
چمکے نہ بن پیا لے لڑکا جو ہو رنگیلا
پانی اگر نہ پاوے تازہ رہے ہے کب گل
جل کر صبا کے ہاتھوں جب داغ ہو گئے ہیں
دستوں تک اوس سجن کے پہنچے ہیں جا کے تب گل
روزی ہو مجھ کوں ناجی وحدت کی صبح دولت
روشن چراغ دل کا گر ہو نہ ایک شب گل

بے طمع لڑکا گدھا ہے گر ہو فاسق کا دہیل
لات میٹھے ہے امتی سکے گائے جو پالی دودہیل

مرد ہے جو دولت دنیا سیں دھو ملتا ہے دست
صاف طینت کے تئیں ہے سیم و زر ہاتھوں کا میل

فاحشا پیاسی لہو کی ہوئے صدقے دے سکے نال
بن اتارے چھوٹتی نہیں جسکوں لگتی ہے چڑیل

گھر ڈوبایا غافل اپنا نیں ہر ایک میلے میں جا
شہر کا . . . . . . نام اوسکا ہے سبیل

مہر کی مشعل سیں روشن جن کے ہوتے ہیں چراغ
اور ہوتا ہے نہار اونکا جدا ہوتی ہے لئیل

روح سیتی نفس بد سرکش ہے اور چاہے ہے امن
مخلصی آفت سیں ہو ہے بدکوں نیکوں کے طفیل

گھیر میرے یار کے دامن کا ناجی ہے وسیع
جامہ زیبوں کا لکھا جب کر سکے میں تفصیل ذیل

*

*

سیاہی عاقبت کی لاوے گا (کذا) دل

لگن کا داغ کھا کر پیؤ کی خود مرگیا اور دل

غلط ہے خال کوں ابرو اوپر دعوئ معبودی

سنو لوح و قلم تک سیر کر ایک حق ہے ایک باطل

تیری ابرو سیں لے چاہ ذقن تک ختم ہے صنعت

گویا کعبہ میں ہوئی ہے سورۂ یوسف ابھی نازل

نہ باوے ہے ادب خلوت میں نور ذات سیں پیرا

کہ (کذا) ناچ بین کیفی لئے روشن گلے آمل

پرائے گھر میں کیوں کو دے مبادا بادشاہ دل

تو ہوا اے بوالہوس لڑکے اب اپنے نفس پر عادل

مقید آب و گل میں کب تلک پابند لذت کا

بہ رنگ آب ہونا جی تو اب ہر رنگ میں شامل

٭

اس جھمک سیں نیں فلک پر دے ستارے متصل
ہیں گے جس خوبی سیں رمضانی کے موںہہ پر تین تل

جو کیا اوس شمع رو سیں شب کوں میں لہو و لعب
اس پہ روشن ہے کہ ہوں اب موںہہ سیتی اوسکے خجل

آپ سیں گرمی کرے اور غیر سیں ہو سرد مہر
حق میں عاشق کے ہے اس صنعت کا لڑکا معتدل

ایک کے وصف ایک گلرو سن کے خوش ہرگز نہ ہو
ذکر ہوا پنے دہن کا تب کلی جاتی ہے کھل

صوفیوں میں جس قدر مقدار ہو ہے بادہ خوار
مے پرستوں سیں اوتنا ہی ہوے ہے صوفی منفعل

گھونٹ شربت کا سا تیرے خوں کو پیو جاویں گے دیکھ
مثل قند اے بوالہوس ان سیں اپنا گھل گھل نہ مل

پیچ عیاری کے ناجی یاد ہیں خوباں کو سب
سیم و زر دے پر چھپا رکھ ان سیں اپنا دین و دل

٭

برباد[1] کر کے اپنے تئیں ہر سحر نسیم
کرتی ہے باغ حسن میں اوسکے گذر نسیم

کرنے کوں چشم دسر سیں اون انکھیاں اوپر نثار
نرگس سیں مانگتی ہے چمن بیچ زر نسیم

لگ جا ہے ایک سرے سیں گلستاں کے تن کوں آگ
کیا تا پتی ہے آگ چمن میں شرر نسیم

کرتی ہے جا کے دامن گل کوں عرق سیں تر
رخسار پر رکھے[2] ہے جب اوسکے نظر نسیم

گستاخ ہو کے کس روش آتی ہے باغ تیں
رکھتی نہیں ہے نزہت[3] گل کی خبر نسیم

غافل کوں باد کش ہے ہنر در کتیں جرس
ہر صبح اس فریب کوں کرتی ہے سر نسیم

دیکھا کہیں نہ ہنستے ادسے کھلکھلا کے میں
(الف)
غنچے پر اوس دہن کے ہے کس کا اثر نسیم

ناجی تو دیکھ اوس گل رخسار کی بہار
سکتی نہیں ہے جس کی صفا پر ٹھہر نسیم

ش

---

1. برباد دے کے
2. کرے ہے
3. شہرت گل

مہ رو کوں آج دیکھ کے رنگیں برن[۱] میں ہم
خوش وقت ہو سماتے نہیں پیرہن میں ہم

خوباں کے رام کرنے کا آیا ہنر ہمیں
استاد ہو گئے ہیں محبت کے فن میں ہم

دل میں جو داغ دے کے ہوا شمع رو جدا (الف)
مجنوں ہو شہر چھوڑ کے پھرتے ہیں بن میں ہم

ہر چند مثل طور کے جل گئے ہیں عشق میں (ب)
سُرما ہو جا لگے ہیں سجن کے نین میں ہم

ناجی برہ کے ملک میں جب نامور ہوے
اپنے سخن سیں پہنچے ہیں مصر و ختن میں ہم

✣

---

۱ بدن میں ہم

O

میرا مدہوش دل اٹکا ہے ایسے طفل ابتر سیں
کہ نئیں ملتا وہ ہرگز زور سیں زاری سیں اور زر سیں

یہ خونی اشک میرے دل کی بیتابی سیں محرم ہیں
کرو معلوم سوز عشق اس لوتھن کبوتر سیں

ابھی ٹک مہر سیں آوے تو مجھ دل کا کنول کھل جا
کہے جا کر کوئی اوس آفتاب ذرہ پرور سیں

تیرے قامت نہیں کب اہل سخن کا بول بالا ہو
غلط تشبیہ[۱] دیں ہیں تجھکوں بدلے سرو صنوبر سیں

نہ ہرگز منہ لگاوے دختر رز کے تئیں[۲] پیارے
جو ہوا اس دور میں مخمور تجھ انکھیاں کے ساغر سیں

نہ ملنے کام تھا اول جو رکھتا تھا نہ میں دل میں
لی بدنامی آخر مجھکوں اس طفل ستمگر سیں

یہ تیرے سب تردد مفت کے افسوس ہے ناجی
نہ ظالم سنگدل بے رحم نکلا نئیں ابھی گھر سیں

ش

۱؎ غلط تسبیح دے دیں ہیں تجھے سرو صنوبر سیں۔ ۲؎ کنیں پیارے

انکھیاں[1] تیری سیں ساز ہے جادوگری کتیں
منہوت[2] تجھ نظر نے کیا ہے پری کتیں

تھا آفتاب حسن سیں یوسف کا بھاوگرم
سودا کہاں جو چاہ نہ ہو مشتری کتیں

سرخی کا تجھ لباں کے الوماں اور ہے
اس لعل[3] کی پرکھ نہیں ہر جوہری کتیں

پھر پھر چمن میں دیکھ پھرا سو طرح کی شکل
دل کی رضا اسی ہیں کہ ہے جعفری کتیں

جو بند ہو لباس کا ہجرا ہے مرد نئیں
ایرن جدا ہو بوجھ نہیں استری کتیں

وہ شوخ لالچی ہے تو ناجی سمجھ کے مل
مت کھو بھرم کوں کہہ کے آپس بے زری کتیں

٭

---

۱ انکھیاں سے تیری ساز ہے
۲ قربان تجھ نظر پہ کیا ہوں پری کنیں
۳ اس لعل بے بہا کی پرکھ جوہری کنیں

عذر تقصیر ہے یارب نہ عوض لے ہم سیں
بشریت ہے جو کچھ ہوئے خطا آدم سیں

کب رخ صاف کا مشتاق گہر سیں خوش ہو
العطش پیاس کی ہرگز نہ بجھے شبنم سیں

باعث طرح شفا نہیں وہ خط زنگاری
عشق کا داغ نہ چنگا ہو کسی مرہم سیں

عمر اس دور میں غفلت سیں نہ کھوائے بدمست
موت کا جام پیا کچھ نہ چلا بس جم سیں

عیب گو کہتے ہیں ہر چند تجھے بدناجی
چھوڑ مت یار کے تئیں کام نہ رکھ عالم سیں

باعث شفا نہیں وہ خط زنگاری
کبھو مرہم سیں
عیب گو کہتے ہیں ناجی ہر چند تجھے بدناجی

پیالہ پیو سے ہے سو نہوروں سیں
کھولے ہے لب ہزار زوروں سیں

ڈھولک اب رکھ نہیں تو ہوگا چاک
زخم سینے کا ان ٹکوروں سیں

کیوں نہ مل جائے منہہ اندھیرے صبح[1]
خط نکالا نہ کم ہے جوروں سیں[2]

نمکیں حسن کا شکار کروں
کیوں مروں ہلکے پھلکے گوروں سیں

مال وجاں سیں لٹا فقیر ہوا
ناجیؔ اسکی کمر کے چھوروں سیں

۞

[1] کیوں نہ مل جائے جا اندھیرے صبح [2] خط نکالا یہ کب کے ہے جوروں سیں

مئے نہیں لباس سرخ نہیں جام زر نہیں
لالا مگر بسنت کی تجھکوں خبر نہیں

لائی ہے فوج شام تیری زلف کب ہٹے
میں مارتا ہوں جب تلک اوسکی کمر نہیں

رنگ اوسکا خال اوسکے و زلف اوسکی کیا ہے اور
صندل نہیں عبیر نہیں مشک تر نہیں

ششدر ہوں میں کہ کس کی بغل میں ہے جا گھسا
بازی سیں مجھکو روز کہے ہے کہ گھر نہیں

فقرا سیں مل کے زر کی طلب رکھے عیب ہے
(الف)
دانا کو دنیا دار کا ملتا ہنر نہیں

شعلے کو جا ہے تخت سلیماں جو باد ے مال
(ب)
چیونٹی کی زندگی ہے کوئی دم جو پر نہیں

کیا پھول و پھل ہے اوسکے تئیں باغ عمر سیں
(ب)
جسکا پھلے سیں نام جہان میں ثمر نہیں

کوچے میں موتی رام کے لڑکے ہیں صاف صاف
(پ)
مسکیں یتیم ہم سوں کا اس میں وقر نہیں

دے طفل جن کے شور کا لولو علاج ہے
(پ)
ناجی سیں بحثتے ہیں سخن بیچ ڈر نہیں

ناجی جگت کے بیچ معزز ہوں گھر بہ گھر
(الف)
دیکھو سجن کے کوچہ میں میرا وقر نہیں

ﷺ

جو اس سید پسر خورشید رو ساجن[1] کوں گھر پاؤں
تو[2] ایسا خوش نہ ہوں ہرگز جو ملک و مال و زر پاؤں

جو شمشیر نگاہ یار و پتلی کی سپر پاؤں
تو مسجد میں بھواں کی فوج مژگاں پر ظفر پاؤں

مجھے آرام تب ہو سایہ بال کبوتر سیں
کسی[3] عنوان سیں پیارے کے خط کی جو خبر پاؤں

حریف[4] بزم مے جتنے ہوں سب کا منہہ کروں میٹھا
لب میگوں سیں پیتم کے اگر تنگ شکر پاؤں

شہید کربلا کی جا قدمبوسی کروں ناجی
جو[5] دسویں شب محرم کی قضا سیں میں سفر پاؤں

---

[1] ساجن یوں
[2] تو ہرگز خوش نہ ہوں ایسا جو ملک مال و زر پا
[3] کسی عنوان پیارے کے
[4] حلیف بزم
[5] دسویں دن محرم کے قضا لے کر صفر پاؤں۔

O

اے صبا کہہ بہار کی باتیں
اُس[1] بت گلعذار کی باتیں
کس پہ چھوڑے نگاہ کا شہباز
کیا کرے ہے[2] شکار کی باتیں
مہربانی میں یا ہوں غصے میں
پیاری لگتی ہیں یار کی باتیں
چھوڑتے کب ہیں نقد دل کوں صنم
جب یہ کرتے ہیں پیار کی باتیں
پوچھئے کچھ کہیں ہیں کچھ ناجی
آپڑی روزگار کی باتیں

*

[1] رخ گلعذار کی باتیں
[2] کرے ہیں

○

دکھائیں جب سیں اوس[1] پیارے نے قلمیں
پڑا ہے نو خطاں کا دل خلل میں

تیور[2] انکھیاں کے دیکھے آج اور ہی
زمانہ کچھ کا کچھ پھر جا ہے پل میں

فقط لاکفر ہے اِلّا میں دیں ہے
مسلمانی رکھی ہے حق نے کل میں

قفس ہے شہر دیوانے کے حق بیچ[3]
بن آئی سیر مجنوں کو[4] جنگل میں

یہ[5] دل کرتا ہے رسوا آدمی کوں
بڑا دشمن ہے اے تاجی بغل میں

---

[1] اون [2] تیور انکھیوں کے [3] میں [4] کو
[5] یہ دل رسوا کرے ہے آدمی کو

ایک بار جو بغل میں لوں اوس سرو قد کنیں

بالا بتاؤں خضر کی عمر ابد کتیں

ہیں زخم تشنہ اور تیری تیغ آبدار

کیوں سر کٹیں ہیں سودہ رکھے ہے کد کتیں

آگھر میرے تو اس رخ روشن سیں اے سجن

جوڑا کر آج رشک سیں برج اسد کنیں

یک زرہ زہر شہد میں مل کر کرے ہے خوار

دیجے نہ بار صحبت خوباں میں بد کتیں

کب ہو غبار خاطر روشن دلوں کا قصر

کرتے ہیں مثل آینہ پوشش نمد کتیں

پہنچا ہے داغ دل کوں تیرے سوز ہجر سیں

رکھا ہے جیو برابر اوسے میں سند کتیں

ناجی کو آج لشکر غم لے لیا ہے گھیر

اے شاہ حسن بھیج توں اوسکی مدد کتیں

*

ہمیں[1] تو بوسا بھی دینے کہا نہ کہہ کے دیا
جنھوں سیں وعدہ ہمیں اون کے تئیں جتاتے ہیں

اگرچہ جام جم انکو نبات کرتے ہیں
فقط جو جگ میں گلابی کوں منہہ لگاتے ہیں

چمن[2] میں دیکھ جو غنچوں کو کھکھلا کے ہنسا
تو اپنے دل میں وہ پھولے نہیں سماتے ہیں

عجب نہیں جو وہ بجلی سی سج نظر آجائے
ہوا ہے کیف[3] یہ ساون کے کالے آتے ہیں

کرے ہے صبح کوں اوٹھ[4] ہم سیتی وہی تکرار
جو کچھ کہ شب کوں رقیب اوسکے تئیں پڑھاتے ہیں

نہ سیر باغ نہ ملنا نہ میٹھی باتیں ہیں
یہ دن بہار کے اے یاریوں ہیں جاتے ہیں

ملا ہے خواب میں ناجی سے تئیں خزانہ غیب
بجا ہے اب کہ میرے کام دلبر آتے ہیں

ٌ

---

۱ ہمیں تو بوسہ دیے کہا کہہ کے نہ دیا
۲ چمن میں دیکھ جو غنچوں کا کھکھلا ہنسنا
۳ کیفی
۴ اوٹھ ہی ہم سیتی تکرار

O

تجھ لب نے کان لعل کیا جام مل کنیں

شعلا کیا جھلک نے تیری رخ کے گل کتیں

اے شوخ رسم زہد کی مینا سیں سیکھ لے

ہر سجدے میں کرے ہے ادا چار قل کتیں

سفلا جتا بلند ہو رتبے میں ہو نجس

ہندو کہیں ہیں تب تو سنیچر زحل کتیں

لازم نہیں کہ سر کرے ہر ایک پر تو تیغ

یہ خونی ایک نگاہ تیری بس ہے گل کتیں

بوجھے ہے وام صحبت دانا کتیں وہ شوخ

خندوں میں چاہتا ہے دل اوسکا جہل کتیں

ناجی رحیم جان لے اس حشر عام میں

سرتاج انبیاؤں کا ختم رسل کتیں

ٹ

دیکھی[1] بہار ہم نے کل زور میکدے میں
ہنسنے سیں[2] اوس سجن کے تھا شور میکدے میں

تھے جوش مل سیں ایسی شورش میں داغ دل کے
گویا کہ کودتے ہیں[3] یہ مور میکدے میں

پھندا رکھا تھا میں نے شاید کہ وہ پری رو
دیکھے تو پاس میرے ہو دور میکدے میں

ہے آرزو کہ ہمدم وہ ماہ رو ہو میرا
دے شام سیں جو پیالہ ہو چُور[4] میکدے میں

ساقی وہی ہے میرا ناجی کہ گر مروں میں
مجھ واسطے بنا دے جا گور میکدے میں

❁

---

[1] دیکھا [2] کا [3] کر کھیلتے ہیں [4] ہو شور

○

عاشق کے اشک دیکھ چڑھامت بھواں کتیں
برسات میں اوٹھائے[1] رکھے ہیں کماں کتیں

سیر چمن[2] کا عزم نہ کر آینہ لے ہاتھ
کیوں بھولتا ہے یاد رکھ اس بوستاں کتیں

مانند شمع سر کوں کٹاتے ہیں جا عبث
کرتے ہیں جو[3] دراز وہ بے جا زباں کتیں

عشاق پر جو کچھ ہے جفا مہر جاں[4] نہیں ہے
بدنام کر رکھا ہے عبث آسماں کتیں

تاجی کا حال دیکھ چلی ہے تو اے صبا
آوے شتاب کہیو اس آرام جاں کتیں

✿

---

[1] اوتار رکھے
[2] سیر چمن کا عزم نہ کر آئینہ لے ہاتھ میں تو دیکھ
[3] خود دراز
[4] جاں سے

ملے برسوں میں پیو لنس دن گئیں[1] گنتے ہمیں گھڑیاں
چلیں[2] نالے جو روؤں یاد کر دے ہجر کی جھڑیاں

بلا کر[3] کہتے ہو پھر جا چلا تو پھر بلاتے ہو
کبوتر اٹکلا پیار نے جو دیتے ہو ہمیں پھریاں

دہن جو رنگ پان سیں لال[4] دیکھا سیر ہو پی کا[5]
چمن میں رشک سیں کلیوں کی پھٹ کر اڑ گئیں دہریاں

نگہ کی تان کر نیسیں نگاہیں جس کی یوں گذریں
کہ کوٹھا پھوڑ سینے کا گئیں بکتر کی لے گھڑیاں

تری میٹھی صدا کوں سن[6] کے جنگلے بیچ اے سرجن
پھرے ہیں بے نوا مجنوں ہو لے بید کی چھڑیاں

جھڑے ہیں پھول ہنستے وقت تیرے آتشیں لب سیں
بنائیں یہ تماشا دیکھ کر لڑکوں نیں پھلجھڑیاں

لب دریا پڑھا جب شوخ تے جا نظم ناجی کا
صدف یاقوت کے ہر موج میں موتیوں اور لڑیاں

❁

---

۱ گئی گنتے — ۲ چلے
۳ چلا تو پھر بلاتے ہو بلا کر کہتے ہو پھر جا — ۴ سے لعل
۵ پیو کا — ۶ صدا کو دیکھ

ایک تان وہ سریجن بولے اگر للک سیں
زہرا اوتر[1] کر آوئے لے دایرا فلک سیں

جن نیچ[2] کی نگہ سیں دل عاشقاں کے چھڑے
انکھیں[3] لگی ہیں میری اوس شوخ نک پلک سیں

دیوانہ[4] ہے جو پیارے تجھکوں کہے پری رو
برتر ہے حسن تیرا حور اور ملک سیں

ہر ذرہ روشنی میں خورشید کا ہے ہمسر
پرتو ہے جو کہ چمکا تجھ حسن کی جھلک سیں

دریا کے دل میں ناجی ہے غم سیں شور و نالا
وہ آشنا ہے جیو کا جھ اشک کے ڈھلک سیں

⁂

---

[1] اوتر کے
[2] جس بیچ کی تم نگہ سیں دل عاشقاں کے چھڑے
[3] انکھیاں لگی ہیں اے شوخ نک پلک سیں
[4] دیوانہ ہے پیارے تجھکوں کہے پری رو

سخت ہیں دلی کے دلبر کب سنیں نالے کنیں

سحر سازی سیکھئے اب جا کے بنگالے کتیں

نوبہار آتی ہے بھڑکے نئیں وہ دیوانے کوں دیکھ[1]

یہ سنار کھے کوئی آگے سیں جا لالے کتیں

مثل جم کے جام کے طوفان میں کیوں ہوتا ہے غرق

جم پلا چھوڑے گا ایک دن آخری پیالے کتیں

گاڑھ پڑتی ہے تبھی پیسہ نکالیں ہیں امیر

ہند میں دولت ہے اب کھوٹے چلن[2] والے کتیں

ہجر میں[3] تجھ زلف کے رونے لگوں ہوں ناگہاں

اتفاقی سب کہے ہیں اس برش گالی کتیں

سانولے معشوق کا ناجی کنیں اکثر ہے شوق[4]

بسکہ عاصی ہے رکھے ہے دوست منہہ کالے کتیں

---

۱ دیوانہ کو دیکھ ۲ بے سود ہوتی چلے ۳ یاد میں ۴ ذوق

○

نہیں وہ آشنا جو ہم لڑیں اور یار پھر پھر ہوں
نہ ہوں ہرگز جدا قدموں سیں گر تن سیں جدا سر ہوں

نہ لوں اس لعل لب کا خواب میں بھی ڈرتی بوسا
کہ جاوے آبرو دیکھے سیں گر بکھرے جواہر ہوں

تیرا موںہہ دیکھنا رکھے سیں خط کے ہے غبار دل
نہیں اس آیئے سیں کام جو ہر جنس میں ظاہر ہوں

کب اوس شاہ بتاں کی بندگی سیں یہ توقع تھی[1]
کہ پاس اوسکے نہ ہوں ہم ایک دم[2] تو غیر حاضر ہوں

قدم ثابت ہے جن کا منزل مقصود پاتے ہیں
نہیں[3] ہر بوالہوس کا موںہہ کہ اس رہ میں مسافر ہوں

سخن جو راستی ہو خوش قدروں ہیں چاؤ سے کہئے
کہ دنیا خوب نئیں بالا جو پھر مفہوم خاطر ہوں

سخنور ہے وہی جو صاحب دیوان ہونا جی
نہیں یک فردیوں کی تاب یہ[4] حکمن کہ شاعر ہوں

٭

---

١ ہے
٢ دم اور
٣ اوس بوالہوس
٤ حکمن جو

○

خط کی خبر عبث اڑائی ہیں
باتیاں[1] اوسکی سب ہوائی ہیں

مجھ کوں دیکھے ہے شیر کی نظر دل[2]
جب سیتی بیریاں دکھائی ہیں

مومنوں[3] کے سدا ہیں دل تسبیح
پھیر مونگے جو کربلائی ہیں

بالکا ہو نہ ہو یہ مونڈے سر
بینوا مت کہہ انکو نائی ہیں

ناجی ان سیں ملے سو[4] ہو رسوا
شوخ چنچل بڑے[5] جوائی ہیں

۱؎ باتیا خط کی اد سکے آئی ہیں
۲؎ نظریں
۳؎ موناں کے
۴؎ ملے جو
۵؎ بڑا ہوائی ہیں ۔

ہم تو بیتاب دیکھ کل کے ہیں
آج بچھڑے کے اور چھل کے ہیں

دیکھ خورشید کوں یہ کھل جاویں[1]
دل نہیں[2] پھول یہ کنول کے ہیں

وعدہ برلب دیکھا ٹھہرتے نہیں
لعل بچے پر ایک پل کے ہیں

نازکی سیں جو بات بجتی نہیں[3]
بھید کہہ دیں یہ شوخ ملکے ہیں

جن کو خوباں سے آشنائی نہیں
وہ تو ڈوبے ہوے ازل کے ہیں

نئیں کوئی اب تماشا میں ناجی
دھوم کے شور کے خلل کے ہیں

---

[1] دیکھ خورشید، د کو کھل جاویں ، [2] دل منے [3] نازکی سے جوبات بوجھے ہیں

پر تکلف حقے اور منہہ نال[1] دیکھیں ہیں جہاں
صاف لڑکے دل ربا کھاتے ہیں جا کر پیچ واں[2]

ماہ رو کے آونے کی راستی نکلی ہے فال
مہرباں کیوں کر نہ ہو سیدھا ہے مجھ سے آسماں

دل بچاروں کا گھٹا اس دور میں تب چاندنی
باغ ہو مینا ہو وہ گل رو ہو میرا میہماں

مثل پروانے کے جل پر مت کسی کوں کہہ زبوں
سر کٹا یا شمع کی مانند جتنے کی زباں

غیر کو دھواں بھی کب پیچے ہے ہر گز مغز نئیں ؟ (پ)
نعمتیں خوش طعم جب بھیجیں ہیں آپس میں دو خاں

دیدہ عشاق وہ پتھرا گئے تجھے جسکوں دیکھ (پ)
ہم سنا پھر آوتا ہے آج وہ شاہ بتاں

ہر غزل میں سن کے اے ناجی میرا فکر بلند
آفریں کہتے ہیں مل کر مجھکوں سب پیر و جواں

٭

---

[1] منہال دیکھا ہیں
[2] پیچواں

خال تیرے کا خیال آ کے بسا جب دل میں
خال سودا سیتی پھرتا ہے میرا تِل تِل میں

بوسہ خال لباں میں ہے تمنگے کا مزا
چربراہٹ سے عجب لطف کی اس مل مل میں

مسند و فرش اگر نئیں تو عبث کیوں ہے ملول
آج قالین ہے آخر تو ملے گا گل میں

داد دل کوں جو نہ پہنچے تو نہ ہوا اسکا فرید
پیر وہ ہے جو مددگار رہے ہر مشکل میں

یاد کر حق کی نہ ہو دولت دنیا سے خراب
عمر کوں صرف نہ کر دوست رہِ باطل میں

سخت ناداں ہے جو جنگل میں پھرے ہے مجنوں
گھر لیے[1] لیلیٰ جو ٹک غور کرے محمل میں

ناجی اس زلف مسلسل میں ہے دل کوں آرام
شب کے تئیں ہو ہے مسافر کوں خوشی منزل میں

٭

[1] کھڑی ہے لیلیٰ جو

جلا ہوں عشق کا میں کیوں نہ ہوں بیزار باغوں سیں

چمن سا کھل رہا ہے دل میرا گل رو کے داغوں سیں

خوشی نہیں اہل زر کے روشنی کرنے سیں دلیوں کی

کہ کب ہو مہر و مہ کی انجمن روشن چراغوں سیں

نہ بخشے تکیہ درویش خواب ارباب مسند کوں

کہ جاتی نہیں گل خورشید کی بُو ان دماغوں سیں

صلاح اس میں ہے جو مجھکوں نہ دے تکلیف مئے نوشی

کہ میں مدہوش ہوں مخمور انکھیوں کے ایاغوں سیں

کہاں بھاگو گے پیارے چھوڑتا ہے تمکوں[1] کب تاجی

کہ عنقا کے تیں پایا ہے عالم نے سراغوں سیں

۱؎ تمکو اب

(۵)

خوبی میں ہم اوسی کوں محبوب جانتے ہیں
جو[1] دل کے کھینچنے کا اسلوب جانتے ہیں

ملنے کوں نوخطاں کے واعظ کہے ہے نئیں خوب
مجہول ہیں یہ باتیں ہم خوب جانتے ہیں

جو نورِ چشم کھو کر رو رو کے ہوئے اعمٰی[2]
عاشق[3] ہے پر ہم اوسکوں یعقوب جانتے ہیں

دم فقر کا جو مارے اور گری نہ چھوڑے
مخدوم نئیں ہم اوسکو مغضوب جانتے ہیں

جو عاقبت کے ڈر سیں حالت گرائے اپنی
دنیا کے لوگ اوسکوں معتوب جانتے ہیں

جو دوست کی بلا پر کرتا ہے[4] صبر ایوب
ناجی ہے گرچہ اوسکوں معیوب جانتے ہیں

٭

[1] سو دل
[2] اعماں
[3] عاشق ہے پر اسکوں ہم
[4] رکھتا ہے

نہ مل اے بوالہوس ہرگز تو ان ہوشیار[1] لڑکوں سیں
کہ نئیں بچنے[2] کا تیر انداز دل عیار لڑکوں سیں

بجز تروار و تیر و خنجر اور کچھ بات نئیں کرتے
کرے گی کس طرح یہ عمر ان خونخوار لڑکوں سیں

مبادا شیشۂ[3] ناموس کوں تورے یہ شوخی سیں
نہ مل تو اس قدر مدہوش ہو زنہار لڑکوں سیں

کیا انگور زخم دل کا چنگا دختر رز نے
زبس پایا تھا بے مہری کا میں آزار لڑکوں سیں

گل مقصد کا ہار اوسکوں نہ دے مالی حقیقت کا
طرح ڈالی ہو جنے عشق کی خونخوار لڑکوں سیں

مزے داری ہے اس عاشق کے تئیں جو خط کے آنے تک
وفاداری کا لکھ لے اوّلاً اقرار لڑکوں سیں

میرا ایک مہرسیں[4] دل ہاتھ لے اب وقت ہے ساجن
ہوا ہوں بے رخی[5] اب دیکھ کر بیزار لڑکوں سیں

مروت اور وفا و مہر ایک ذرہ نہیں ان میں (پ)
کہ دل ہو مشتری کرتا ہے پھر انکار لڑکوں سیں

وہی جیتے ہے اکثر عشق بازوں میں جو اے ناجی
چراغ ہوش کوں گل کر کے مانے ہار لڑکوں سیں

---

[1] اغیار لڑکوں سیں [2] چلنے کا [3] مسلم شیشہ
[4] مہرہ دل [5] بے رحمی اب دیکھ

باز آتا نہیں دل عشق کے جنجالوں سیں
زلف میں پھر پھر اٹکتا ہے تیرے بالوں سیں

دھن کسی کی تو نہ تھی تیری ترشش روئی دیکھ
میٹھا لے ہم نے بہل کی ہے تیرے گالوں سیں

وہ سماں یاد ہے بولا تھا کوئی کچھ کہہ کر ہائے (پ)
منہ لگایا ہے گلابی نہ پیئے پیالوں سیں

خون دل پیتے ہیں تب رنگ مجھے رخ دیکھا ہیں (پ)
ہم نے لڑکوں کوں بلایا ہے انھیں پیالوں سیں

پیر زال آفت جاں ہوے ہے جوانوں کے نمل (پ)
رستم آوے تو مرے ڈوب کر انزالوں سیں

پتلیوں سے ہوئی دو چشم سجیلی تیری (الف)
خوب لگتے ہیں یہ دو ترک سیہ ڈھالوں سیں

دل کو خاصیت اسپند ہوئی ہے پیدا (الف)
جب سے جا یار ہوا تیرے سیہ خالوں سیں

رقص صوفی کا ہوا باعث افزونی درد (الف)
عشق کی جوت زیادہ ہے دکھی چالوں سیں

کیا عجب برسے تو مٹ جائے مرے دل کا غبار (الف)
بھر کے آتی ہے گھٹا آج مرے لالعوں سیں

سرخرو جگ میں ہے بے طرح میرا پنجرہ دل (الف)
اب نہ دے رخ کو وہ مشغول ہوا لالوں سیں

... سب اوپر کوئی نہیں اے ناجی (الف)
چھوٹیں گے حشر کے دن اپنے ہی اعمالوں سیں

دلبری[1] حسن کا زیور ہے جو ناجی ہو بناد
دل اٹکتا نہیں چھپا کلی اور مالوں سیں

٭

[1] دلبری حسن کا زیور ہے اگر ہووے بناد

کرلو کرم اے مہرباں[1] پھر ہم کہاں اور تم کہاں
نہیں دیکھ سکتا آسماں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

باغ و بہار و جام مے گلگوں قبا و فصل دے
بوجھو غنیمت یہ سماں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

بلبل سے جب[2] تک ہے یہ گل دو روز کا ہے شور و غل
سب ہوں گے[3] اپنے آشیاں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

شب[4] کے تھکے ہیں ماہ رو مل جا گلے اے ماہ رو
اب صبح کی ہوے اذاں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

خورشید سیں رخ کوں تیرے تھا دیکھنا جو مل گئے
اختر کے تھے یہ تھی قراں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

آ جی جو کچھ ہونی ہو سو ہو کرتے پھرو گے جستجو
پانے[5] کے نہیں میرا نشاں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

ناجی کا دل یک رنگ ہے کیوں تم کوں اس سیں[6] جنگ ہے
چھتیوں سیں لگ جا دمیاں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

٭

---

[1] اے میہماں
[2] جب لگ
[3] لیویں گے اپنا آشیاں
[4] شب کے بھوکے ہیں او ملجا گلے سیں اے سجن
[5] پاؤ گے نئیں
[6] اس سے

نہ دیکھے زر تو ملتا[1] نہیں کسو سیں
وفا ہوتی نہیں اس زرد رو سیں

کسی نے کر کے[2] اوسکوں کچھ ڈرایا
کہ یوں چونکے ہے وہ کرنے سے بو سیں

کیا زلفاں نے[3] ایک عالم پریشاں
کوئی کہتا نہیں کچھ اوسکے رو سیں

نہیں جز اشک طاعت کی کفایت
قضا عمری کروں ہوں اس وضو سیں

تڑپتا ہے دل اوسکے[4] خط کی سن بات
گویا لکھا ہے بسمل کے لہو سیں

عجب نازک قبا ہے دوستی کی
کہ چاک اوسکا نہیں سلتا رفو سیں

لیا ناجی کا دل تالی بجا کر
وہ سکھ لیتا پھرے ہے کس گرو سیں

ہ

[1] مارا نہیں
[2] کسی نے کہہ کے اوسکو کچھ ڈرایا
[3] زلفوں نے
[4] اوسکے خط سوں ہر بار

ستارے نئیں جو دستار مقیشی پر چمکتے ہیں
یہ اس مہ رو کے روپر حسن کے طالعے جھمکتے ہیں

پڑا ہے پرتو انجھ آتشیں رخسار کا جب سیں
نہیں یہ لالہ زار اے شوخ انگارے دہکتے ہیں

مگر وہ سرو قد نزدیک پہنچا اے دل مجبر
کہ اتنی اضطرابی سیں میرے بازو پھڑکتے ہیں

نہیں ہوتا تکلف سیر دریا کوں مجھے پیارے
یہ میرے دیدۂ تر خود بخود جا کر اٹکتے ہیں

قیامت کیوں نہ ہووے من ہرن جب ہو گراں خاطر
کہو خون غزالاں نئیں میرے آنسو ٹپکتے ہیں

خبر لے جلد اے بیداد گر اپنے شہیدوں کی
بہت ہیں نیم بسمل اور بہت مجھ سیں سسکتے ہیں

نگہباں چشم بد سیں حق بہار حسن کا تیرے
کہ سب گلرو مثال نرگس اب تجھ روکوں تکتے ہیں

توجہ سیں نظر کر حال یکرنگی کے اے ساجن
کہ میں سچا ہوں تیرا اور سب جھوٹے یہ بکتے ہیں

❊

○

کیا شعلہ مخالف جبکہ اس گل روسیں بولے ہیں
ملے نہیں ان سیں تب پھوٹے وہ مجھ دل میں پھپھولے ہیں

رقیبوں کے کہے پر گم رہی سیں مت ہو بے بہرا
نہیں لگے سب تجھے دُر دُر میں آ کے کان کھولے ہیں

لگیں کیوں کر نہ موزوں سرو یہ باغ نجابت کے
کہ میزاں میں نین کے قامت ان کے ہم نے تولے ہیں

نہیں آتے بغل میں سیم تن بن زر لئے ہرگز
بڑے عیار ہیں ہر چند یہ ظاہر میں بھولے ہیں

متاع اشک ہے مجھ پاس اے نا آشنا لڑکے
بہا مت دیجیو لے جا یہ سب موتی اَمولے ہیں

نہ جانے کس نے پڑھ پھونکا ہے افسوں اس پری رو پر
کہ وہ تیور نہیں ناجی میرے دل میں مولے ہیں

٭

پاس عاشق کے رہے کیا تو نے کچھ چھوڑا نہیں
صبر و ہوش و دین و دل سب لے چکا تھوڑا نہیں

گرم ہوں ہیں ابر کے دن بیخودی میں شہسوار
ان کی جلدی کوں یہ برق اور کیا کرے کوڑا نہیں

کیوں اتارے در کے تئیں اور اتارے ہے بلاق
جو یہ عاشق کے اوپر ملنے کا یہ توڑا نہیں

دل کوں بلبل کے شکستہ کر کے پچھتاتا ہے گل
پر کسی نیں توڑ کر شیشے کئیں جوڑا نہیں

ہے پہاڑ اوسکے لئے لعل لب شیریں کا وصل
جسنے مثل کوہکن پتھر سیں سر پھوڑا نہیں

اسکوں ہی بردوش ہونا فوج میں دیتا ہے زیب
شیر اگر ستمگھ ہو اوسکے باگ کو موڑا نہیں

دمبدم ٹھکراوتا بے رحم ہے کیا لطف ہے
دیکھ یہ ناحق کا سر ہے اے سجن روڑا نہیں

٭

○

کرو اس عیار کوں تسخیر زر سیں
مزا ہے مل کے سونا سیمبر سیں

پری چہروں میں کوئی ایسا نہ دیکھا
کرے مبہوت دل کو ایک نظر سیں

کسی کے جیو میں جیو آوے تمھیں دیکھ
نکلتے کیوں نہیں اے جان گھر سیں

ہوا ہوں میں زبس مژگاں کا زخمی
بہ خوں نشتر چلے میرے جگر سیں

ﭘ

اگر چاہے نہ ہو بدنام تو مت مئے سیں بھر دامن
کہ بو پھوٹے ہے آخر بات کی ہوگا تو تر دامن

قیامت رات کا وہ ناچ وکاکل کی گھٹا کالی
چمکتی تھی وہ بجلی سیں کناری اسکی در دامن

ایتا نیچا نہ ہو کہ جھاڑ لیتا وے کوئی چلتے
لگے پھندا ہو کر چلتے نگاروں کو سو کر دامن

جواہر پر کسی کے کب رہے چشم طمع نسدن
ہجوم اشک سیں عاشق کے بہتر ہے گہر دامن

جتنا اونچا کرے لوٹے ہے بیتابی سیں خاک اوپر
کرے ہے طوطیا کر دم بدم کوں اسکے ہر دامن

لٹک کر جب چلے تو گھیر لیتا ہے ہزاروں دل
نہوں مکھ بات میں آیا نہیں ایسا نظر دامن

بہت نیچا نہیں ہے خوب جو ہر ایک سے جا الجھے
اگر چاہے ہے ناجی کوں تو جا ایسا نہ کر دامن

یہ دور گذرا کبھی نہ دیکھی پیا کی انکھیاں خمار منیاں
کہتے تھے مردم شرابی ادکوں نکل گئیں ایسی دے غلطیاں

سوائے گل کے وہ شوخ انکھیاں کسی طرف کوں نہیں ہیں مائل
تو برگ نرگس اوپر بجا ہے لکھوں جو اپنے سجن کوں بتیاں

صنم کی زلفاں کے ہجر میں اب گئے ہیں مجھ دل سیں خواب راحت
لگے ہے کانٹا نظر میں سونا کٹیں گی کیسے یہ کالی رتیاں

جو شمع رو کے دو لب ہیں شیریں تو سبزۂ خط بجا ہے اس پر
زمیں بچھڑی ہے طوطیوں نے سنی جو میٹھی پیا کی بتیاں

خیال کر کر ٹھکر رہا ہوں نظر جو آتے تیور ہیں بانکے
بناو بنتا نہیں ہے ناجی جو اس سجن کوں لگا دچھتیاں

قیامت حسن جنے بھر نظر دیکھا کہا چھولوں
پری دیکھے جو او سکے تئیں کہے تیری بلا میں لوں

کھلا ہے لال چہرا ابر میں زلف سیہ ڈھلکی
صف عشاق پر کس تیج سیتی ڈالے ہے شب خوں

لب شیریں سیں جو بولے ہے وہ نئے کے لئے میٹھی
گراویں کوہ و صحرا جو سنیں فرہاد اور مجنوں

عجب ترکیب سیں ہو مست جو دیکھے تجھے پیارے
کہ تیرے ہونٹ یاقوتی و انکھیاں سرخ ہیں معجوں

مبصر حسن کے کہتے ہیں سبزہ دل کوں کھینچے ہے
کہا طوطی نے باغ سبز کوں سوگھات کر کر لوں

سخن کی پرورش کوں آبرو حیف آج یکتا تھا
کہ ناجی اسکے مرنے سیں نہ مانے رک گئے مضموں

ٹ

○

کس کے خون پینے کا یہ قصد ہے دیوانوں سیں
پھر جو منہہ لال کیا آج سجن پانوں سیں

بزدلے یار ہیں آخر کوں کریں گے وہ ڈھیل
عار نہیں آتی جو ملتا ہے تو حیوانوں سیں

جعفری باغ میں خود جامۂ عباسی ہے
اس حکایت کی نہ پوچھ اور گلستانوں سیں

دست رس نہیں تو تکلف سیں ضیافت مت کر
زر نبر جا ہے پھر ایسے ہی طرح کھانوں سیں

عشق ایک بھوت ہے سینے میں ہو جسکے گھس جائے
حیف اتنا نہیں ہے صدر جہاں سیانوں سیں

زر اگر نئیں تو مخالف کے تئیں تیج سیتی مار
یہ سند ہاتھ لگی مجھکوں پہلوانوں سیں

وہی انسان ہے ناحق نہ کرے عیب کو فاش
آبرو نے یہ کہا میں نے سنا کانوں سیں

۞

ہکتے ہتھے جسکوں چھراے اور اوسمیں مو نہیں
دیکھا جو غور کر کے میں اوسکوں وہ رو ہا نہیں

بکری نے اپے نین کوں چھورا چھری تلک
قصاب نے کہا کہ وہ اودھر ہے تو ہا نہیں

دلبر ہزار ملتے ہیں مہر و وفا کہاں
کرنا ہے کیا وہ پھول کہ جس بیچ بو ہا نہیں

سیانا تبھی ہے تو کہ دعا پھونکنے تلک
گر ہو پری دیوانی وہ آتش ہے جیئو ہا نہیں

فرہاد ایک ہنر سیتی شیریں کوں تھا عزیز
اب کے ان عاشقاں کوں کہیں جستجو ہا نہیں

ناجی کے حرف حرف کے آگے گہر کنیں
پھر آبرو کہاں کہ کہے آبرو ہا نہیں

⁂

خدا رنگ حنا کے تئیں سب سیں ہی چھپاتا نئیں
کہاں رہتی ہے سرخی سبز میں کوئی اسکوں پاتا نئیں

بڑا عیار ہے صراف یہ پرکھے ہے آنکھیوں کوں
لکھا ناموں میں اسکوں تیج تم نے پردہ کھاتا نئیں

مخالف نے کیا ہے تنگ بزم وصل میں مجھکوں
میں اپنا کاٹ کر سر ہاتھ میں دیتا ہوں جاتا نئیں

کلیجہ پھاٹ جاتا ہے دیکھ کر گل کی پریشانی
ہنسی مت بوجھ غنچا باغ میں کچھ کھلکھلاتا نئیں

میرا مکتوب لے رخصت کرے ہے کب کبوتر کوں
پتنگ اوسکا بنا کر جب تلک ظالم اڑاتا نئیں

حیا کا اوسکی دیوانہ ہوں میں اور تیغ ابرو کا
بری رو ہے نہ چھوڑے جب تلک انکھیاں لگاتا نئیں

نہ جانے آیئنے کی وجہ ہم زانوں ہوا کس کا
بہت مدت ہوئی تاجی وہ پیارا منہہ دکھاتا نئیں

ش

O

تیر سیں سیدھے گئے چلا رہے ہم تمکوں جان
سہم کیا ہے جواب ان گوشوں میں پھرتے ہو کم آن

سچ دیکھا بانکے نیَن چوری کا میرا نقد دل
آج وہ افغاں پسر آتا ہے جو میں دل یہ ٹھان

چشم مست اور سجن کی ابرو سے قاتل ہیں ظلم
ہاتھ میں کافر کے جب ہو تیغ یارب الامان

گوشوارے کا گھر مر جا ہے ہو کر بے قرار
دیکھ تجھ رخ کی صفائی کوں سدا اکڑے ہے کان

پیک نہیں یہ خون ہے ناجی کا یارو مان لو
صبح وہ رنگیں دہن کھاتا گیا ایدھر سیں پان

❖

○

لپیٹا کیوں ہے ظالم چاند سا مکھڑا دوپٹے سیں
ہوا ہے پھر کرے شرح قمر کس کے نہٹے سیں

بڑا ڈر تھا اوسے خونی کا سو تو باز آیا ہے
خوشی ہے دل بچا ہے شاہ دلبر کے چھپٹے سیں

نبات و قند و مصری اوسکوں جو اشراف زادہ ہو
دلے ناجی لونڈے کوں میں پھسلاتا ہوں گتے سیں

جو لڑکا بد چلن ہو جلد اسیں کچھ دے کے رخصت کر
کہ کھوٹی اشرفی رکھتے نہیں الا وہ بٹے سیں

مزا شیریں لباں کا کوئی نہ پایا ہو تو بتلاوے
کہ ہے نارنگیوں کی قدر جب ناخوش ہوں کھٹے سیں

مگر بوجھا حقیر اوس شوخ سرکش نے تجھے ناجیؔ
کہ جاتے ہی وہ یوں لپٹا ہے ایک ڈنڈ پیل کتے سیں

ص

O

روبرو آیا مرے عریاں ہو عزم جنگ سیں
نقد دل کوں لے گیا اب کیجے کیا ننگ سیں

سامنے بلبل کے ہنس کر دم بدم ہنستا نہیں
سیکھ کر غنچا ادب تیری قبائے تنگ سیں

سب سپاہی کوں کہیں مفلس کہ ہوگا بے ہنر
جوہر شمشیر چھپ جاتی ہے آخر زنگ سیں

نیلوفر کی طرح سیں آتا ہے خط کرتا ہے قتل
پھنکری گر چھوٹ کے لگ جا ہے اوسکے رنگ سیں

ناجیؔ اوسکے خط کی سبزی پر نہ جا یہ ہے دلیل
جو پیئے دیکھے تماشا کم نہیں ہے بھنگ سیں

☆

سجن یہ باغ ہے ٹک لب[1] کوں کھولو
اگر ہم سیں[2] نہیں پھولوں سیں بولو

طلب نئیں زر کی مت[3] جاؤ ہمیں چھو
مجھ انجھواں کے گہر انکھیاں سیں رولو

جو ہو تجھ حلقہ ابرو سیں باہر
نگہ کے تیر سیں اسکوں پرولو

مخالف جل گیا جب شوخ[4] رونے
کہا بوسے کے مانگے روبرو[5] لو

گئے سب دین و دل لے کر رہا کیا
جو کچھ ناجی کنے پا اور[6] ہو لو

ؔ

---

[1] لب تو کھولو — [2] اگر ہم سیں کہو تو بو تو بولو
[3] مت جاؤ مجھے بھول — [4] جب شمعرو نے
[5] نہ کہہ کھولو — [6] پاؤ سو ہولو

خط نکالا ہے اب تو مت کھاتاو
ہے سیہ نامہ چاہیے پچھتاؤ

شیر قالین[1] ہیں چال کیا جانیں
کر لگا بیٹھے ہیں تکیا گاؤ[2]

نوح[3] طوفان مرگ سیں نہ بچا
اور کوں پھر کہاں ہے ایسی ناؤ

لالچی پیر ہے کرامت کر
آو[4] کہنے کا نہیں کہے گا لاؤ

راگ اور راگنی ہے میری جھوٹ
بیت پڑھتا ہوں کھا کے خیالی پلاؤ

کیوں دکھاتا در اوسکوں ہم سیں چھپائے
ھاں یاروں سیں خوب نہیں دوراو

تیغ ہجراں سیتی گئے مرہم
پھر نہ چپکے ہوئے وہ کاری گھاو

ناجی[5] اوسکا کہا نہ کر باور
شوخ چنچل بچا گیا ہے داو

---

۱ شیر قالی ۲ تکیہ گاو ۳ نوح طوفاں کے مرگ سیں
۴ رو کہنے کا نہیں کہے لالاو ۵ ناجی اوسکا کہاں کرے باو

○

معطل ہے تو اب میزبان کا جیئو
جو[1] ان سیں خوش نہ ہو مہمان کا جیئو

عدم سیں جو کوئی ہوتا ہے محرم
نکل جاتا ہے اوسکی جان کا جیئو

خدا کے قہر کوں جا نوح سیں پوچھ
نہ جانے تھا یا[2] طوفان کا جیئو

محمد[3] انبیاؤں میں ہے یوں خاص
کہ جوں یٰسین ہے قرآن کا جیئو

طریق فسق میں جان اپنی مت کھو
کہ [illegible] ہے خوشی شیطان کا جیئو

گوتیوں کی جو ہم کرتے تھے[4] تعریف
یہی لڑکا ہے سب میں تان کا جیئو

نہ کر آزردہ دل ناجی کوں اے شوخ
نہیں ملتا لٹا انسان کا جیئو

❁

---

۱ جو اون سے ۲ تھا نہ
۳ محمد انبیوں میں یوں ہے خاص ۴ کرتے ہیں.

وہی انکھیاں ہیں پر ظالم نہیں کرتا نگہ تو تو

بہت سے کر چکا ہے خانہ مردم بسبہ تو تو

کہو کیوں کر نہ بازی مات ہو لڑکے اتاری کی

تجھے جہرا تو میٹھا نہیں سدا کھاتا ہے شبہ تو تو

مخالف زہر کھاتے ہیں تیری ضیافت کی سن[1] شہرت

نہیں بچتا تجھے ایک برگ سب[2] دیتا ہے کہہ تو تو

ظفر خاں کی طرح دولت میں کبھی[3] رہ آشنا حق سیں

کہاں ایسا گل رعنا ہے چاہئے[4] دیکھ رہ تو تو

تیرے پاس آکے تاجی ماہ رو پہنچا تجھے کوں

زبردستی سیتی رکھا ہے اوسکی بات کہہ تو تو

---

[1] کی کہہ شہرت [2] برگ گو

[3] میں ہو رہ [4] چاہ

بے بہا موتی ہے تیرا زلف کے طوفان کو
چھوڑ[1] کر قید صدف کوں جا لگا ہے کان کو

عید[2] موتی تھی جو کوئی افطار کرتا جسکے گھر
اب بنا دیں طلے کا روزہ دیکھ کر مہمان کو

ڈر سیں جو بولیں ہیں عزرائیل[3] کو کہہ کر بزرگ
اس طرح کہتے[4] ہیں حضرت متقی رمضان کو

اے[5] گلستاں رو تیرا یہ صفحہ رخسار دیکھ
آج لڑکے بھول گئے مکتب[6] میں کل جزدان کو

فاتحہ پڑھ دل کے کچھ اخلاص کی صورت نہیں
ختم کر آجہی اوٹھا دے لا لحد اگر قرآن کو

مجھکوں ناجی پھر پھر اس موتی سیں جھگڑا[7] ہے کہ کیوں
چھوٹ کر قید صدف سیں جا لگا ہے کان کو

٭

---

[1] قید موتی سے جا لگا ہے کان کو
[2] عید ہوتی تھی کوئی افطار کرتا ہے
[3] عزرائیل کو ٹک دیکھ کر
[4] اسطرح رکھتے
[5] اے گلستاں رو تیرے رخسار دیکھ
[6] مکتب سے
[7] جھگڑا اسے

فرہادِ اگر کام سخن جلوہ گری کو
سب اوس کے پرستار کہیں ملکے پری کو
مرنے سیتی پیرول کے جوانوں کو نہیں داغ
گل کرتے ہیں آخر تو چراغ سحری کو
ترک سر و سامان ہے آرائش باطن[۱]
ظاہر کی طلا عیب ہے دنیا کے بری کو
خورشید[۲] کوں ایک ذرہ نہ ہو تاب نظر کی
دکھلا دے اگر صبح وہ دستار زری کو
ہوتی ہے[۳] قیامت جو نظر آتا ہے کھایان
دل خون ہوا دیکھ کے ہونٹوں کی دہری کو
رکھ یاد خداوند کوں دولت منے تاجی
کب ذکر مزاحم[۴] ہے کلاہ بشری کو

۱ آرایش باتوں   ۲ خورشید کو تک
۳ ہوتی ہے قیامت وہ نظر آتا ہے   ۴ مزاہم

مثل غنچے کے جو چاہے تو ملالے اسکو
نقد دل گل کے نمن پہلے دکھالے اسکو

دیکھتا کیا ہے اے جان لگا گراب ہاتھ
دل نہیں پان گلوری ہے چبالے اسکو [1]

ہو ہے ویران جانی سیں میرے دل کا نگر
گل سا رخ اپنا دیکھا آکے بسالے اسکو

یار کی شکل مخالف کوں دکھانی نہیں خوب
زور ہے اسکی کرامت وہ رجھالے اسکو

دل کو سر مار رہا ہے کہ نہ لے اسکا وبال
زلف کے پیچ سیں اب کون نکالے اسکو

دل نے رسوا تو کیا مجھکوں سزا ہے جو ابھی
شوخ بے رحم کے کر دوں [2] میں حوالے اسکو

ماہ رو غیر کنیں جانے نہ پاوے ناجی
دیکھ ابروکوں مبادا وہ ہلالے اسکو

---

[1] دل نہیں جان گلوری ہے چبالے اوسکو [2] کر دے جو حوالے اوسکو

جرم[1] عاشق کا اب معاف کرو
دم لوتک تیغ کوں غلاف کرو

ظلم کی مشق کب تلک پیارے
مو قلم کر کے خط کوں صاف کرو

کان ہر ایک کے در کی جوں نہ لگے
ہم سیں دو حرف وا شگاف کرو

عاشقاں ہنستے[2] آگے خوباں کے
عدم اپنے کا اعتراف کرو

مرگیا پاکباز تھا ناجی
خوب[3] رویاں میرا طواف کرو

---

١ جرم اب عاشقی کا　　٢ اپنے آگے
٣ مرگیا ناجی میرا طواف کرو

○

جو[1] رقیباں سیتی ملاقات کرو
تو سجن ہم سیتی مت بات کرو

زلف کیوں کھولتے ہو دن[2] کوں سجن
مُنہہ[3] دکھاتا ہے تو مت رات کرو

کیا بساط اوسکی جو لیوے مہرا
رخ دکھا مہر سیں تم مات کرو

زور ناجیؔ کوں بلاتے ہو سجن
آج آیا ہوں مدارات کرو

❀

---

[1] جو رقیباں سے اب
[2] دن کو
[3] مکھ

جو لڑکا سیں کا عاشق ہو بتلادے تو روا سکو
کہاں جاتا ہے پاس آکر دکھا فتو کی بو اسکو

بجائے بیاہ سیں لے لے یہ خطرہ شیخ بھدو کا
بہانا ہے یہ لگتی ہیں بلائیں اور سو اسکو

برنگ شمع جل کر خاک ہو پر شور نئیں مٹتا
بڑا عاشق ہے پروانہ لگی رہتی ہے لو اسکو

لگا جاتا ہے آکر غیر جو بابکی سواری سیں
نچھوڑے پالکی کہنے کو ہے حاضر جلو اسکو

عبث بدنام کر کر ہمکوں کیوں ناحق چڑھاتا ہے
مزا راحت کا پہنچے گا جو کرے رام تو اسکو

ہ

صبح دم ہے یاد حق کا وقت اے غافل نہ سو
منہہ اندھیرے اٹھو سیاہی جرم کی انجھواں سیں دھو[1]

مزرع عقبیٰ ہے دنیا عاقبت ہوئگا نہال[2]
کھیت ہیں بخشش کے تخم اشرفی دن رات بو

خاطر عاشق اوپر ہرگز نہ آوے تب غبار
مثل آینے کے جو دلبر کوں رکھے رو برو

ہمت اوپر شمع رو کی کیوں نہ پروانا ہوں میں
جب کہ بوسا مانگتا ہوں پیار سیں[3] کہتا ہے لو

جب دہن اور وہ کمر یاد آوتی ہے یار کی
عقل گم ہووے ہے کیفیت ہے[4] اسکی گومگو

لمک لمحی سیں احمد اور علی کوں ایک جان
دیکھ جو انکھیں ہیں احول کو نظر آتے ہیں دو

آج تو ناجی سجن سیں کہہ تو اپنا عرض حال
مرنے جیونے کا نہ کر وسواس ہونی ہو سو ہو

---

[1] انکھوں سے دھو
[2] مزرع دنیا ہے عقبیٰ عاقبت کا ہو خیال
[3] پیار سے
[4] کیفیت سے

مت کسی سیں ذکر کر جو کچھ کہ بیتی رات کو

بھید ہے اب دل میں اپنے نفی کر اثبات کو

اور نے چاہا تھا دل پر وہ کف رنگیں کہاں

میں رکھا کھینچ اوس سیں پہچانوں ہوں پیارے ہات کو

دل میں اپنے دھو طلب دنیا کی محبوبوں کو دیکھ

سیم و زر کی فکر میں ضائع نہ کر اوقات کو

دیر پا رہتا نہیں جو ہو صفت کا آشنا

یار اسکو جانیئے جو چاہتا ہو رات کو

دو کے ملنے میں اگر قاضی مزاحم ہے تو خیر

یاد کرنا بھی تو اپنے قاضی الحاجات کو

شان وحدت ہے بڑی آج کرو کل کی تو
جانور بولتے ہیں خوف سیں ہے طوطی تو
باز کی طرح تردد نہ ہے طعمے کے لیئے
چشم کوں تار قناعت سینی ادل سی تو
ہاتھ سیں غیر کے پیالے کوں سدا ہیں مانع
کیف ہم پاس ہوئیوں کس نے کہا مت پی تو
کند یاروں سیتے تئیں جان سمجھ منہہ نہ لگا
صحبت پیر جو دیکھی تو کہا لے جی تو
سر سامان ہے ہر ایک مصرع موزوں میرا
سن کے ناجی جو کہے خوب ہمارے جی تو

❊

یہ شب چاہے ہے گذرے عیش میں جو
گلابی ہے ہمارے پاس آ سو
لگاتا ہاتھ بھیتر سیں میں خط کوں
نہ ہوتا گر تمن کا درمیاں رو
بجز پروانگی اس شمع رو کی
نہ دونگا غیر کوں دل آپ وہ لو
ہوائی کیوں نہ ہو گل رو کا ڈیرا
کہ اس میں آدمیت کی نہیں بو
بدلتا ہے وہ طوطی کے لے ڈھیرے
ڈرو تم اس سیں اے اغیار سارو
نظارے کو لگے ہے اس کے یتا
کہ خوبی میں بتاں سیں لے گیا تو
عرض کرتا ہوں بیتابی سیں ناجی
سجن میں دلبری کی دیکھ کر خو

❊

ہے غرض ملنے سیں نئیں الفت کچھ اوس بیدرد کو
بوجھتا ہے کان زر عاشق کے رنگ زرد کو

آرسی آگے نمد کو ہمدمی کی تاب نئیں
کب لگے خط غبار اس سایہ رو کے گرد کو

کرلیا قبضے میں بانکے ابروں نے میرا دل
موت سیں تروار کی مرنا بھلا ہے مرد کو

دیکھ اے افسردہ دل آکر یہ لعل آتشیں
بیشتر نافع ہے یاقوتی مزاج سرد کو

جو کوئی ناجی سخن کے بحر سیں ہے آشنا
لے گئے سلک گہر کر کر میری ہر فرد کو

دل کا کھوج نہ پایا ہرگز دیکھا کھول جو قبروں کو

جیتے جی ڈھونڈے سو پاوے خبر کرو بے خبروں کو

تو شک بالا پوش رضا ہے بھوے مجنوں برسوں تک

جب دکھلاوے زلف سجن کی بن میں آوتے ابر دل کو

کافر نفس ہر ایک کا ترسا زور کوں پایا بخوتی سیں

آتش کی پوجا میں گذری عمر تمام ان گبروں کو

مرد جو عاجز ہو تن من سیں کہے خوش آمد باور کر

محتاجی کا خاصا ہے رد باہ کرے ہے ببروں کو

دعا جوگ پھر آیا ناجی درس کی خاطر پھر کے مت

چھوٹ گئے تیرے اسے ظالم صبر کہاں بے صبروں کو

٭

O

ملے گا نہیں ہمیں وہ شعلہ خو یارو جو لڑکا ہو
لگائی تھی مخالف نے عجب نئیں مجھ سیں بھڑکا ہو

جو کچھ عادت ہے کیوں ہم سیں نہیں کہتا ہے وہ اپنی
میرا خاطر میں نئیں لاتا کہا ماروں جو لڑکا ہو

نہ مل اوس شوخ سیں ہوں جس کے نیتے میں کئی عاشق
وہی پیتم لگے پیارا جو کچھ بھی اپنی اَڑکا ہو

جو نرمی اوس کف نازک کی دیکھے وہ سو جائے نئیں
نہ یاوے خواب مخمل پر سرا وسکا جسکوں دھڑکا ہو

نہ چھوڑا ایک دل ضبطی سیں اوسکے خال ہندو نے
بجا ہے عشق کے کھیتوں میں ایسے تل کا کھڑکا ہو

کلیجا داغ تھا ناجی کا بے مہری سیں مہ رو کی
عجب نئیں کوئلیوں کی کوک سن اب بھڑکہ بھڑکا ہو

❀

گمانے کا جس کے طالب سارا جگت ہے یارو
کوچے میں آج اوسکے آؤ بھگت ہے یارو

کب تان سے ہر ایک کی صوفی کو رقص آوے
جو دل کو کھینچتی ہے وہ اور گت ہے یارو

دانتوں سیں کاٹتا ہو اور مارتا ہو لاتوں
لونڈے کہیں نہ چھوڑے فاسق کو لت ہے یارو

ہوتے ہیں قتل عاشق دیکھ اوسکو پان کھاتے
یہ پیک نیں کسی کا گویا رکت ہے یارو

غنچا خوشی سیں کھل کر گا بانگ کہہ پکارا
غم کوں بھلا کے ہنسنا اب مصلحت ہے یارو

ایک رات ہم سیں مل کر سویا کبھی نہ بے مہر
وہ ماہ رو ہے اوسکا برجا ہٹ ہے یارو

ناجی بدوں کا کہنا جاتا نہیں او پر کر
لڑکوں سے کھل کے ملنا بوری برت ہے یارو

دانۂ اشک بہ پھل مہر بتاں ہوئے تو ہو ؟
یہ سفر رات کے ہیں بیج کوئی بوئے تو ہو ؟

کیونکہ شیریں دہناں رام ہوں جو یا ہے عبث
مثل فرہاد کے پتھر میں عمر کھوئے تو ہو

کب گرہ باز کبوتر سیں کھلے ...... (کذا)
ناخن پنجۂ مژگاں سیں کبھی ہوئے تو ہو

دن کے ملنے سیں نکلتا نہیں مجھ دل کا ملاس
ایک شب یار مرے پاس کبھی سوئے تو ہو

بوریا کی ہے جو زاہد کی نہ جائے پڑھو نماز
آب انجھواں سیں اگر مونہہ کے تئیں دھوئے تو ہو

گریہ غفلت او پر کیوں نہ ہنسے عارف حق
وقت اس کی ہے جو صاحب سیتی کچھ روئے تو ہو

گرچہ ایہام کا ہمکوں ہے سلیقہ ناجی
بات اچھی نہ ملے خوب سخن گوئی تو ہو

❖

دولت نہ دی، بدھی بھی نہ دی (کذا) میں رہ
انصاف سیں بعید ہے یارب نہ یہ نہ وہ

مشعل نہیں ضرور تجلّی کوں حسن کے
روشن جلوِ کا اوسکے دو شاخا ہے مہر و مہ

دریائے عشق میں نہ قدم رکھ بغیر خضر
جو ناخدا نہیں تو وہ کشتی گئی ہے بہہ

منصوبہ دیکھن سیں گر آگے ہے فرزیں بند
بازی کنِش خلل ہے جب آگر لگے ہے شہہ

دو کان تیر کر کے ہوا ہے یہ دل میرا
کرتا ہے دم بدم جو دل ابرو کماں نگہہ

عاشق ہوا تو ذکر مخالف کا کیا رہا
خاطر سیں یار کی وہ تجھے جو کہے سو سہہ

مخمور ہے ہنسے نہ ہنسے گل وہ صبح کوں
کیفیت آج یار سیں ناجی تو اپنی کہہ

خوبی یہ کیا ہے رنگ لگے نئیں کسو کے ہاتھ
مہندی کا نام کر کے دکھائے لہو کے ہاتھ

میں[۱] شرح سوزِ دل کا لکھا ہوں پتنگ پر
شاید کہ لوٹنے میں لگے شمع رو کے ہاتھ

بن زخمِ تیغِ یار نہ ہو تن میرے کوں زیب
اس بکتری کی سچ ہے معطل اتو کے ہاتھ

معشوق کب ہے جس میں نہ ہو دلبری کے وصف
حسن قبول گل کا رکھا حق نے بو کے ہاتھ

جل کر شرر ہو داغ ہوا گر ہو غم نہیں (پ)
اب تو پڑا ہے جا کے دل اوس شعلہ خو کے ہاتھ

بے آب چشم کوئی بھی سجدہ روا نہیں (پ)
موقوف ہے نماز کا کرنا وضو کے ہاتھ

ناجی[۲] سخن ہے خوب تیرا اگرچہ مثلِ شمع
لیکن زبان مزے کی لگی آبرو کے ہاتھ

٭

۱۔ میں شمع سوز

۲۔ ناجی ہر ایک شعر ہے سلک گہر تیرا۔

شہرا گھٹتا ہے بدر کا تجھ رخ کی تاب دیکھ
بدلی میں جا چھپا ہے تجھے آفتاب دیکھ

بیمار تجھ انکھیاں کا ہوا ہوں میں جان بلب
آ کر ہماری جاں کوں پیارے شتاب دیکھ

ہر چند بے نظیر ہیں[1] موتی صفا کے بیچ
ڈوبے ہیں[2] جا ندی میں تیرے رخ کی تاب دیکھ

دل کس کا مانگتے ہو لے کس سیتی[3] جا سجن
پہچانتے[4] نہیں مگر آتے ہو خواب دیکھ

ناجی سیں شرمگیں نہ ہوا ہے غیرت پری
نظریں اٹھا کے میری طرف بے حجاب دیکھ

٭

---

[1] بے نظیر ہے   [2] ہے
[3] سے   [4] پہچانتے ہو اون کے آوتے ہوگے خواب دیکھ

در بدر مت ہو دل کوں یکسو رکھ

ماہ رو ہے تو شرم کی خو رکھ

کیوں منڈاتا ہے زلف کوں پیارے

دیکھ تجھکوں کہے ہیں سب مورکھ

رو کوں تیرے کیا ہے میں قبلہ

جان میری طرف ٹک ابرو رکھ

انکھیوں مار ملک صاف کئے

کھیت چر گئے یہ اپنے آہو رکھ

تاجی ایک بارگی نہ توڑ اس سیں

پھر بھی ملنے کا کچھ تو قابو رکھ

غم نہیں گر دلبری سیں[1] دل کوں لیجاتا[2] ہے وہ
پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

تجھ کماں ابرو سیں عاشق کوں لگا تیر نگاہ
چشم زخم اوس کے تمیں بیجان جلاتا ہے وہ

میں[3] نے بھی بے رحم صیاد اب نکالا اور ہے
صید کرنے سیں اگر مجھ دل کے باز آتا ہے وہ

شمع[4] رو غیر دل سیں اب لینے لگا ڈور رو پتنگ
مت گلو گیر اوسکا ہوا اے دل کہ کنیاتا ہے وہ

بات کی تکلیف یار غنچہ لب کتیں نہ دو (پ)
بولنے میں مجھ سوا اوروں سیں شرماتا ہے وہ

اے صبا گلرو کوں کہہ ناجی سیتی مل[5] جا شتاب
باغ دوزخ ہے ترے روبن اب اکتاتا ہے وہ

---

[1] دلبری سے
[2] بیجا ہے
[3] میں نے ایک اور بیرحم صیاد آنکلا ہے جلکے اور [4] شمع رو غیروں سے اب لینے کا نیں حساب
[5] جا مل شتاب

اے دل نہ گلی بیچ بتاں کے تو قدم رکھ
ہوتے ہیں ترش پل میں تو پیاران سیتی کم رکھ

خورشید خط رخ سیں تو چاہے کہ ہوتے وصل
شبنم کی نمن چشم کو انجھواں سیتی نم رکھ

تسخیر کی خواہش ہے تو مت گوشہ نشیں ہو
مانند کماں قد کوں تواضع سیتی خم رکھ

جو سخت جگر تھا سو وہ انجھواں سیتی بہیا
کیوں روٹھے ہے اب عاشق مفلس کا بھرم رکھ

کھوٹا تھا میرا دل جو گیا مجھ سیتی ناجی
اب اس درم قلب کے جانے کا نہ غم رکھ

✿

مہندی ہو جا لگا ہے دل اوس گلبدن کے ہاتھ
پہنچے ہے خوب طرح حنا کی سجن کے ہاتھ

کوچے میں اوسکے رام ہوا ہو نہیں ہیں جمع
ڈوری ہے عاشقاں کی جو اوس من ہرن کے ہاتھ

سکتا نہیں ہے دیکھ دو[1] یاروں کو ایک جائے
ہے وصل ماہ رو کا کمینے گگن کے ہاتھ

کہنے سیں پیر زال کے دیتا نہ جیو کے تئیں
تیشا نہ ہوتا درد کا جو کوہکن[2] کے ہاتھ

شیریں لباں کے وصف کو لکھنے سیں دمبدم
جوں نیشکر ہوا ہے قلم اب ہمن کے ہاتھ

رخسار کے . . سیں ہے چہرے کا رنگ زرد
ہے اعتبار باغ کا دیکھو چمن کے ہاتھ

ناجی نے زر بکھیر کے سودا کیا نہ کچھ
آخر لگا ہے جا کے اب اس سیم تن کے ہاتھ

---

[1] دو یاروں کو [illegible] جا　　[2] گگن کے

مت کر اپنا جور اس پر جان آخر دل ہے یہ
ٹک پھڑک لینے دے اسکوں چھیڑ مت بسمل ہے یہ

بات کہنے خون کرنا شوخ کی ایک بات ہے
اسکو چھیڑو مت کوئی بیطرح کا قاتل ہے یہ

خاک اوسکی زندگی میں جو بوجھے آپنے تئیں
روح تو ہے ناوں کو پر صرف آب و گل ہے یہ

منہہ اپنا مل مل نہ ہو یہ خال ہے جانے کا نئیں
آرسی کو عکس سے کہتے ہیں جو ایک تل ہے یہ

بوجھ پکڑا سنگ دل نے اب کہاں ٹھہرے رقیب
چھوڑ دیں گے چوم کر آخر کوں بھاری سل ہے یہ

عاقبت بنتی نہیں انسان کی جو کاڑھے ہے نال
گو راوسکے منہہ اوپر اودر اس قدر غافل ہے یہ

رحم اب بر جا ہے اپنا بوجھ کر ناجی اوپر
بیکس و بے خانماں بے چارہ و بے دل ہے یہ

۞

ؔ گل کی

تیر ہے تیری نگاہ مست نئیں تا کی ہے یہ
شرم سیں نیچی رہے تو کیا ہوا خاکی ہے یہ
لطف سیں مجھ دل میں پیارے نیں کبھی جاگہہ نہ کی
کیا کہوں تیرے تغافل کا سدا اشنا کی ہے یہ
دل میرا گوہر کے جوں ڈوبا کسی ورطے میں جا
مت پریشاں زلف کوں کر موج دریا کی ہے یہ
بسکہ ممسک ہے افیمی دختر رز خوش نہیں
میکدے میں سلطنت اور شان تریا کی ہے یہ
نعل بد کے تئیں یہی نکتہ ہے جو لے آنکھ موند
دیکھ کر تمرا کھڑا تو کیا ہے غم نا کی ہے یہ
مت ذکات اوس بال کی لے جو حرام اور شک نیں ہو
ہے درم شرعی و لے یا کوں کو ناپا کی ہے یہ
قطب دیں کے نام سیں ناجی کو نعمت دے الا
بختیار فضل تیرا ایک ہے کا کی ہے یہ

٭

○

کس طرح بھولوں میں اوسکوں دل ستی پیارا ہے وہ
مل رہا ہے سب کی جاں کا جیو ہو اور سارا ہے وہ
ہو دل سنگین کو اس شیریں لب سے کوئی فرہاد سا
بات نہیں ہر ایک کی جو کھودے اسے خارا ہے وہ
خستہ دل ہے غم سیں پر دیکھو گے کیا جھمکے کا حسن
چرخ کی گردش ستی ٹوٹا ہوا تارا ہے وہ
دل سکے نئیں عاشق کے ڈستے ہیں پریشانی کے ناگ
کیا چلے افسوں اس پر زلف کا مارا ہے وہ
شوخ چنچل جب تلک سبزی نہ ہووئے کیا ٹکے
گر نہ ہو بوٹی تو ٹھہرے کس طرح پارا ہے وہ
مت جواہر پر کسی کے تھوک آ دوزخ سیں ڈر
آج تو ہے لعل پر آخر کوں انگارا ہے وہ
یار سیں کوئی جا کہے ناجی اوپر کیوں رحم نئیں
خستہ دل ہے زار ہے مسکین و بیچارا ہے وہ

۞

○

جب کچھ نہ تھا وہی تھا اب ہے سو کچھ وہی ہے
جبریل دیکھ بولا احمد سگنیں وہی ہے

مت[1] گوجری سیں پوچھو کیا دکھ ہے میرے دل پر
تج[2] اس دودھ کے جلے کا آثار خود وہی ہے

چاہ ذقن سیں[3] اپنے کر صید دل کوں میرے
جاں[4] اوس کے تئیں کبوتر مت بوجھ یہ وہی ہے

کیوں قتل ہو نہ قمری اور مر نہ جائے بلبل
اس سرو قد کی بر میں گلرنگ اپنے وہی ہے

رونے سیں دل کا غنچہ ہوتا ہے پھول کھل کر
یعنی (الف) نسیم اس کا درد سحر گہی ہے

پہلے قدم میں ناجی ہے نقش بند راحت
اس گھر کے مبتدی کوں بوجھو کہ منتہی ہے

٭

---

[1] مت: بے خبر سیں
[2] اس دودھ کی دہی کا
[3] ذقن میں
[4] جان اوس کنیں کبوتر مت بوجھ یہ خری ہے

چھری سیں ناز کی تو کس کو لبسمل کر پسیجا ہے
نہ پڑھیئے فاتحہ بگرنگ عاشق کا یہ تیجا ہے

کسی کے یار کی چھاتی نہ مل رکھ آن مردوں کی
کہے جو جیکا لڑکا ہے کہ ان باتوں میں جیو جلا ہے

چھری طالعوں کی ہو جس پر او سے مہمان لا کر رکھ
کہ جبینا تو معزز تر ہے پر مردے کو بھر جا ہے

کہاں ہو سر خرو یاقوت تیرے لب کی لالی سیں
شفق مارے ہے سو سو چرخ غنچے کو دہری جا ہے

نوا ے ساقی منالا او س سجن کوں ایلچی ہو کر
کہ تیرے ہاتھ نہیں گر زہر کا پیالا ہے پیو جا ہے

جتا کوئی ناتواں کو دیکھ رہتا ہے محبت سے (الف)
گرفتاری میں ہو ہے (کذا) . بیجا ہے

ابھی وہ بلبلاتا تھا ابھی وہ دم بخود ہوتا
نہیں معلوم ہوتا زخم اس کی کون سی جا ہے

❋

مرد کی صورت جو ہو پردے میں دل سردیسیں ہے
حیز کو دعوئ منی کا صرف نامردی سیں ہے

کوئی بگولا نہیں کہ جس میں لٹک مجنوں کی نہ ہو
اب تلک آوارگی یہ چرخ کی گردش سیں ہے

بوجھ کر قدر یہ غنیمی مل کے مت کھو آبرو
مول بڑھتے جس قدر گوہر کا ہو فردیسیں ہے

ہو عزیز آوتا ہے جس کا حق قدر ہو سوز خلق
جان اپنی سونے کی یو جا رنگ کی زردی سیں ہے

لوٹ کرنا جی کا دل پھر اس طرح سیں بجھا گنا
دلبری اسکو نہیں کہتے یہ بے دردی سیں ہے

⁂

چراغ و شمع کی پروانہ رکھ یہ تجھکوں کو بالا ہے
نظر کر دل کی انکھیوں سیں اندھیرے میں اجالا ہے

وظیفہ اراگنی کی طرح زاہد کفر ہے مت پڑھ
نہیں تسبیح تیرے ہاتھ میں بس راگ مالا ہے

بغیر افسوں نہ چھیڑ اس شوخ کے کاکل کوں زنہارہ
جو منتر یاد نہیں تو مت لگا ہاتھ اسکوں کالا ہے

کسی کی گرم روئی کی نہیں عاشق کہنے پروا
کہ ان نے عشق کی آتش میں اپنے تن کوں کالا ہے

حذر کر دور کی گردش سیں پیالا رات دن مت پی
کہیں دیکھا ہے کم ظرفوں کے ہاتھ آخر کوں پیالا ہے

ہمیشہ مشرکوں کے جز و تن ہیں آتش دوزخ
نہیں ہے داغ سیں خالی جہاں دیکھو کہ لالا ہے

گراں خاطر ہے عاشق کیوں نہ ہو لونڈا اسے جورن
جسے پاوے کرے بھکانت اوسکا منہہ نوالا ہے

جو کوئی ایک من ہرن کے ہجر میں بیدل ہوا ہے ناجی
تو فرش راحت اسکوں خاک ہے اور مرگ چھالا ہے

[1]مفلس کنیں خدا جو کرم سیں غنی کرے
نامرد ہے اگر وہ خودی دشمنی کرے

پانی کرے ہے پل [2]میں گلا کر برہ کی آگ
[3]رستم ہوا ہے تن کو اگر آہنی کرے

سونا کہاں وہ ناچ نچاتے ہیں لے کے زر
[4]دمساز اپنے یار جو کوئی [5]گنجنی کرے

چاہے جو فکر مرگ سیں فارغ ہو حشر تک
مر مر وہ کوہکن سیتی جاں کندنی کرے

ایک آتش بہار سیں بچ گئی ہے دیکھیے
بلبل کے حق میں گل نہ اگر خندنی کرے

[6]ناجی کوں حسن ساختہ اوپر نگاہ نئیں
پھلوا ملے نہ ہونٹ کے تیں روغنی کرے

---

[1] مفلس کنیں کرم سیں خدا جو غنی کرے
[2] غم میں
[3] رستم ہو تن کو اپنے اگر آہنی کرے
[4] دم سات
[5] گلچینی کرے
[6] ناجی سا حسن ساختہ اوپر نہیں نگاہ

○

ملتے تھے دمبدم وہ زمانے کیدھر گئے
[1]وہ بانکپن وہ طور وہ بانے کیدھر گئے

پوچھوں ہوں اپنے دل کو کہ دل تو وہی تو ہے
اوس نازنیں کے ناز[2] اٹھانے کیدھر گئے

ہم کہتے چل نہانے کو کہتا کہ آتا ہوں
وہ شوخ کے خلاف بہانے کیدھر گئے

ملتا ہے ہاتھ حیف سیں عاشق کہ یک بیک
ہاتھوں میں اوسکے ہاتھ ملانے کیدھر گئے

دیتے قول وعہد جو روپتنگوں کے کیا ہوے
وہ عاشقاں کو غوط بتانے کیدھر گئے

[3]تاجی ہمارے نام کوں ایسا سیں شوخ نے
پوچھا نہ پھر کبھی کہ فلانے کیدھر گئے

❖

---

[1] وہ بانکے طور اور وہ بانے کیدھر گئے [2] بار اوٹھانے
[3] پوچھا نہ پھر کے یوں

❖ ❖ ❖

ہکھیو سنار کے سیں زردی کی حد یہ بس ہے
سونے سیں ایک بانی میٹھا تر اسرس[1] ہے

زور آوری سیں ملنا عیارگی ہے پیارے
ہے اشرفیکا[2] سونا جس میں زیادہ کس ہے

خال اوسکے لب کا جبتک ظاہر نہیں مزا ہے
دل چاہتا ہے میٹھا یہ شہد پر مگس ہے

طوبیٰ[3] سیں ہوے برتر پرداز روح کے تئیں
غافل کوں[4] قالب اپنا ہر دم گویا قفس ہے

زر سیں بچے نہ ظالم جب ہو عزیز دوزخ
جلتی ہے اوسکی چاندی سونے کا گو کلس ہے

نہیں قافلے کا طالب منزل سیں جو ہے محرم
عاشق[5] کوں سانس اپنا بس نالہ جرس ہے

بندا کرے ہے دے کر بوسا ملیح[6] لڑکا
مومن وہی ہے ناجی جسکے نمک کوں[7] جس ہے

---

۱ ورس ہے
۲ اشرفیوں کا سونا
۳ شوخی
۴ کتیں قالب
۵ عارف کو
۶ ملیح لب کا
۷ نمک میں

اور قد پر ہے چاہ قمری کی
سرو پر نہیں نگاہ قمری کی

عشق دو لب[1] ہیں حق ہیں عاشق کے
آشیاں ہے کلاہ قمری کی

باغ میں سرو کو نہ بوجھ بلند
لگ گئی ہے یہ[2] آہ قمری کی

ملے ہے سرو سیں گلے ہر صبح
ہے چمن عیدگاہ قمری کی

قد پہ اپنے دیکھا کے خلعت سبز
کھول[3] گلشن میں راہ قمری کی

عرش اوپر ٹھٹک[4] رہا طوبیٰ
دیکھ کر بارگاہ قمری کی

سن[5] کے ناجی نے نالۂ کوکو
دل گیا ہے پناہ قمری کی

❁

---

[1] ہے حق میں
[2] تو آہ
[3] پھولے گلشن
[4] ٹھہک رہا
[5] سیکھ ناجی سے نالہ بیتاب ۔

عبث کھویا تو[1] اپنا سرو پر بالا پن اے قمری
کبھی تو تھمی نہ اس سرکش نے تیری بیدن اے قمری

لگا کر سرو سیں دل ہم نے تو کچھ پھل نہیں پایا
لڑا پنی کہہ کہ ناحق کیوں[2] ہوئی ہے دشمن اے قمری

رہی تو باغ میں اور ہمکوں پالا دے نکلوایا
بھلا محشر میں میرا دست تیرا دامن اے قمری

وہ سروئے جامہ زیب آ کر چمن میں چھل گیا تجھکوں
تبھی تو فاختائی ہے تیرا پیراہن اے قمری

تیری کوکو نکے ہاتھوں جل رہے ہیں گل سنا ہیں نے
کہ اول باغ تھا اور اب ہوا ہے گلخن[3] اے قمری

بغل میں یوں یلا کر جام مئے اوس سرو دل جو کو
تو راضی ہو نہ ہو میرا تو ہے اب یوں مَن اے قمری

جو تو محرم[4] نہیں تو سیکھ لے ناجی سیتی نالہ
کہ ہے اس عشق بازی کا نپٹ مشکل فن اے قمری

۞

---

[1] نئیں اپنا
[2] ناحق کو ہوئی ہے
[3] ہوا ہے سخن اے قمری
[4] تو محروم

دور کو میت کے کب منا ہی[1] ہے
اس کو دارو نہیں دوا ہی ہے

حشر میں انبیار ادیر ہے سخن
کس کو دعوائے بے گناہی ہے

خال حبشی سیں دل نہ ہرا اپنا
پھر جو چھوٹے تو روسیاہی ہے

پیو کے چاہ ذقن کا غوط[2] نہ کھا
یوسف اوسکا اسیر چاہی ہے

تیغ ابرو سیں دل گئے[3] غارت
چشم بد دور کیا سپاہی ہے

کامیابی کرے کا خضر طریق
سب دعا دو کہ صبح گاہی ہے

واسطے آبرو کے اے ناجی
دل میں میرے تڑپ کماہی ہے

٭

---

۱ روا ہی ہے
۲ غوت نہ کھا
۳ دل سا کر غارت

سنا ہے ترک مئے تم نے[1] کی ایسی کیا شتابی ہے
ابھی تو کام ہے آتش سیتی جاڑا گلابی ہے[2]

نہ موڑے باگ فوجوں سیں جو ہمدم ہم نوالہ ہو
کہاں جاوے وہ گھوڑا چھوڑ کر یارو رکابی ہے

تنور ظلم کی روٹی نہ کھا طوفان میں ڈوبے گا
کہ ہے نادان کوں وہ روغنی داناکوں آبی ہے

جو کوئی گھرتا ہے موج زلف کے وسطے میں تتانئیں
کہ ہر دم سیل کے مد نظر خانہ خرابی ہے

مجھے وسواس آتا ہے لگے ملنے سیتی اوسکے
کہ بانکا ہے نکھٹو[3] ہے ستمگر ہے شرابی ہے

لکھا تقدیر کا مٹتا نہیں بھولے سونائی ہے
خط خوباں سند ہے یہ سخن[4] میرا کتابی ہے

تیرے بیدار طالعوں[5] نے اڑکھایا نند سیں ناجی
تماشا دیکھ آنکھوں میں بہار نیم خوابی ہے

٭

---

۱ مئے کی تم نے
۲ ابھی تو کام ہے آتش سیں جاڑا بھی گلابی ہے
۳ نکٹ ٹھوں
۴ بچن میرا
۵ طالوں نے

وہ[1] چاندنی وہ ہم تم وے نشے اور وہ سینے
ہر چند دن برے ہیں بھولے نہیں وہ رینے

وہ سانولا وہ سبزا وہ گندمی وہ گورا
مجھ نقد دل کوں جیتا[2] اب مکر کر کسی نے

ییں ہار گل رخاں سیں بیت الحرم چلا تھا
پاس آ میرے بتایا آبروے کعبہ نیں نے

وہ[3] سرو حسن اب تک خط سیں نہیں ہے محرم
آئینہ دار طوطی دیکھا ابھی ہے میں نے

بہلاونے کو جی کے شاید عزم ادھر کا
دل لے چلے ہیں پیارے تیری بہل کے کینے

---

[1] وہ چاندنی وہ ہم اور وہ نشہ د وہ سینے [2] لوٹا
[3] سیر حسن اب تک

دیکھے جو چت لگا کر تیری انکھیاں کی مستی
مدہوش ہو کے بھولے نرگس کوں اپنی ہستی
چشموں سیں عاشقاں کے رہتے ہیں اشک جاری
لگتی ہے وہ گھٹا خوب آوے ہے جو برستی
تیری انکھیاں کی جب سیں دیکھی ہے حکمت العین
مجنوں ہوا افلاطوں یوناں کی تج کے بستی
گو مینہ پر چکا ہے او سکے لباں کا بوسا
کیا لعل بے بہا کی قیمت ہوئی ہے سستی
جم کو د جانتے ہیں لگتا نہیں او نھیں چوٹ
کم پھوٹتا ہے ناجی جو ظرف ہوئے جستی

٭

○

تیرے رنگیں دہن کی دیکھ لالی
اُمیٹھے ہے کلی کے گوش مالی

کوئی دل نئیں سجن مثل سویدا
خیال خال سیں تجھ لب کے خالی

لکھا تقدیر کے منشی نے ساجن
تیرے چہرے پہ خطِ بے مثالی

نہ تھا کچھ سہم ہم جب تک تھے مدہوش
لگا تیر برہ تب سر سنبھالی

لگے ہے یوں تیری انکھیاں سیہ مست
گویا پی ہے شراب پرتگالی

تیرا قد جب سیں دیکھا اے صنم ہم
طبیعت ہو گئی ناجی کی عالی

ٹ

○

ناگ زلف سیہ کا پر فن ہے

کہ مجھے[1] ڈسنے کا تیرا من ہے

لے گیا[2] دل کنار سیں آکر

میں نہ جانا بغل میں دشمن ہے

منہ سخاوت سیں اتے سجن مت پھیر

کرے بخشش کہ سب کنیں دھن ہے

کیوں نہ مجنوں ہو سوکھ کر عاشق

دل پر اد سکے برہ کی بیدن ہے

دل کا لالا دکھاوں دفتر داغ

ملک تیرے کا بخشی تن ہے

غیر سیں کیوں نہ جا ملے تاجی

اب تو پیارے کی ہم سیں ان بن ہے

---

[1] مجھکو [2] لے گیا دل کنار میں آکر

○

کمر کی بات سنتے ہیں یہ کچھ پائی نہیں جاتی
کہنے[1] میں بال اوسے پر خیال میں میرے نہیں آتی

جو چاہو سیر دریا وقف ہے مجھ چشم کی کشتی
ہر ایک موئے پلک میرا[2] ہے گویا گھاٹ خیراتی

برنگ اوسکے نہیں محبوب دل رونے کو عاشق کے
سعادت خاں ہے لڑکا وضع کرتا ہے برساتی

جو کوئی اصلی ہے ٹھنڈا گرم یاتوتی سیں کیوں کر ہو
نہ لاوے تاب تیرے لب کی جو نامرد ہے[3] ذاتی

نہ دیکھا باغ میں نرگس نیں تجھکوں شرم جانے سیں
اسی غم میں ہوئی ہے سرنگوں وہ وقت نہیں پاتی

کہاں ممکن ہے ناجی سا کہ تقویٰ اور صلاح آوے
نگاہ مست خوباں وہ نہیں لیتا خراباتی

☆

---

[1] کہیں ہیں بات ایسی خیال میں میرے نہیں آتی
[2] موئے پلک، میری ہے
[3] نامرد ہو ذاتی

عشق دولت ہے نہ پھونکی جاہے دیوانوں سیتی
زرین خیال ہرگز نہ اترے پوچھ لو سیانوں سیتی
مرو مک سیں مل کے ہوئی تیغ نگہ کی مار تیز
آب ہو جاتی ہے دو نی مل کے انسانوں سیتی
مجھکوں کر بدنام کیوں رو رو بہائے بحر اشک
امن میں رکھے خدا ناحق کے طوفانوں سیتی
خون عاشق کا رخ معشوق کو دیتا ہے رنگ (پ)
شمع کا ہو جا ہے دونا رنگ پروانوں سیتی
مفت کہیں مل جاہے وہ آب حیات داد عشق (پ)
آشنائی ہے بجا مجنوں کو دیرانوں سیتی
خون برسیں گے قیامت ہوگی ہم مرجائیں گے (پ)
لال ہوگا اس سجن کا جب دہن پانوں سیتی
مانگتا ہے نقد دل زاہد کا یہ خال سیاہ (الف)
لے ہے یہ ہندو بچہ خرما مسلمانوں سیتی
آتشیں رخسار پہ پرجاہے غم کی روشنی (الف)
نئیں بغیر شمع رونق دیکھ پروانوں سیتی
بلبلے خالی شکم دریائیں جا ملتے ہیں دیکھ (الف)
نہیں کرو اس طرح کی تکلیف مہمانوں سیتی

(الفا)

چاہے ہو جو مست، چشم یار کا بیمار ہو
دارو اوسکو بھر کے دو نرگس کے پیمانوں سیتی

جسکوں ہووے دختر رز اور پری چہروں کا پاس
تاجی اوسکوں کب نظر ہو حور و غلمانوں سیتی

جان کہہ تاجی تیرا کس فن میں رکھتا ہے قصور
اس قدر کھل کھل جو ملتا ہے تو بیگانوں سیتی

٭

(۵)

نپٹ سادہ طرح کا حسن اور رنگیں نہایت ہے
ہر ایک بات اوسکی مجلس میں گلستاں کی حکایت ہے

ہوئی مرحوم تو نام محمد سیں یہی امت
کرونک غور اسے اپنی کہ ہر جاگہ عمارت ہے

علی کا نام لے مردوں کو میداں میں اوتارے ہے
جسے دے فتح تیرے ہاتھ شمشیر ولایت ہے

نہ پوچھ احوال مرگ اہل شریعت میں وہ کیا جانیں
کہ اس توحید کے مسئلے کی ایک اور ہی روایت ہے

مجھے رحمت کہو پایا ہوں اوسکے مصحف رخ ر[۱]
کہ[۳] نازل شان خط میں زلف ایک رحمت کی آیت ہے

طرح دے کر میں اوٹھ آیا تمھیں دیکھا جو رعب سے
نہیں کھلتا کہ تو سچا ہے اور الٹی شکایت ہے

خدا حافظ تیرا ناجی لگایا نے تیرے مضمون[۲]
اگر مضموں تلک پہنچا تو نکتے کی کفایت ہے

٭

---

[۱] ساجن [۲] رد یہ
[۳] کہ نازل ہو عیاں خط میں روز ایک آیۂ رحمت [۴] نہیں کہتا

ہم[1] سیں لالا گویا کہ باغی ہے

جان کے سیہ چمن میں داغی ہے

میں کہا دیکھ اوسکے حسن کی جوت

نقد دل لے تیری[2] چراغی ہے

کچھ تو بھیجا جو یوں[3] چڑھایا سر

غیر کوں ہم سیں بے دماغی ہے

اوسی نقش قدم کا جس سیں دل

خون کی انکھیوں تھا اب سراغی ہے

کیا ہوا اب خمار ناجی کوں

مئے وحدت کا دہ ایاغی ہے

ﭖ

---

[1] ہم سے [2] تیرا چراغی [3] بھیجا یوں نہیں

O

یاد تیری دل کو صبح و شام ہے
[۱] جیو مت لے اس میں تیرا نام ہے

کیوں نہ ہووے عندلیبوں کا ہجوم
بر میں تیرے خلعت گلفام ہے

آتش ہجراں سیں بھڑکے جو کوئی
ہے وہ کچا عشق اوسکا خام ہے

دور ہو ہیں سیم تن سب زر سیتی
آج [۲]پیسے کا بڑا سا دام ہے

نیم بسمل ہے بھواں تیری سیں دل
کند [۳]اِتا کیوں ہے اگر صمصام ہے

کیوں پسند اس شاہ خوباں کو نہیں
شعر میرا ورد خاص و عام ہے

[۴]ریختا ناجی کا ہے محکم اساس
بات میری بانیٔ ایہام ہے

❀

---

[۱] چھوڑ مت
[۲] پیسہ
[۳] کھٹی ایتی
[۴] ریختہ

○

نہ چھوڑے نقد دل کے تئیں وہ چنچل شوخ لیے ڈاندی
کہ نرگس جس کی چشم مست آگے ہو گئی باندی

جو لالچ کر یہاں روپے چھپا دے راہ مولا سیں
عجب نئیں آفتاب حشر سیں اسکی جلے چاندی

جو لڑکا ماہ[1] پیکر نکتہ فہم اور خوش طبیعت ہو
بھلی ہے اس سے جو پیری بغل میں ہوئے ناخواندی

اگر خوش گو سخن کوں کم کہیں ناحق تو بر جا ہے
کہ ہو رہتی ہے اوسکی طبع سر کے درد سیں ماندی

❀

[1] پری پیکر

○

نہ ایک اس کی کمر قیامت ہے

وہ سجن سر بسر قیامت ہے

چھین لیں دل پری رخاں پل میں

ان کی خونیں نظر قیامت ہے

ہاتھ سیں جاہیں ہوش و صبر و قرار[1]

عاشقی کا ہنر قیامت ہے

دام سیں[2] آوتے ہیں سیمیں تن

لالچ سیم و زر قیامت ہے

جو مدارات[3] قضا نہ ہو ایک وقت

دلبری اس قدر قیامت ہے

روٹھتا ہے تو پھر نہیں منتا

پیو کے غصے[4] کا ڈر قیامت ہے

جس طرح آفتاب ابر بدلی (دپ)

منہ پر اوسکے سپر قیامت ہے

آبرو سیں سنا ہے اسے[5] ناجی

آونے کی خبر قیامت ہے

۱؎ ساتھ بھی نیں جوش و صبر و قرار ۲؎ دام میں ۳؎ جو مدارا
۴؎ غصہ کا ۵؎ میں ناجی

مصیبت[1] گل رخاں کا عشق او ر خواری ہی پکڑی ہے
کہ قتل عاشق ان کے تئیں گویا کھیر[2] او ککڑی ہے

پریشانی دل عاشق او پر ہوتی نہیں طاری[3]
کہ اسکی زلف کے[4] زنجیر میں مدت سیں جکڑی ہے

کہاں زاہد نے پھیلایا ہے جال آکر مصلے کا
مجھے ڈر ہے کہ مت بس جاوے یہ مسجد کی مکڑی ہے

خلل کرتا ہے میرے کام میں اور اپنے وہ ناداں
ہوا ہے سدّ رہ اور آپ جا دیوار پکڑی ہے

نظر آتا ہے نور حق ان انکھیوں سیں[5] مجھے ناجی
خدا[6] حافظ رقیبوں سیں یہ اندھیرے کی لکڑی ہے

٭

---

[1] بہت ہے گل رخاں کا عشق اور خواری ہی پکڑی ہے۔ [2] کھیری ککڑی ہے۔
[3] تاری [4] زلف کی زنجیر
[5] انکھیوں پر [6] میرا دل زلف میں یوں گانٹھ ہے اندھیرے کی لکڑی ہے۔

٭

○

رقیبوں نے جو کچھ بوئے تھے میرے حق مے کانٹے

ہزاراں آفریں اے گلبدن تو نے وہ سب چھانٹے

کمال جز رسی ہے زلف کوں تیری صف دل پر

نجانے کیا گرہ پڑ گئی جو آتی نئیں میرے بانٹے

درشت آواز سیں عاشق کے تئیں نفرت ہے ڈرتا رہ

خدا کے تئیں برا لگتا ہے جو درویش کو ڈانٹے

سدا ہے چاہ باقی بوجھ لے یوسف کہاں ناجی

کہ پہنچا مصر کے تئیں کارواں بکتے رہے گھانٹے

⁂

اے شوخ تیں نے ناحق زاہد کی پارسائی
ابرو دکھا کے اپنی سب خاک میں ملائی

لگ گئے ہیں کس کے پنجے کیوں ہو گئے حنائی
دستار آج تیری اے شوخ کن چنائی

پیتا جو آب شورا اس کے ذقن کے جھکا
لونی بناں کے منہہ پر تب بھر گئی جوائی

لالچ سیں کیمیا کی لڑکے نے پیچ کھایا
موتی کی جستجو میں ناک اپنی جا کٹائی

برہیں وہ کس کے آوے مفلس ہو نام جسکا
اوس سرو قد نے سب سیں پکڑی ہے اب رکھائی

ایک لفظ ہے کہ جس سیں ہوئے بصیر اندھا
خندق کہو سمجھتے تئیں اوسکے تئیں ہے کھائی

سیاہی سے ظالموں کی محفوظ ہو جو عاشق
دل اس شہید حق کا منکا ہے کربلائی

جان اب تو خط نکالا بوسا لبوں کا دے ڈال
شیریں نہیں گھر تو کھویا اب بانٹ دے مٹھائی

بخشش کا ساز جب ہو تب کنجی بجا دے
بنتی نہیں ہے ناجی بے زر کوں میرزائی

ﭖ

میرے نامے[1] کا قاصد آج اگر لے کر جواب آوے
عجب نئیں مجھ دل بیتاب کوں شاید کہ تاب آوے

تصور سیں ترے رخ کے گئی ہے نیند انکھیاں سیں
مقابل جس کے ہو خورشید کیوں کر اوسکو خواب آوے

زبس روتا ہوں کر کر یاد اس گل رو کو گلشن میں
بجا ہے میرے ہر انجھوال سیں گر بوے گلاب آوے

ہوا ہے آینہ شوخی سیں ہم زانوں میرے پی کا
عجب نئیں تاب رخ سیں منجھ پہ آئینے کے آب آوے

اگر اے دائرہ مجلس یں[2] آئے مشتری طلعت
تو مجرے کوں ترے زہرا فلک سیں لے رباب آوے

اگر ہو میکشی کا دل میں تیرے عزم اے ہمدرد
تیری ساقی گری کوں جام لے کر آفتاب آوے

صبا اوس رشک یوسف کی گلی میں تو اگر جاوے
تو ناجی جاں بلب ہے چاہ سیں کہیو شتاب آوے

٭

---

[1] نامہ

[2] مجلس میں

O

نشان اوس پا کا مجھ پاس اور کیا ہے
یہ انجھواں[1] سرخ نئیں رنگ حنا ہے

مجھے زخمی تو پیارے کر[2] چلے تم
اگر سر چاہتے ہو یہ جدا ہے

لباں سیں کر کے نت بولے کا وعدا
کبھی دیتے نہیں یہ کیا ادا ہے

کہاں سیں تم کو پہنچی ہے روایت
کہ عاشق پر ستم کرنا روا ہے

سنا ہے خال خال اسطرح کا خط (ب)
اسے مشک ختن کہنا بجا ہے

بجا[3] ہے گر کہوں ناجی دونوں جگ میں
شفیع میرا شہہ ہر دوسرا ہے

÷

---

[1] یہ آنجھو [2] کر چکے تم [3] بجا ہوں

غافل ہے مجھ سیں سرجن میرا سلام کب لے
شاید دہل بجا کے کوئی سناوئے تب لے

ایک جیو بساط اپنی رکھتا ہوں رخ نہ پھیروں
آخر تو کل وہ لے گا گر چاہتا ہے اب لے

شیریں لباں کا فرماں لانا بجا ہنسی نئیں
ہو کوہکن سا عاشق سر پر پہاڑ جب لے

ایک دم کے بیچ پاوے سب زندگی کی لذت
جو وقت دیکھ عاشق دانتوں میں اسکے لب لے

طاقت ہے ہوش و دیں ہے صبر و قرار دل ہے
ناجی بساط جو کچھ رکھتا ہے جان سب لے

O

چھپا کرپان کس لب سیں رنگی ہے دامن اور چولی
متاع صبرِ عاشق تم تے جو پائی تو سب ڈھولی

طنبورا مہر کا زہرا نے لے تاروں کا دل کھینچا
فلک ہے مشتری اسکا کہ کیوانو ہے یہ لولی

گلابی رنگ وہ قاتل نگہہ مخمور اور کافر
میرے نمرودِ نفس اوپر جو کچھ ہونی تھی سب ہولی

نہ بلبل صرف فریادی ہے گل کی سرد مہری پر
کہ شبنم رات کا دامن منہہ اوپر اوڑھ کر رولی

جتنے ہم عمر تھے بوسے سیں سب کا آج منہہ رکھا
بڑے طوفاں اٹھائے ایک مجھ میں اسکا ہم جولی

اگر قدرت کا قایل ہے تو ہیں ناروا بار آخر
سزا تو نقد ہے لیکن جزا کے حرف ہیں ادلی

اسیر اپنا کیا ناجی کا دل کاکل نے پیتم کے
ہوئے زنجیر پائے ہوش رنگی کے یہ مرغولی

ث

مہرخاں کی جو مہربانی ہے

یہ مدد مجھ[1] پہ آسمانی ہے

اشک سیں اسکے صاف چہرے[2] کے

چشم پر آینے کے پانی ہے

دام میں بوالہوس کے آیا[3] نئیں

[4] کیوں کہ یہ بازآشیانی ہے

جب سیں ہے شمع[5] پر جلال اسکا

شمع کی روشنی زبانی ہے

اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہوں (پ)

عارضی میری زندگانی ہے

صرف صورت کا بند نئیں ناجی

عاشق صاحب معانی ہے

کرے اٹھا[1] کے جب انکھیاں نگاہ رمضانی
ہر ایک طرف سیتی[2] ہو واہ واہ رمضانی

کہاں ہے بار تجھ آگے بتاں کو مجرے کی
کہ تو[3] ہے لشکر خوباں کا شاہ رمضانی

نظر کرے تو کریں[4] حور اور پری یکسر
سروں[5] کوں اپنے تیرا فرش راہ رمضانی

کوئیں[6] میں ڈوبے ہے لڑکا ملے جو اندھے سیں
بغیر اپنے کسی کو نہ چاہ رمضانی

ہمیں بھی شکر لب سیں کبھی تو ہو افطار
کہ روتیرے کوں کیا ہم نے ماہ رمضانی

وہ سیر قطب کی ناجی کے دل سیں بھولے نئیں
وہ شب وہ تجمع[7] اور عیدگاہ رمضانی

٭

---

۱ کرے انک کے
۲ طرف
۳ کہ توں ہے
۴ کرے حور اور پری یکسر
۵ سردکو
۶ کوئے میں
۷ مجمعہ

O

وہ پلک دل میں جب[1] اُکستی ہے

خارِ مژہ چشم میں کھٹکتی ہے

موج تجھ زلف سیں نہ ہوئی سر بر

تو کنارے پہ سر پٹکتی ہے

کف سیں فرہاد کے دیکھو شیریں

دامن اپنے کوں[2] کیوں جھٹکتی ہے

غم[3] سیں لیلیٰ کے روح مجنوں کی

اب تلک دشت میں بھٹکتی ہے

آب ہو گئے تیری بھواں کو دیکھ

جن کی ترِ وار ادھر لٹکتی ہے

جو ہے عاشق تو ناجی اسکے گرد

کوئی بلا نئیں کہ جو[4] بھٹکتی ہے

---

[1] جا اُکستی ہے [2] اپنے کو [3] غم سے [4] کہ یہ بھٹکتی ہے۔

بنی آدم کوں خیال حق سیں[1] پھرنا بے حیائی ہے
جو مہنچے قرص گندم اون کنیں نان خطائی ہے
ادھر ہیں خون کا پیاسا اور ادھر خنجر بکف دلبر
نہیں بچے[2] اب مخالف آج اوسکے جیو پر آئی ہے
جو سالا شاہ کا ہو کر کرے ظلم اس سیں[3] مت بولو
محل کی زینت اوسکی بہن وہ پیارے کا بھائی ہے
ہوا معلوم خمخانے میں تریا راج ہے بیشک
ہر ایک سجدے میں ہے مینے یہاں دختر رز کی خدائی ہے
شکست خاطر عاشق ہے وصل حق سیتی[4] رہبر
کہ درد اس چوٹ کا آخر کنیں خود مومیائی ہے
لگا ہے[5] چاند کتنے داغ کھا کر غم برس گذرے
گھٹا خط کی سجن کے موہہ[6] اوپر جب دن سیں آئی ہے
کیا ہے بیقرار افسوس نکتوروں سیں ناجی کوں[7]
یہ موتی نتیں بلاق اوسکی میراجی ناک لائی ہے

---

[1] داد حق سیں [2] بچے نتیں اب مخالف بر گلے اوسکے چھوراتی ہے
[3] اسکو مت ٹوکو [4] حق کتیں رہبر
[5] لگا ہے چاند کتیں داغ کھا کر غم برس گذرے [6] مکھ اوپر
[7] ناجی نے کرے۔

موہنہ دیکھا ہمکوں[1] سجن آگے سیں سرکا آرسی
سد اسکندر ہے کس فتنے[2] کی یہ دیوار سی

بھوں چڑھا جب غیر کی جانب نگہ کرتے ہم تم
دم بدم لگتی تب دل میں میرے تروار سی

گر نہیں نرگس کو ان انکھیوں[3] کی خوں ریزی کا خوف
[4] دیکھتی حیرت سیں کیوں رہتی ہے یہ بیمار سی

جو نہ پہنچوں یار تک میں برہ کی فریاد کو
تو رگ گردن پڑے ہے مجھ گلے زنار سی

میں کیے تسخیر ناجی ریختے سیں یکہ تن
گرچہ زر حاصل کریں ہیں یار پڑھ کر فارسی

---

۱ ہمکو سجن
۲ فتنہ کی
۳ انکھیاں کی
۴ دیکھ کر حیرت میں کیوں رہ گری ہے دیوار سی

اٹھے مجلس میں[1] رونا ضرب سیں تا تونکی سُن جالی
تو اسکا قفل دل کھلتا ہے (کذا) سیں لگے تالی

کوئی ایک دو کو ڈس کر دم نہ لے گی زلف کی ناگن
دیکھو کیا زہر برساوے گی آخر یہ گھٹا کالی[2]

بناں کرتے نہیں انکھیاں جدا تجھ سبزہ خط[3] سیں
ہرن چھوڑے ہیں ان مسکیں دلوں نے دیکھ ہریالی

گل رخسار کوں اسکے کوئی دیکھے تو ہو جھگڑا[4]
تماشے کا مزاحم سخت ہے اس باغ کا مالی

کئے ہل مل مسخر جتنے تھے محبوب دلی کے
دیکھو ہے عاشقی کے ملک کا میرا یہ دل والی

قیامت سانورا گورا چمک اسیں اور چلبلا وہ
کنول کھل جائے گا جو دیکھ لے جامن ہے بھونرا لی

نہ پہنچا[5] خال لب تک اسکے میرا دل جو دوڑا تھا
[6] طمع بوسے کی کر کر حیف یہ ناجی چلا خالی

٭

---

[1] سیں رونا [2] خالی
[3] یہ سبزہ خط [4] دیکھے تو جھک جائے
[5] نہ پہنچے خاک ادسکی دل میرا جو روز رہتا ہے [6] طمع بوسے کی کر کر حیف ناجی پھر چلا خالی

جیبھ[1] اوسکی نہ ہوئی کبھی سچّی
کر مجھا پنے لب سیں دٹے[2] مچّی

بھون[3] کر دل میرے کوں نہیں کھاتا
مصلحت اوسکوں کس نے دی کچّی

رشتۂ دوستی کوں رکھ مضبوط[4]
چھوٹتا نہیں جو ہو رفو پچّی

مونہہ لگاتی نہیں ہمیں صہبا
ہے یہ انگور کی گویا بچّی

ث

---

[1] جیب
[2] سیں نہ دی مچّی
[3] بھون کر دل کو نہیں کھاتا
[4] دیکھ مضبوط

کانوں میں ہیں سجن کے کیا آبدار موتی
دن رات لوٹتے ہیں رخ کی بہار موتی

تجھ رخ[1] کی آبداری دیکھی ہے جب سیں پیارے
ہو مات تب سیں اپنی مانے ہے[2] ہار موتی

کیا سر چڑھی ہے لگ کر تجھ کان سیں سرِجن
کرتے ہیں ہر کسی کے دل کوں شکار موتی

دیکھیں ہیں جب سیں تیرے[3] رخ پر عرق کی بوندیں
ڈوبے ندی میں ہل کر ہو شرمسار موتی

رخسار کی صفائی زلفاں میں لے ہیں چھپ کر (پ)
رہتے ہیں اس سبب سیں نت بیقرار موتی

مدہوش ہو سجن کی انکھیاں جو لگ گئی ہیں (پ)
کرتے ہیں پاسبانی زریں شعار موتی

اب منتظر ہے ناجی لالن شتاب آمل
انکھیاں کریں ہزاراں تجھ پر نثار موتی

❖

---

[1] تجھ کی آبداری دیکھی رہی نہ بازی   [2] مانے ہیں
[3] تجھ رخ

ہم[1] سیں وعدہ کر کے پیار سے اور سیں ملنے لگے

غیر کے کہنے اوپر تم جان جاتے ہو بھلے

دست بستہ سب ہیں تجھ فرماں میں اے خورشید رو

تاب نئیں یہ امر بن تیرے کہ ایک ذرا[2] ہلے

خط کے آنے پر بتاں رہتے نہیں ملنے میں گرم

تیزیٔ خورشید کم ہوتی ہے دونوں کے ملے

ناجی ایسا شوخ چنچل میں نہیں دیکھا کبھی

اور کبھی تو خوبرو ہیں جلد پر اس کی جلے

❖

---

[1] ہم سے [2] زرہ ہلے

❖ ❖ ❖

O

جو وہ دولت نہ اور وہ دل رہا ہے
توغم نئیں یار مجھ سیں مل رہا ہے

مثال بدر ہے یہ سب پہ ظاہر[1]
کہ مجھ پاس ایک شب کامل رہا ہے

ترے داغوں سیں اے رشک بہاراں
میرا سینہ[2] چمن سا کھل رہا ہے

لگا پوری نگہ کی تیغ ظالم
کہ دل بسمل کے جوں گھائل رہا ہے

تیرا رخسار آب و تاب سیں جان
بتاں پر باقی اب ایک تل[3] رہا ہے

فلک نے چن چن اے ناجی نہ چھوڑے
کہاں اب جگ منیں قابل رہا ہے

---

[1] روشن [2] میرا دل توں چمن سا کھل رہا ہے۔ [3] دل رہا ہے۔

O

پٹکے اوپر کسو[1] نہیں بندی
کی ہے مجھ قتل پہ کمر بندی

نقل مجلس ہے اوسکی میٹھی[2] بات
یار گویا ہے میرا زر قندی[3]

مال زادی کے ہنسنے پر مت بھول
ایسے ہنسنے کو کہتے ہیں خندی

شوخ کا رو ہے صورت والشمس[4]
ختم ہے دلبری کی خورسندی

ناجی اس سیں چھپے نہ کوئی چوری
ہے کٹیلا چیل بڑا چھندی

---

[1] کسی کے تئیں [2] سیدھی بات

O

جو بولا اب تو پھر ملنے میں کیا اہمال[1] ہے پیارے
مگر وسواس کچھ دل میں ترے تا حال ہے پیارے

جو روٹھے تو قیامت اور ملے تو روٹھنے کا ڈر
غریب عاشق کا جینا ہر طرح جنجال ہے پیارے

نہ پوچھا کر گرفتاروں[2] کی غوث و قطب ہیں حالت
تیری زلف سیہ مجھ حال[3] کی اب دال ہے پیارے

لگا لیتا ہوں باتیں کر کے اب آہو نگہ کینے[4]
کہاں تک رم کرے ہر حرف میرا جال ہے پیارے

حقیقت سن کے ناجی کی تغافل اب نہ وا مت رکھ
جو تو سید بسیر بیشک نبی کی آل ہے پیارے

❁

۱؎ احمال
۲؎ گرفتاراں
۳؎ مجھ دل
۴؎ آہوئیں کینیں

(۲)

معشوق مل کے آپ سیں جو دلبری کرے
گر دیو ہو تو چاہیئے آدم گری کرے
شیشا[۱] اسی کے آگے بجا ہے کہ رخ سیتی
پیالے کو جب لے ہاتھ میں رشک پری کرے
میٹھا سلونے رخ کا جسے دے وہ ہو غلام
شرط نمک یہی ہے کہ فرماں بری[۲] کرے
اس قدسیں[۳] جب چمن میں خراماں ہو تو اے جان
شمشاد و سرو آ کے تیری چاکری کرے
دشمن ہے دین کا خال سیہ مکھ اوپر ترے
ہندو سیں (پ) کیا عجب ہے اگر کافری کرے
لازم ہے اب یہ رسم کہ لنگ باندھ ڈنڈ کر
لڑکے[۴] کو اپنے بیچ میں زور آوری کرے
ناجی جو کوئی صاف کرے دل کا آئینا[۵]
وہ عاشقی کے ملک میں اسکندری کرے

⁂

---

۱ شیشہ
۲ فرماں گری کرے
۳ قدسوں
۴ لڑکوں
۵ آینہ

نہ جور آسماں ہے اور نہ طالعوں[1] کی تباہی ہے

جو کچھ کر بیٹھی عاشق پر سو تیری کم نگاہی ہے[2]

بھواں مژگاں سیں جو ثابت قدم عاشق ہیں نہیں ڈرتے

نہ سہمے تیر و تروراوں سیں جو پورا سپاہی ہے

نہ چھوڑے پھر لگن جس شمع رخ سیں ایک بچن بولوں

زباں میری کو ایتا جس دیا فضل الٰہی ہے

ہمارے اشک مجرائی ہیں کب[3] سیں ایک منظر کرے

صف خوباں کی تجھکوں اے ستمگر پادشاہی ہے

سعادت جان ناجی کی نصیحت خط کو دے صافی

مگر تب نہیں سنا اے شوخ سبزے کی مناہی ہے

۱؎ طالع

۲؎ جو کچھ عاشق اوپر کرتی سو تیری کم نگاہی ہے

۳؎ شب سیں

کہو اس سنگدل سیں باغ میں آ چھوڑ خارائی
ٹا جا داغ دل کا پھر کھلا لالا بہار آئی

گرفتاری سیں[1] لا کر اس سیہہ طالع[2] کو دہ کاکل
لیا ہے اب میرا دل پیچ میں اس کو تو مار آئی

بچا کس کا حصار قلب ضبطی سیں کہ پھر انکھیاں
بنا کر طوطیا کرتے ہیں مژگاں سے صف آرائی

نیر اب چاند سا مکھ سبزہ خط سیں ہوا زیبا
کہ گویا باغ میں بدری کے یہ موروں دار آئی

جو کچھ رکھتی[3] تھی سیم و زر سو اب دستوں میں لے نرگس
بھواں کی تیغ کے ڈر سیں تیری انکھیاں[4] پہ وار آئی

بجا ہے چشم پوشی اب نظر تیری سیں اے گلرو
کہ ایسی کافر انکھیاں دیکھ کر یل میں بسار آئی

طلب کرتا تھا نت لعل و گہر ناجی سیں لے پیارے
یہ دل کے کاروان سیں دیکھ انجھواں کی قطار آئی

۱؎ گرفتاری میں

۲؎ طالعوں کو

۳؎ رکھتا تھا

۴؎ انکھیوں پہ

کچھ نہیں ان ماضیوں کو فکر استقبال کی
ہیچ در کل ہیں جو دیکھی مجلسیں ہیں حال کی

پہلواں کہتے ہیں سارے ہم پلے ہیں زور سیں
میرے مشرب ہیں[1] وہ حیدر جس کو قوت مال کی

عظم شاں اس کی ہے جو دولت میں رکھے فیض عام
سایہ دے فوجوں کے تئیں قوت[2] جو ہو ایک بال کی

کیوں ڈسے تجھ کو زلف کی ناگن میرے انجھواں کو دیکھ
مینھ کے برسے سیتی[3] ٹل جا ہے آفت کال کی

جب تلک طالع نہ تھے ناجی نہ ملتا تھا وہ شوخ
[4] خود بخود آیا وہ جو آمد ہوئی اقبال کی

---

[1] وہ ہے در جس کو قوت مال

[2] قدرت جو ہو

[3] بر سے سیں

[4] خود بخود آیا دیکھو جب ہوئی آمد اقبال کی

○

تبسم پہ رقیبوں پر خلل ہے
تیری بھاوٗ۔ بن نہیں پیارے اجل ہے

میرا دل زلف نے لے گانٹھ باندھا
وہ سرکش ہے کرے گا جسکو بل ہے

کیا فردا کا وعدا سرو قد نے
قیامت کا جو دن سنتے تھے کل ہے

لگایا عاقبت گلرو نے خنجر
یہی اس پھول کے دیکھے کا پھل ہے

نہ دوں خورشید سیں تشبیہہ ناجی
کہ اس کا حسن اب ضرب المثل ہے

❖

نہ ہو کینے سیں گرم اصلاح جسے ذاتی ہو نامردی

کہ آتش پر رکھے سیں کم نہ ہو کافور کی سردی

کھٹائی اس کی نہیں لیموں کے حق میں دافع صفرا

نزش مت ہو قراری ہے ہمارے رنگ کی زردی

جسے کرتا ہے بسمل حیف بھی کرتا نہیں ظالم

قسم مصحف کی گویا ختم ہے آج اس پہ بے دردی

مخالف[ل] جین جیلے کیوں نہ بتلا دیں ہمیں ناجی

کہ اُنے صحبت رنداں میں جا پکڑی ہے اب مردی

ل رقیباں جین جیلا

○

بوجھو نہ سیل مصر کے نیچے جو نیل ہے

یعقوب کے وہ دیدہ تر کی دلیل ہے

یوسف سیں میہمان کو رکھے کیوں نہ وہ عزیز

جو کارواں[۱] میں کعبہ دل کا خلیل ہے

کرتا ہوں جوئے اشک رواں پیؤ کے ہجر میں[۲]

پیاسا نہ جا یہ منظر خدا کی سبیل ہے

تعظیم ہو ہے جوہر ذاتی نجیب میں

دبنے سیں کیا ضرر ہے اگر تیغ اصیل ہے

ہے حور اور ملک میں ملاحت تیری کا شور

بندا ہے تجھ گلی کا اگر جبرئیل ہے

ناجی دہن کوں دیکھ سخن مختصر کیا

گرچہ سجن کی زلف کا قصہ طویل ہے

۱؎ ہو کارواں

۲؎ منہہ کے ہجر میں

○

کر چکا را ہی نہ جاوے بیٹھ کیوں کر شیر ہے
کیا زبردستی ہے اس میں کس سبب تو زیر ہے

مدعی کا اب کی تو نت جھانجھ میں کرنا ہے گل
جا بجا ملنا ہے مجھکو پر کہیں منھ[1] پھیر ہے

گھات میں مجھ دل کے گورے مکھ پہ ہے خال سیاہ
چاندنی میں چور پڑنا دیکھ لو اندھیر ہے

مت ہو چیں ابرو نہیں جانے کا میں اے جامہ زیب
گھیرنے کو دل کے بس دامن ترے کا پھیر ہے

باگھ بکری ہو گئے ہیں عشق کے پھاندے میں آ
دیکھ ناجی گھر لٹا یہ کنکری کا پھیر ہے

❁

---

[1] مت پھیر ہے

○

نقد اور دہن ہو تب تو منظور امردی ہے

جو میم الف نہ ہوئے تو دیکھ لوردی ہے

وہ شمع رو کی جس کی پروانہ ہوئے قمری

خوباں یہ سب جہاں کے چرب اسکی خوش قدمی ہے

میٹھے پہ تجھ لباں کے دوں نقد دل کو صدقے

میں نے یہ نند پہ پیارے مدت سینی بدی ہے

ہر چند بد ہے ناجی تو بھی ہے عاقبت کوں

جس مشتری کے دل میں عشق محمدی ہے

۞

نہ کھوے آتشیں لب ہم ذقن پر کیوں عبث ڈہکے
خبر تھی پھلجھڑی کی اب لگا وہ چھوڑنے جہکے

بساط ہند میں بے زور ہیں مہرے بجتے دیکھے
ہوئی جاتی ہے بازی مات وہ مشتاق سب شہہ کے

اگر چاہے کہ لاوے دولت دنیا کو قبضے میں
تو ہر ایک خورشید اوج فیض کا دامن پکڑ گہہ کے

نہ تھا نشے سیں جب تک ذوق اسکا قد نہ بڑھتا تھا
اوسے بیجا ہے مانی ظاہر اوہ مرداب لہکے

بغل میں غیر کے وہ شعلہ رو کس طرح ٹھہرا ہے
میرے سینے میں انگارے سیں آج اس رشک سہہ دہکے

روانی طبع کی دریا سیتی کچھ کم نہیں ناجی
بھریں پانی ہم ایسی جو کوئی لاوے غزل کہہ کے

○

نہ ہو مستی تو پینیا جام ہاتھ ان کے سیں راحت ہے

کہ لینا تنگ در بر جامہ زیبوں کو قیامت ہے

نماز صبح نیم شب کر جو تو ہوا عمر یاں

بدن تیرے کی اے خورشید رو ایسی صباحت ہے

لگایا بعد خارائی کے مرہم زخم عاشق کو

مگر اے رشک گلشن دل تیرا سنگ جراحت ہے

کلی کا زخم پھٹ کر کیوں نہ بہہ کر گل کرے آخر

تبسم میں ترے جو اس نخار پیارے ملاحت ہے

قدمبوسی کرے ناجی کی سجناں جو خبر یا دے

کہ میری نظم کوں ہر یار سیں ایسی فصاحت ہے

☆

O

جان ہے جیو را ہے دلبر ہے

پر یہ مشکل کہ طالب زر ہے

رخ ہے باغ بہشت سے ہم رنگ

قد یہ طوبیٰ سیں تیرا برتر ہے

لب جاں بخش آگے تیرے سجن

جو مسیحا کا نام لے خر ہے

خون میرے کے کب تلک پیاسے

تیغ کوں آب دے تو بہتر ہے

ناوک بے خطا ہے تیر نگاہ

ہر پلک تیری دار خنجر ہے

ﭙ

لے اب تلک

لگیں رونے اسی کے ساتھ جو دیتا ہو[۱] زر کوئی

طمع بن گرم ہو ملتے[۲] نہ دیکھا سیمبر کوئی

غرور ہند کی ہے سدّرہ[۳] اسرار وحدت میں

نہ پوجا سے برہمن گشن ہو سکتا ہے ہر کوئی

شتابی چشمۂ خورشید مطلب کوں وہی پہنچے

رکھے مانند شبنم ہر سحر جو چشم تر کوئی

حساب درد و غم لیجا میرا بے مہر اتیا[۴] مت ہو

قیامت سیں برے دن ہجر کے سکتا ہے بھر کوئی

کتی سرکشی ہوتی ہے تیرے کوچے[۵] میں کیا جانے

[۶] پکڑتے ہو کسی کا دامن اور جاتا ادھر کوئی

چلا جب روٹھ بیدل ہو کے تب میں بول اٹھا رو کر

کہ اے ظالم برستے میں بھی کرتا ہے سفر کوئی

گلہ تعظیم کرنے کا نہیں تاجی کوں احمق سیں

کرے معلوم رتبے کوں میرے صاحب ہنر کوئی

---

۱ دیتا ہے — ۵ کوچہ میں

۲ ہو ملتا — ۶ پکڑنے لگا دامن اور جاتا ہے ادھر کوئی

۳ صادرہ

۴ اب مت ہو

کہاں ہے عشق اسے جس میں خودی ہے
یہ اور خانا ہے چال اسکی جدی ہے

سنا ہیں آج اس کے لب اوپر حرف
بڑے زوروں سیں یہ ہم سوں گدی ہے

لگے سیں گل کے چونکے کب ہو ہم دوش
قیامت اس سجن کوں گدگدی ہے

نہیں رہتا بنا دیکھے بتاں کے
کرے کیا دل میرا یہ لابدی ہے

کبھی ہنستے نہ دیکھا ہم نے ناجی
دہن ہے یا کلی یہ مونہ مندی ہے

پ

مجھکوں اس سے فلک جدا نہ کرے
جو کروں ترک ہیں خدا نہ کرے

ہیں جو کچھ اس سیتی کیا ہے سوال
آج ایسا کوئی گدا نہ کرے

پنٹ پو سا ہی حسن کی ہے زکات
فرض ہے جب تلک ادا نہ کرے

اے نسیم بہار رنگ سیں کہہ
شرط ہارے گا گل بدا نہ کرے

اور تا۔جی کو کون دے ہے جواب
در پہ تیرے اگر صدا نہ کرے

سوختن خطا کو ایک برق آہ بس ہے
نامہ میرے عمل کا روئے سیاہ بس ہے

یعقوب اور زلیخا دونوں ہیں ہاں معطل
یوسف کے کھینچنے کو کونوے کی چاہ بس ہے

مت چھیڑ اگل یہ ہنس کر غنچے تو ہو پریشاں
لخت جگر کوں تیرے رنگین کلاہ بس ہے

کیوں تیور اور بنا کے ہم سیں پھرے ہے ٹیڑھا
مردم کشی کو ظالم سیدھی نگاہ بس ہے

محراب تجھ بھواں کی الٹا کرے ہے دونا
روز خوشی کو اوسکے یہ عیدگاہ بس ہے

سبزے کا پہیو کے پیالہ دریا کا بھید مت پوچھ
خضر طریق دل کوں ایک برگ کاہ بس ہے

نواب امیر خاں کی باتیں ہیں سحر ناجی
دعوے کو موہنی کے ایک ہی گواہ بس ہے

مت کر ہنسی کلی کی خوشی بے کلی کی ہے
نہیں پھول ہو سکی ہے یہ طاقت کلی کی ہے

کن سختیوں سیں سبزہ خط نے کیا ہے گل
سبزی چڑھی ہے خوب بہاروں تلی کی ہے

مبہوت ہو رہی ہے کلی تجھکوں دیکھ کر (پ)
ٹک بوجھ یہ چڑیل بھی کس کی گلی کی ہے

اے دل اگن سیں عشق کے مت ڈر کہ ہے وہ یار
مہرے سیں بھاگتا ہے برابر بلی کی ہے

صاحب نفس کے حکم سیں گویا ہے چوب خشک
کہتے ہیں بے نوا کو صدا بانسلی کی ہے

قالب کو تاب نئیں کہ وہ حرکت دے روح کو
ناگن لٹک رہی ہے بکٹ کینچلی کی ہے

ناجی کے حرف حرف میں عرفاں ہے جلوہ گر
استاد بیت بیت مصورہ دلی کی ہے

ہادیٔ[۱] ملک بقا شمشیر ہے — عکس[۲] ابروئے قضا شمشیر ہے
یہ حقیقت میں سنی منصور سیں — فتنۂ دار فنا شمشیر ہے
دور دشمن کی کرے ہے قطع نسل — نسخۂ دار الشفا شمشیر ہے
کاٹ سب قضیوں کو لاڈے ہے فلاح — قاضی حاجت روا شمشیر ہے
مرد کو بخشے ہے زر پر دسترس — میں سنا کان طلا شمشیر ہے
جو دغا کرتے ہیں بن کر یار غار — ان کے حق میں اژدہا شمشیر ہے
غازیوں کو جیو سیں پیاری ہے سلاح — مونس اہل وفا شمشیر ہے
دل سیں دھو ڈالے ہے برسوں کا غبار — دور در ہائے صفا شمشیر ہے
جان اسکے تئیں کلید قفل مرگ — یوں نگہ چڑھتی ہے کیا شمشیر ہے
ہو ہے معلوم اس سیں اشراف و اصیل — باندھنے سیں مدعا شمشیر ہے
زور بخشے ہے کمر کو دل کو فرح — ناتواں[۳] کے تئیں دوا شمشیر ہے
ایک دم مت کھول قبضے ہی میں رکھ — بیکسوں کی آشنا شمشیر ہے
سبز ہے ظاہر میں اور باطن میں سرخ — ہمدم برگ حنا شمشیر ہے
دوستی کر کر جو ہو پھر کینہ خواہ — اور تئیں اسکی سزا شمشیر ہے

---

۱ ہادی مشکل کشا شمشیر ہے
۲ نرگس ابرو قضا شمشیر ہے
۳ ناتوانوں کے اوپر شمشیر ہے

گر سپاہی ہے وسیلے کچھ نہ ڈھونڈھ
دل وسیلا پیشوا شمشیر ہے

ناتواں کو ہوے ہے دونی تقویت
پیر مرد دل کا عصا شمشیر ہے

مار اسکی بوجھ مت نامرد سیں
استے تئیں بار بلا شمشیر ہے

بادشاہی ہے اگر لگ جانے جوت
سایہ بال ہما شمشیر ہے

کیوں ہراساں ہو مصیبت بیچ مرد
صفدر مشکل کشا شمشیر ہے

قتل کو ناجی کے ابرو یار کی
مغربی ہر ایک جدا شمشیر ہے

❖

عاشق کنیں جو قدر نہیں مفلسی سیں ہے
کم پہنچا گلی میں سجن کی اسی سیں ہے

انساں یہاں وہ ہے نظر مہر جس میں ہو
بے مہر کب یہ چشم کسی کو کسی سیں ہے

مونہہ دیکھنا کسی کا خوش آیا نہیں اوسے
خودبیں ہے اسکا دھیان سدا آرسی سیں ہے

جاگے ہے آج پھر گے میرے بخت کے آگے ؟
اس لعل لب کوں شوق جو پان و مسی سیں ہے

نئیں خال و خط کے حال سیں زلف اسکی بے خبر
سردار فوج حسن کی وہ جزرسی سیں ہے

ناجی کا حال یار نے پوچھا نہ پھر کبھی
اپنا تغافل اسکوں میری بیکسی سیں ہے

ؐ

○

بلا ہے آفت جاں ہے ستم ہے
پری[1] چہروں میں تجھ سا اور کم ہے
تیرا شمشیر قد جب سیں علم ہے
گلا قمری کا اس دن سیں قلم ہے
گیا تو گھر میں[2] آ کر جب سیں اے شوخ
تبھی سیں مجھ دلِ وحشی کوں رم ہے
بھواں کی ذوالفقار آگے سیں تیری
نہ جاؤں جب تلک قالب میں دم ہے
بتاں کو خطرہ بد بیں نہ کر مَس[3]
کہ مَس[4] کو منقلب دیکھو تو سم ہے
سجن کے ابرواں کو دیکھ ناجی
فلک پہ ماہ نو کی پشت خم ہے

٭

[1] تیرا شمشیر قد جب سیں علم ہے۔ (کاتب کی غلطی کی وجہ سے پہلے اور دوسرے شعر کے مصرعے بدل گئے۔

[2] بر میں آکر　　[3] منع

[4] کہ جنکو　　[5] فلک نو ماہ پر کے خم ہے

٭ ٭ ٭

جب ان انکھیوں سیں ہار کر تھکی
دیکھ نرگس کوں لگ گئی ٹکی

جو نہ دی نازکی سیں موجودات
[1] تب کمر اسکی رہ گئی شکی

[2] ہے وہ کجا کہ دل کو بھون نہ کھائے
[3] کر کر آیا ہے مصلحت بکی

[4] ہیں پہنچی حنا جو ہاتھوں تک
جا لگی تجھ قدم سیں جب تھکی

تا تجی اب جوش اشک سیں میرے
آسماں ہو چلا ہے پن [5] چکی

ﷺ

---

[1] تب کمر اوسکی رہ گئی شب کی
[2] نہیں وہ کجا کہ دل کو بھون نہ کھائے
[3] کر کے آیا ہے مصلحت لب کی
[4] نہیں پہنچا
[5] پن جب کی

کیوں ہاتے پھولو ہو دیکھ اپنی یہ گل پیرہنی
ہے مرے خیال میں ایک اور کی نازک بدنی

طفل اشک میری جو انکھیوں سیں گرا پھر نہ ملا
گم ہوا خوب کہ ابتر تھا نپٹ ناشہنی

نرگس چشم تیری کی جو سیاہی دیکھے
جو کڑی بھول کے ششدر ہو غزال ختنی

مست اگر باغ میں وہ سرو خراماں جاوے
قمریاں فاختہ تن کوں بنا دیں کفنی

جیو کو مارے ہے تیری زلف پریشاں ہے تبھی
نہیں کوئی سخت خطا اور کوئی دل شکنی

سرخی لب کوں تیرے جبکہ نہ پہنچے یاقوت
تب تو کیا تاب کہ لے نام بیچارے یمنی

ہند کی زلف سیں ناجی کا نکلنا نہ ہوا
پا بہ زنجیر ہوئی مجھکوں یہ حب الوطنی

کچھ پائنتی سرہانا اٹکل سے لیٹتا نئیں
بامن سیتی پڑا ہے یو تھی وہ الٹی پلٹی

جو کوئی کرے کسی سے ایک ایک چیز جویا
نیار ہو تب آخر چھاتی ہے خاک مٹی

داڑھی نہ ہو تو لڑکا بیباک دیکھتا نئیں
کب ہو شکار آہو جب لگ نہ ہوئے ٹٹی

بوسے کے وقت ناجی ایسا ترش وہ بولا
میٹھا نہ کہہ کہ جس سیں ہو گئی ہے جیبھ کھٹی

۞

شب تاریک میں جب مست کیفی ہو وہ پی نکلے
تو لے کر شمع مینا روبرو عاشق کا جی نکلے

جدھر ہو جلوہ گر اپنے رخ روشن سیں وہ سرجن
تماشیکو دوانی ہو کے پردے سیں پری نکلے

اگر چاہے کہ حسن اپنے کوں دیکھے اے شہ خوباں
سکندر مجرئی بن کر دیکھاتا آرسی نکلے

میرا وہ یار نئیں جو غیر کا لے حقا اور پنجرا
تو ہرگز رخ نہ دے اے دل جو لڑکا لالچی نکلے

جو کچھ کہتا ہے اپنے لب سیتی جھوٹا ہی ہوتا ہے
بر آوے کام عاشق کا جو دھیمے سیں کبھی نکلے

ملے کوئی جس قدر گرمی سیں چین ابرو ہوا وتا ہی
ہزار آتش سیں سینکو کب مرو ہے کی کجی نکلے

جو قبرستان میں کوئی شعر ناجی کا پڑھے جا کر
کفن کو چاک کر کر آفریں کہتا ولی نکلے

گرلیگا غوت مت کھا تولے کے دود ولسی
خوجا اگر کھلاوے کھاجا پلاوے خصتی

کاکل نے اس صنم کے چیٹا لبا ہے دلکرِل
نکلا وہ ناگ کالا کہتے تھے جسکو رسّی

بے دقت کیوں نہ اترے احمد کنیں فتحنا
ایک بات میں رکھے ہے میرا کلام فصی

مت ایک شصت اوپر انگلی کسی کے چیکا
قبضے میں مت ہو ایسے ہم دین ہیں شصت اسی

جو کچھ کہے سمجھ کر ہو پاس شرح جس میں
ایسا نہ کہہ کہ ناجی ہو عرش اور کرسی

۞

کرے بختی ہم سری لے ہجر کی شب مے موںہہ یہ اندھیاری
جو دیکھی اب تیرے کاکل نے کے بل جاتی ہے بلہاری
نظر بھر جن نے دیکھا حسن کوں تیرے بھنور ہے وہ
پڑیں گے اشک جوں حسرت سیں دریا جب کہے جاری
عمل کرتے ہیں جیسے مردم بدمست پر مل کر
صف مژگاں سیں تیری سیکھ کر ظالم سپہ داری
سیہ بختی کا عاشق کی مخالف بیچ اگر باد ئے
نہ ہو ایک زلف سیں جب لگ وہ بے حال اس اوپر طاری
نہ جینا زخم کھا غفلت سیں نیند آتی ہے سولی پر
کہا منصور نے گر دار نئیں تو کیا ہے بیداری
اگرچہ نئیں بھروسا دم کا ہے پر شغل بہتر ہے
جہاں یہ دشمن جیو ہے بری ہوتی ہے بیکاری
سقر اور نماز میں سے پاک ہے جو فرق نئیں کرتا
ایک ہی ہے سب ناجی رہے ناری ؟

پری رو ہے گل و بلبل بے رنگ و ابر دینا ہے
چمن میں دوڑ چل اے دل کہ یہ وقت تماشا ہے

ہوا جب آئینے میں لب بہ لب تب میں لیا بوسا
جو آیا اپنے قابو میں تو پھر منہ دیکھنا کیا ہے

نہیں کچھ رخت گل جبا سکی رنگینی تلے ٹھہرے
کہ دیکھو خوش لباں سے بیچ ہو جی کا مزا لا ہے

نہ ہو بد دل تو اس نوخط کی کہول عادہ خلافی پر
کہ گذرے قرن ایک بوسے کے تئیں امروز و فردا ہے

پھرے ہے وہ مشتری طلعت بنی بن بن مثل مجنوں کے
جسے عالم میں تیری زلف کی لیلیٰ کا سودا ہے

عبث لڑکر مخالف سیں بھلا نئیں مفت جیو کھونا
کر دل اس نقد کی کو پیشکش پیارے کو اولیٰ ہے

سجیلا بوجھ سکھلاتا ہوں ناجی وائذ سب اسکول
لیا زور آوری سیں بیچ میں دیکھا جو بھولا ہے

○

چرخ کی گردش سیں تب یوسف کے جیو کوں روت ہے

دیدہ یعقوب ہے وہ جو کوئی کہ سوت ہے

اصل کا چھپتا نہیں شعلوں میں اصلا آب ورنگ

جوہری بوجھے ہے جوہر جس میں اور جو پوت ہے

کیا چلے آتش کا اس پر جسکو ہے دست پناہ

ہے سلیماں جس کے تئیں ایک چیونٹی بس کوت ہے

موںہہ سجن کا کیوں نہ چمکے اختر روشن کی طرح

یہ وکالت خال گور اوپر دیئے کی جوت ہے

سوختہ ہے ناجی کا دل دیکھ اوسکے ہاتھوں میں پتنگ

غیر کا کھاتا ہے پیچ اور ہمکو نت الٹھ غوت ہے

✤

شراب وا ابرو ساقی و گھٹا پیالا مجھے بھر دے
شراب روح پرور خوش مزا صافی تراز دردے

قدوں میں نیمچے ہیں ہند کے معشوق سب رستم
جو سہراب ان کے تئیں گھورے تو کھینچیں اسکے یہ گردے

مخالف ہے ہمارے ساتھ دیکھے ہے وہ مہ رو کو
لگے رہتے ہیں ناجی ہم سبتی شیروں کے پس خوردے

ؕ

وہ رکھے گرمی کے روزے جو ہو مقبول خدائے
حرص پانی کی کرے نئیں اپنے تئیں ایک آزمائے

کیوں وہ بہتے رہے اور موج حوادث سیں بچائے
بادشاہی اوسکوں جسکے جیوتے سر پر ہمائے

روبرو غنچے کے توں ایسا کہیں جو کھلکھلائے
ہے بجا پھولا اگر وہ پیرہن میں نئیں سمائے

ہے طرف تیرے ہی ایک مجمع شہیداں دادخواہ
ہر قدم تیرے ہی ہو ہے اور ایک محشر بپائے

دیکھ بلبل کوں خموش اور باغباں کو سردمہر
گل نے اپنا حیف سیتی آخر کیا جامہ قبائے

ایک دم لذت ملے گر ہو فنا ہستی سیں سا حرف
پانچ ستے برس اور جیا تو کیا ہو شاہ بقائے

مہر سیں ہرگز نظر کرتا نہیں وہ سنگدل
بسکہ جب لگ عشق میں ناجی نہ ہو کوئی سرسائے

سرو ہے ہر نگہ پی کی پلک خونخوار ہے نا
تیرا یہ قامت اے ظالم قیامت کا نمونا ہے

تیرے قد کے تئیں ہے یہ تری ہے بیں طوبیٰ میں
مخالف کیا سمجھ سکتا ہے سرو اوسکو وہ دونا ہے

ملے سونے میں کھو کر دل کو کھوٹے چلن والا
جو سونے تو لگے ملنا نہیں کہتے ہیں کھونا ہے

بھلائے داو کرے اٹکل کو اب تم بھی ہوئے عاشق
نظر آتے نہیں تو دیکھتا ہوں شہر سوتا ہے

کرے ساقی گری لازم ہے تجھکو ایک شب کامل
کباب دل تو اپنا آتش ہجراں میں ہوتا ہے

جسے جانے محمد اور خدا محبوب اے ناجی
لگا مت ہاتھ ادب سیں کر سلام اسکو نہ چھونا ہے

پریشانی کے غم میں کیا کہوں اس پر کہ یہ گزری
کلی گلشن میں ہنس کر ہم میں جو کہنا تھا کہہ گزری

تغافل باغباں کا نئیں فقط اور گل کی نیرنگی
بہار آنے تلک بلبل ہزار اوقات سیہ گزری

حیات جاوداں ہے خط کے سبز رنگ کا نظارا
جو عاشق نئیں تو عمر خضر میں بے جا تبہ گزری

اگر ہم چشم دولت مند ہے چشم کرم مت رکھ
صدف پیاسی رہے ہر چند موتی پاس بہہ گزری

اٹھا نئیں میرا دل ماہ رو کے یوں جو کمیں دیکھے
خوش آوے کس طرح ناجی کو ایسا حسن رہ گزری

جو بلبلیوں سیں وہ گل رو ملا ہے
تو خواری ہے پھر اس میں کیا بھلا ہے

انگوٹھے لعل کے دکھلا کے پل میں
پری رو نے میرے دل کوں چھلا ہے

مخالف پاس تیں سینہ ملایا
بہانے ارگجی کی بر ملا ہے

گیا عاشق تو پھر جیتا نہ آیا
مگر گھر خال جی کا کربلا ہے

میرا دل لے گیا ایک تان گا کر
عجایب سحر ساز اس کا گلا ہے

میں پوچھا روٹھنا اس شمع رو کا
کہ چاہا غیر کوں اس میں جلا ہے

بجا ہے چشم ہوں ناجی کے دریا پری کا دل میں اس کے ولولا ہے

اب وہ ساون مزے کا اور خوشی کی بات ہے پھر سیں لولا جو تھا وہ اور دن کی بات ہے
حال اس سید پسر کا تو بخاری ہے صحیح شرح جس نقطے کی دیکھو زلف سیے مژگات ہے
خضر ہے تو کیا ہے حیوانوں میں رنگینی کی قید جو خریداری نہ ہو تو نان بھی ایک بات ہے
حیف وہ لذت کہ جسکی ایک پل ہے عمر تو حایل اسکی ذات کو دنیا کی سب لذات ہے
دیکھ کر عاشق کو گریاں ہوئے جلیں ابر دو چند نئیں اترتی وہ کماں حالانکہ یہ برسات ہے
جو دیکھاوے تو کف رنگیں تو جسے رنگیں تو نئیں موت ناجی کی پیا سے لب تمھارے ہات ہے

نہ بوجھو گل ہے دل عاشق کا یہ جلتا انگارا ہے یہی ایک داغ نئیں تو ہے لالا اس میل ورہزارا ہے
اگرچہ دیس ہے کچھ مطرب کنیں گانے بجانے کا یہ دے کر بھول جاتے ہیں وو خود اسکندر دارا ہے
ضرر ہے شوخ چنچل ملے سیں گو جبالی ہو بدن سیں پھوٹ نکلے گا نہ کھایا یہ خام پارا ہے
سفر کرنے کوں اس عالم سیتی مت جا یہ تو یوں نت مرے سو جا تجھ کر تے ہیں یہاں ایک ہی نقارا ہے
مسیحا ہو تو لائے نئیں اگر پہونچی ہو وہ لذت کوئی دم مارتا ہے پارے سیں کس کوں یہ یارا ہے
نفی اثبات سیں کٹتی ہے جڑ خطرات فاسد کی نہال کفر کی تادیب کوں یہ ذکر آرا ہے
قرن گذرے ہیں ملے ناجی کبھی ہنس کر نہیں بولا مجھے کچھ اور غم نئیں خامشی نے اسکی مارا ہے

تیرے بھائی کو چاہا اب تیری کرتا ہوں پابوسی مجھے سرتاج کر رکھ جان ہیں عاشق ہوں مورد نی
رفو کرتے ہیں ایسا پیار جو عاشق ہیں تجھ سیں پھٹا کر ادر سیں شال اپنی کہتا ہے تجھے توسی

ہوا مخفی مزا اب شاہدی سیں شہد کی ظاہر
مگر زنبور نے شیرینی ان ہونٹوں کی جا چوسی

کسے یہ تاب جو اس کی تجلی میں ہے ٹھہرا
رموز طور لاتی ہے سجن تیری کمر موسی؟

سماتا نئیں ازار اپنے میں اتر دیکھ رنگ اس کا
کرے کیخواب سے جانے کی یوں پاتے ہیں جاسوسی

برنگ شمع کیوں یعقوب کی آنکھیں نہیں روشن
زمانے میں سنا یوسف کا پیراہن تھا فانوسی

نہ چھوڑوں اس لب عرفاں کوں ناجی اور لٹا دوں سب
ملے گر مجھ کوں ملک خسروی اور تاج کاؤسی

قضا سیں سنبھل کر کر آشنائی اسکی جھوٹی ہے
کوئی سکتا نہیں موڑ اسکے تئیں یہ دہر کی توتی ہے

کوئی پوچھا ہے کہ دل سینے میں ہے عاشق کے تئیں گمکن
یہ بستی ظالموں نے آج نہیں مدت سیں لوٹی ہے

ہر اودے نقد دل اپنے کوں ہو کر مست جو دیکھے تجھے
تیری گلگوں قبا اوپر گویا سبزے کی بوٹی ہے

نجانے تھا کوئی بنت العنب کوں پاکیزہ ہرگز
سنو یہ بات بد مستی میں اب گر ہم سیں چھوٹی ہے

قسم کیفی کی میں لڑکا نہیں پاؤں تو اے ناجی
کہاں جیوے برنگ ناگ جن کے جنم گھوٹی ہے

کمر کستے ہیں سب عاشق طرف ہو کے سجن دہاوا ہے
کہ اسکی زلف پر ایک لے خطا کے خون کا دعوی ہے

بلائیں راہ کی کب یار کوں عاشق تک آنے دیں
کہ گم کرنے کوں یوسف کے تئیں کنواں تلا دا ہے

نہیں ان خواب کا امکاں جہاں ہوئے گا نشیمن ہو
یہ دو انکھیاں نہیں مجنوں کی لیلی کا کجاوا ہے

کرے دل گل بات کہتا تھا نہ بولے کس کے رو سیتی
یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہاں سے منہ بھلاوا ہے

نہ دے کم ظرف مٹی بھی جو ہو بیارن گلال اسمیں
اپنا اچرج کہو نا اور سمجھا نہیں گل آدمی ہے

سخن ہے اس کے مضموں دینے ہر گو کہ رنگیں ہے
کلی تھی ہو نہ منڈی کیا یہ طرح کھلتی ہے باد سے

جہاں دل بند ہو ناجی کا وہاں آئے خلل کرنے
رقیب لا ول ناصح گویا لڑکوں کا باوا ہے

اس ابر میں گر مے پیوے وہ بادلہ پوش آوے
دیکھ اسکی جھلک سوں پھر مجھ میں نہ ہوش آوے

وہ ماہ ہلال ابرو گر مہر کرے مجھ پر
کہنے کوں مبارکباد اوپر سیں سروش آوے

ہو گوشہ گزینی کا معلوم تبھی پھیرا
جب ہم سیں کماں ابرو ٹک حلقہ بگوش آوے

سب اوسکے ہنسانے کوں منہ بول اٹھے غنچے
جو اس لب رنگیں سیں گلشن میں خموش آوے

جو بھاو بتا گت پر ہو رقص میں وہ چنچل
عشاق کے سینوں سیں جیو پھاٹ خروش آوے

اوس شوخ کی انکھیاں کو کر یاد جو ہم روئیں
تب دل منے دریا کے بر جاہے کہ جوش آوے

میں ظلم رقیباں کی فریاد کروں ناجی
وہ بادشہ خوباں جو عرض نیوش آوے

جوں بگڑے سیں چھڑی برگ صریح لیتا ہے؟
حال مجنوں کے تر و خشک سیتی دبتا ہے

دہن کوں دخل کیا تیر و کماں سیں سہما
ڈوبتے وقت سپاہی جو کوئی کھیتا ہے

دلو ہو بھول مت اے کور نگاشۂ زالست
وہ بلایا ور کھرا اور دل کوں نگہ بچیتا ہے

شوخ طرار سیں باتوں میں نئی صحبت ناچاق
تو ملا خوب ہو لینے کو کہو لیتا ہے

اور سرے سیں نئی مار اب ان انکھیوں کی
وہی سوہن ہے جو ناجی کا جگر رتیا ہے

وہ دریا پار میں ہجرت کی شب مشکل سیں کاٹی ہے
نہ کر فردا کا وعدا اس کا فردا دور گھاٹی ہے

نہ مل سو سے پلنگ پر ایک دم فرہاد اور شیریں
یہ چرخ بے ستوں کی بات بے تھریحا سیں باٹی ہے

مخالف کا کہا مت مان باز آ اسکے ملنے سیں
نہیں وعدے کا وہ سچا بڑا جھوٹا لپاٹی ہے

جو دولت میں نہ چھوڑی خاکساری مرد ہے ناجی
بجا لیں جا پر دل گل میں تو کیا آخر کو ماٹی ہے

ہوئی ہے پیار سے منہ کو دکھاتے نئیں سو کیا معنی
سخن وے مہربانی کے سناتے نئیں سو کیا معنی

ہمیں تم جانتے ہو غیر سیں ملتے نہیں اصلا
خوشی ہو پھر گلے ہمکوں لگاتے نئیں سو کیا معنی

رکھا ہے نقد دل میں نے نیاز ناز کوں تیرے
کبھی میری طرف اک بار آتے نئیں سو کیا معنی

تیرا یہ راست قامت دیکھکر شمشاد چھپ جاوے
تم اسکوں بندگی میں اپنی لاتے نئیں سو کیا معنی

تمھاری ہوش کی باتیں سننے سے ہوش جاتا ہے
یہ بھولا پن ہے ہیں اپنا بتاتے نئیں سو کیا معنی

جو کچھ ناجی سیتی تم سیں مکرر کہہ سنایا ہے
ٹک اسکو آفریں کہہ کر بلاتے نئیں سو کیا معنی

ہوئیں جب دکھ سیں لال انکھیاں گلابی تجھ سیتی پینی
لگا کہنے کہ ہے بیمار کوں لازم دوا پینی

بھڑک سکتا نہیں دل کبوتر جس کے جنگل میں
نگہ خونخوار تیری کس سے سیکھی ہے یہ شاہینی

تیری انکھیاں کسی کے تئیں توانا دیکھ نئیں سکتیں
برا سا عیب ہے انسان میں یہ ناتواں بینی

اگر ہوئے کامیاب اوسکے لبوں کے بوسا سیں ناجی
تو بیشک نذر شکر گنج کی بانٹوں میں شیرینی

جیوں سیں قتل ہو تیغ بھواں کو اسکی جو دیکھے
جو باور نئیں تو آ اک دم سنگھ اس خونی کے ہو دیکھے

نہ آیا وہ مبصر جوہری یاں پھر تماشے کوں
نگہ مارے میرا تجھ بھواں کے گہر ہم پر پرو دیکھے

نہیں امکان جانا صفحۂ رخسار سیں خط کا
کہاں مٹتی ہے آب تیغ سیں یہ حرف دھو دیکھے

تماشا مفت ہے لڑکا ہے ہرجائی تو کیا ڈر ہے
نہ رکھے پشت سیں کچھ کام عاشق وہ جو رو دیکھے

نہیں تشبیہ کوں تجھ باغ یکتائی میں یار اصلا
نسیم صبح کوں کیوں کر کہ احول چشم دو دیکھے

عبث کرتے ہیں تہمت ہمکوں منہ یاں سیں لے ناجی
جو لڑکا شک رکھے ایک رات وہ ہم پاس سو دیکھے

مارا ایک عاشق اگلا اب مجھ طرف ڈھلا ہے ۔ رہنے کا نہیں ٹھہر کر لونڈا یہ چلبلا ہے
جیتا ہے جو یہ گلگرو دیویں نہیں تو مر جائے ۔ عاشق کی زندگانی پانی کا بلبلا ہے
زلف سیہ سجن کی رکھتی ہے شور محشر ۔ ہر ایک شکن کی اس کے عالم میں غلغلا ہے
موزونیت میں طوبیٰ اس قد سیں کیوں ہو سر پر ۔ نرگس کی ڈنڈیوں سیں وہ بار ہا ہلا ہے
ہے آج مست ناجی وہ ماہ مشرق آرا ۔ کیفی ہے تو بھی مل جا توبہ کا در کھلا ہے

نظر کر اپنی آب گل میں کیا سر نہانی ہے ۔ صفائی سیں یہ صورت آئینے نے دل کی پائی ہے
نہ پھر مغرور اپنے گل سے چہرے پر کہ ہے باغی ۔ نہیں رہنے کی آخر یہ بہار اے جان جانی ہے
انا الحق بولنے لگتا ہے اس کے زخم کا بسمل ۔ کٹاری آبدار اس شوخ کی منصور فانی ہے
بجا ہے ہم خوشی سیں آج شادی مرگ ہو جائیں ۔ کہ اس کے سر اوپر رنگدار چیرا ارغوانی ہے
لگن میں اپنی کیوں نہ جلاتا ہے دل اپنے کوں ۔ مجھے روشن ہے گرمی شمع رویاں کی زبانی ہے
تیور اس کے پھرے مجھکوں نظر آتے ہیں اے ناجی ۔ کروں کیا باز نہیں آتا یہ دل الفت دیوانی ہے
سنا میں آج اور تازہ شگوفہ جس میں ہے خامی ۔ کہ ان انکھیوں کے تئیں مردم کہیں ہیں چھرما
سنا میں آج اور تازہ شگوفہ جس میں ہے خامی ۔ کہ ان انکھیوں کے تئیں مردم کہیں ہیں چھر بادامی
تری انکھیاں ہیں خونی مت حمایت کر اپنی پیارے ۔ کوئی انسان بد کا اس قدر ہوتا نہیں حامی
صبح تا فوج زلفاں سیں نہ تھا ظالم کہ خط نکلا ۔ نہ جانے کیا کریگا دھوم اب یہ لشکر شامی
ٹھہرتا نئیں ہے جو لڑکا دست گردن ہاتھ لگتا ہے ۔ پھڑک رہتی ہے باقی اس میں جو شکر کہ ہے دامی
غزل پڑھتا نشے میں وہ ادا سیں بھر کے دے پیالا ۔ تو ہو کر ملتجی پیو جائے اسکوں مولوی جامی
نہایت لالچی ہے کس طرح پنڈا میرا کھاوے ۔ کہ ناجی مقصد صیاد کوں حاصل ہے بے دامی

سجدۂ بت کا مزا ہم تھا کہ نادانی تھی — بات ہے عشق کی زاہد کو نہ پیش آنی تھی
گندمی رنگ بہت سیں نظر آتے ہیں آج — چشم بد دور کہ غلےؔ کی اب ارزانی ہے
عکس تجھ رخ کا جو ہے اے شہ خوباں اسمیں — یہ خطاب آپ نہیں تب سیں میری جانی ہے؟
میں کہا پیچ نہ کھا اسکا تو بدی ہے رقیب — کب موثر ہو میرا قول اسے مردانی ہے
کیوں نہ تاجیؔ کوں ہو میٹھے سیں بتاں کے پرہیز — بعد ہر زیادتی لذت کی پشیمانی ہے

— ∼ ※ ∼ —

مزا کر آپ پہ وردے گا جو تیرے میں بستا ہے — تو اے کم ظرف کس منہ سیں لگن میں یوں کی دھنتا ہے
عجب آمیزش بد سیں مزا کلہے گویا پانی — خلل دیکھے ہے جس سونے میں زرگر اسکوں کستا ہے
ہے اسکے چاند سیں رخسار کا بوسا گراں قیمت — لیے سیں نقد دل کر دے تو یوں جانوں کہ سستا ہے
یہ اوسکی نرگسی انکھیاں اوپر پلکیں نہ جانو تم — کسی بے رحم کافر کیش کے تیر دل کا دستا ہے
ملک بھی مہر سیں عاشق کے حال اوپر لگا رونے — گھٹا میرا دل اس بے درد سے چھا جوں برستا ہے
تعلق دام ہے آزاد کے دل کوں اگر سمجھے — کہ وارستی کو بستر خاک تکیا اس کا رستا ہے
کسی نے یار سیں پوچھا کہ تاجیؔ کی کہو خبریں — لگا کہنے کہ مت پوچھو عجب شہر اشکستا ہے

— ∼ ※ ∼ —

وصل کی مت کر شتابی ہجر کے ٹک باد دے — ہو سما دھانی سیں پیان[1] نوح بن کے جاوے
حکم غنیمت کا یہاں قطرے کنیں ہے ذات سیں — ایک مشک اوپر ہر ایک شقا کیے دریا وے
زلف کی موجوں میں ہرگز مت پریشاں دل کو کر — ابروئے خم دار کے پہلے تو تو ایک ناوے
دام اور منصب کا دیوانا نہ ہوا ے بوالہوس — آتشؔ اس پیچ ہے دنیا کے دو دن بھاوے

---

[1] بوجھ۔

دم نہ مارے کھیل میں کہہ تو گدھا ہے یا گدھی
گر خر عیسیٰ ہو لڑکا فن سیں اپنا داوے

یہ تو رے جو نقد ہے ناجی سینی اے سیم تن
گر نہیں سارا لیا جاتا تو آدھا باوے

غریب اوپر نہ گیستی آج سیں دل سخت کرتی ہے
زمیں سیں پوچھ کیا کیا جرا دل بیچ دھرتی ہے

نہ لے میوا کسی کا اور نظر مت کر مٹھائی پر
دہن تیرا ہے پستہ اور لب شیریں امرتی ہے

گھٹا ابر سیہ میں برشگال دل کی بیتانی
جھلک سیں تجھ دہن کی آنت میں سیں ڈرتی ہے

شہیدوں کا لحد آتا نہیں منہ بیچ میں کہہ دو
ترے اس پان کھانے پر قیامت ہو گزرتی ہے

کلی تیرے دہن کا ذکر سن گلشن میں ہنستی تھی
جو دیکھا اب تو موہنہ موندے صبا سیں وہ مکرتی ہے

عرق نے گل کیا جوش بہار حسن سیں موہنہ پر
گلابی باغ کی یہ موتیا کیا خوب ترتی ہے

میاں بنا لخت دل انکھیوں سیں دو ناجی جو کوئی برسے
یہ ساون کا مہینا ہر طرف لالو نکی بھرتی ہے

جلتی تھی شمع سن سن گلرو کی شعلہ خوئی
دیکھا تو اودھر دامن آخر لگن میں رو ئی

ہر اشک سرخ میرا یا قوت کا ہے دانا
تار نگہ سیں میں نے تسبیح[1] جسبھی پرو ئی

موجی ہے اپنے گل کا مجھی نہ دے کہے سیں
اب تو مخالفوں نے وہ بات ہے ڈبوئی

تو حید کی پہیلی بوجھے تو پھر مرے میں
کانے میں ہے نہ بوجھ جانے نہایں ہے کوئی

مرکت جلے نہ ہرگز جب آ لگے ہے پاؤں
گھوڑے کو بیل ہونے تب بھول جانے ہے یوئی

مرتو ہے سیں ناجی تو مت ہوا سکے خمگیں
یہ سنگدل ہر ایک سیں کرتے ہیں سخت گوئی

[1] تسبیح -

تہہ بہ تہہ کر ورق ورق ہیں ہاڑ دیے اور ہاڑش کے کیا مطالع ہو سو مج سیتی مجلیس خفاش کے
پھونک دیتا ہوں تو بن دیکھے یہ کہتے ہیں کبھی گر اثر منتر میں نئیں تو کیا دانے ماش کے
اہل غفلت کوں خبر نئیں موںہہ سیتی جو نکلے صحیح جمع خاطر جنکی ہے محتاج نئیں شاباش کے
محتسب کی رفع شر کو کیا سند ہو اسکے پاس حرز جاں ہے نقش کا ہاتھوں میں بے نقاش کے
چھوڑ کر وہ شوخ کیوں ناجی سا شخص باصلاح بیٹھتا پھرتا ہے جا کر پاس ایک اوباش کے

تا نئیں آتے ہیں خوباں کھو کر اپنی امردی زیب کاغذ کی تو ہووے خط یہ آخر بے زردی
جان نہ کیا موج تھی جو ہم سیتی ناجی کا قول حیف اپنے لب سیتی کہتے تھے پھر کہہ کر نہ دی
دکھ ہے کہ سر کو اپنے عشق کی تروار پر جو تو چاہے ہو تیرے قبضے میں ہاک سر مردی
قتل ہوتا ہیں یک بیک عاشق ہری پا پیچ دیکھ کر اے سجن تیغ کشیدی ہے یہ تیری خوش قدی
عاقبت پچھیرے گا لڑکا ہم کو سن کر متقی خوب اسی کوں جانتا ہے جو کرے اس سیں بدی
دو گرفتاروں میں ہوں لفانے کہہ دے کیا ہے پیچ عشق میں ارشاد کا محتاج ہو نئیں مبتدی
کیا کمر پر بن رہی ہے پٹکا عجب حیرت میں ہوں جو نظر ہماری نہیں تو یہ ہے فضل ایزدی
میکشی کی قید نئیں رمضان و شعبان میں مجھے بس ہے ناجی کی شفاعت کوں جناب احمدی

موں کوں تجھ نمک سیں راحت ہے ایک لونڈی تیری صباحت ہے
سن کے غنچے نے پیرہن پھاڑا جان ہنسنا ترا قباحت ہے
پنجتن پاک بن نہ بوجھے کوئی اس چھبیلے کی اور صباحت ہے
کل تجھ انکھیاں ہوئی جو تھی بیمار آج نرگس کنیں نقاہت ہے

کیوں او‌س سیں خدا کے باتیں   بات میں جس کی یہ فصاحت ہے
ناجی آگاہ جو ہے وحدت سیں   قول و فعل اس کوں سب اباحت ہے
نہ سن واعظ کی بات لے دل وہ اپنی دھن کا یکا ہے   خدا حافظ تیرا دوزخ بھی!
نہ سن واعظ کی بات لے دل وہ اپنی دھن کا یکا ہے   خدا حافظ تیرا دوزخ بھی ایک شرعی در کا ہے
ہر ایک کا شن میں اوڑھے رنگ سیں تو ہی اس شہ کا   خواص اسکے الگ اور ذات میں اپنی وہ یکا ہے
غرض گر مخلصی ہے قبلہ من ہو کوئی صورت   تو سیر دل ہے ایک بیت الحرم اور چشم مکا ہے
بیر سب عقدہ دل کھول کر لوٹا جو کچھ پایا   زمانے پر نہیں پھیرا کرے میرا اچکا ہے
تماشے کا ہے یہ مصرع کسی انسان کا ناجی   نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

بولا نہ گرچہ میں نے بولے کی کی تھی یہ چوری   نکلا انپٹ وہ میٹھا کہتے تھے جس کو شوری
کب آنچ سیں برہ کی بیٹھے ہے جیو چھپائے   لڑکا کوئی مزے کا کھینچے ہے دل کی دوری
لذت کے یہ ہیں معنی صورت سیں بے خبر ہو   زانی کوں سب ہے امرت ہو سانولی کہ گوری
نئیں کام کا وہ لڑکا لگتی ہو جس سے کا ناک   ہے ماہ رو پرا سکی باتیں ہیں سب چکوری
ہولی کی دھوم سن کر سویا کسی بغل میں   آواز دف کی ہے لڑکے کے حق میں لوری
اندھے کو آنکھ ہو ہے جو دستخط کرو تم   میٹھا بڑا ہے تجھ کو دینا ہے فرد کوری
مانند فرح طفلاں آنسو ہیں میرے جاری   تجھ دل کو تیرے در نے بخشی ہے بیقراری
مژگاں بھواں تمن کی خونخوار بس نہیں ہے   جو کھینچتے ہو ہم پر تردار اور کٹاری
نرگس کہتی تھی میں بھی دیکھوں تمن کی انکھیاں   پھر زرد ہو نہ بولی پوچھا جو تم نے کیاری

---

[1] زمانے پر پھیرا نہیں کرے میرا ہی اچکا ہے (نسخہ پٹیالہ) [2] مصرا (نسخہ پٹیالہ)

رنگین دہن کو تیرے دیکھا چمن میں جب سیں — کانٹوں میں لوٹتے ہیں سب غنچہ بہاری
شمشیر قامتوں کوں خاطر میں لاؤ تا نئیں — ناحق نے بانکپن کی دیکھی جو سج تمھاری

***

خون مردم پہ کیا نشتر مژگاں سادی — چشم خونی نے تری سیکھ لیا فسّادی
شکوہ زلف نہ کر اس شہ خوباں کے حضور — مار ڈالیں جو کوئی ہوہے یہاں فریادی
چشم سرمے کی نہ رکھ دل میں تیرے قتل کنیں — بس ہیں انکھیاں تیری اے رشک گلستاں سادی
جور خوباں سیں نہوئے ملک دلوں کے ویراں — نئیں جہاں عدل تو کم ہوہے وہاں آبادی

***

سیاہی وقت ملنے کے جو آغا کو نذر لاوے — تو چاہیے نقد دل رکھے وہ ہاتھ اوپر نہ زر لاوے
متاع حسن کا سودا ہے اس سے جو جرأت سیں — دل بریاں وہ رنگ زرد اور دو چشم تر لاوے
نگہ اس کی قیامت ہے جسے دیکھا وہ بچتا نئیں — بلاوے اس کو وہ جو زندگانی کو بسر لاوے
کبوتر نے کہا یوسف کو کنیں میں نہیں سو یہ نکلا — جو ردتا جائے سو روشن ہے موئے کی خبر لاوے

***

گل کو تجھ رخ سیں شرمساری ہے — موہنہ ترا غنچہ بہاری ہے
تجھ کو کیوں کر جدا کروں اے جان — زندگانی بہت سی پیاری ہے
تیرے رخ کے عرق میں اے گلگوں — موتیا کی سی آب داری ہے

***

دو بالا ہو کے مخموری عبث انکھیاں کو ملتا ہے — سجن پہلے پیالا دو ابھی یہ درد چلتا ہے
شراب تند دانا کو کلید گنج گوہر ہے — اگر روڑا اگرے تو وہ موہنہ سیں لعل اگلتا ہے

نہیں خورشید کی یہ تاب تیرا ہو سکے ہمسر — اسی حسرت کے داغوں بیچ وہ ہر روز جلتا ہے

میں کہا چل میکدے میں آج وقت سیر ہے — کہنے لاگا میں نہیں جانے کا اس میں خیر ہے
چاہیے لڑکے کو ہو خوب و ناخوب کا امتیاز — گر چچا ماموں نگاہ بد سیں دیکھیں غیر ہے
ہم نہیں انکھیاں ہیں کعبہ مردمک ہے اسمیں نور — ہندواں کہتے پتلی چشم گویا دیر ہے

زر بن اسکو نہ بوجھ اداسی ہے — سرو قد میرا اعلیٰ رداسی ہے
لے گیا گھیر دل قبا کو دکھا — نہ پھر آیا بڑا لباسی ہے
آج رنگ حنا سیں پیارے کا — دست گلدستہ حناسی ہے

قصاید در مدح نواب امیر خاں

کرم سیں تجھ پہ خدا کا ہے مدعا اور ہی — جدی ہے ہر نبی قبض مرتضیٰ اور ہی
رسول خاص کے قبضوں پہ تجھ کو سر نگاہ — کہ ہے تیری صف مژگاں کا پیشوا اور ہی
تیرے ستارے کی صورت ہے مثل سورۂ قدر — جبیں اوپر ہے تیری نور ہل اتیٰ اور ہی
بلند مرتبہ نواب امیر خاں صفدر — ترے عروج کے کوکب کی ہے ضیا اور ہی
تا یک صفات و فلک مرتبت محمد شاہ — کہ جس کے تاج کے گوہر کا ہے بہا اور ہی
تجھی کو جانے ہے دل سوز و خیر خواہ اپنا — کہ اعتماد ہے تیرا جد وفا اور ہی
حیات بخش ہے تیرے چمن کا ہر ایک گل — ہر ایک نہر ہے اسکی جدا صفا اور ہی
مبادا کام تن او پہ ہے تیرے نیما کا — کہ نفضل سیف تیری اور ہے ثنا اور ہی

کتب ہے ہر ورق گل حدیث خوان بلبل
چمن کے باغ کا ہے برگ اور نوا اور ہی

خوشی ہے خالق سبحان تیری قدرت کا
تیرے شکار کا ہے تیتر اور لوا اور ہی

کرم سیں اہل مطالب کے غم ہے تیرا موت
نہ شیر مال و پلاؤ تیری غذا اور ہی

رعایت اعرج و اعمی کی فرض جانے ہے
کہ تیرے خوان نمک پر رہے عشا اور ہی

غریق رحمت ایزد ہیں تیرے سب اجداد
حیات ان کو رہے جاوداں بقا اور ہی

کہ تجھ سیں جوہر کامل کی قدر کر کر فہم
مراد و علم کو بخشا یہاں صفا اور ہی

تم اپنی مہر سیں اب تربیت کرو جس کو
ہوا اس کا ہوش جدا ذہن اور ذکا اور ہی

تیرے بسنت کے سب عنبر و عبیر غلام
کہ اوسکی بوئے مروت ہے دل کشا اور ہی

کریم اور بھی دیکھے یہ امتیاز نہیں
رکھے ہے قادر تیری فیض اور عطا اور ہی

تیرے کرم کی صفت کیا ہے میرے کہنے تک
کہ جس کو کرتے ہیں تحسین و مرحبا اور ہی

پکارتے ہیں کہ آؤ اس طرف بڑھے دولت
تیرے نقیب تفضل کی ہے صدا اور ہی

لباں تیرے ہیں ہے آب حیات کے خواص
ہر ایک سخن ہے تیرا نسخہ شفا اور ہی

جو دیکھے اس کو پری رو ذکات دے بوسا
اثر رکھے ہے تیری رہ کا نقش پا اور ہی

حسد سیں لعل بدخشاں ہو لعل در آتش
کہ ہے سمند کی سم پر تیرے اور ہی

ہر ایک باد بہاری کی طرح خوبی میں
بہ برق سیر تیرے سب ہیں بادپا اور ہی

نہ ٹپکے خون مگر وقت رزم کے ندیاں
تیری سپاہ گری کا ہے ماجرا اور ہی

سخائے ملکیت حاتم کو طے کیا تم نے
کہ ہے جناب کی تمھیں عطا اور ہی

عمل کی دوستی تجھ میں نہ عقل اور دل کے
تیرے شہید ادب کا ہے کربلا اور ہی

بجا ہے جا کہ ہیں جو ہر بر زر و شب ہو دھوم گجر
تیری ہو نوبت و گھڑیال کی صدا اور ہی

تیرے تنبولی کے بر کے ہوں رام اور لچھمن　　کہ ہے اکالی تجھ لب کی ایک کتھا اور ہی
دعائے خیر ہے بازی گروں کا تار نہیں　　کہ تیری عمر کے رشتے کی ہے کلا اور ہی
مخالفوں کو لگے سنکھ رشک سیں جلاّب　　اثر رکھے ہے تیری مدح اور ثنا اور ہی
جو جو عذاب میں ستے نئیں اس سی ہوتے ہیں　　تیرے معاند بدگو کی ہے سزا اور ہی
لکھیں ہیں اجر میں اس کے فرشتوں نے دفتر　　ہر ایک خیر کی تیرے ہے ایک جزا اور ہی
نہیں ہے شعر میں ناجی کنیں صلا منظور　　نگاہ لطف سیں تیری ہے التجا اور ہی
کہ گر جو مجھ سا ثنا گر بھی ہوا اس میں شریک　　تو تیری قدر کا ہو ایک علم بپا اور ہی

جو را تجھ آستاں کا کمر بستہ ہے مرید　　نو بہشت سیں نکالے ہے تیرا کمتریں عبید
فراش چاندنی کا ہے تیری سدا قمر　　خورشید ایک غلام تیرے گھر کا زر خرید
جس تیرا بخت پر ہو تیرا لطف مشتری　　طالع شفیع کے ہوں تیری مہر سیں سعید
نواب میر خاں ہے تیرا خوبیوں سیں نام　　خوباں کے دل کو ورد ہے تیرا قبلہ مجید
یہ ایک روز کیا ہے تجھے خرمی سیتی　　ہر شب شب برات ہو ہر روز روز عید
زاہد کا قد کماں ہوا فاقوں سیں بے خبر　　ہے قفل غم کا گوشہ ابرو تیرا کلید
عوض نیاز سن کے فرشتے کریں ندا　　تیری دعا کے ساتھ فعالٌ لما یرید
آتش کشی کا علم تیرے دودماں سیں ہے　　تجھ تیغ کی شرر ہے ہر ایک پارہ حدید
جان عزیز تیری شجاعت کو دیوے مال　　ہر چند اب معظم و اعظم ہیں ناپدید
کب ہو غنیم اختر روشن تیرے پہ وہ　　یہ صورت اصل نور کی وہ دیو ہے مرید
تا کوں یہ مفسدوں تعقب کرے ہنوز　　گھوڑے تیرے نے کھائی ہے اور کھیت کی خوید

بزم وفا میں تیرے معاند کوں راہ نئیں ملک قدیم تیرے کی جانے قدر جدید
یا دے نہ گنج شکرؒ ابلاغ کو تیرے نکلے کنوئیں کے بیچ اگر سو برس مرید
ارشاد تجھ زباں کا کرے ہے بجا ورود وعدہ ہے صادقوں کو منافق کنیں وعید
تجھ لب کا حرف حرف شفا بخش ہے مدام یا قوتی اس اثر کی نہ دیکھی کوئی مفید
دعویٰ تیری صفا کا غلط نئیں حسین سیں شاہد ہیں تجھ نثار کے ہفتاد دو شہید
اور راگ تیری طبقے رسا کا ہے خانہ زاد اور فہم تجز رسی کا تیری تب ہے مستفید
بھوٹے موحد دل کو تیرے دریہ بار نئیں ظاہر میں با حسین ہیں باطن میں با یزید
بخشے زمیں کو جوت سواری تیری کا رخش اس کے ہلال نعل سیں چنداں تھیں سعید
مشعل تیرے جلو کی فتیلا اس کے تئیں شامت سیں خبث نفس کی جسکو لگے پلید
دشمن جہنمی ہے تیرا اتئیں اسے بہشت شداد کو بجا ہے اگر ہو سزا شدید
خنجے تیرے کی کب ہو سفر میں زباں دراز کرتا ہے چرخ اطلس اسے قطع اور برید
تجھ دشت کے غزال کا ایک شیر صید نئیں لکھتے ہیں گرگ یوسف اسے قتل کی رسید
درویش اگر ہے تو کبھی ملتجی نہ ہو پیالے تیرے سیں میکدہ فیض کی نبید
تیرے کمال سنگھ ہے چڑھتا ہے کان بدر روشن بیاں کا تجھ سیں ہے اگر گفت اور شنید
تیرے علم کی سیر کو ہے فرق کوہ طور وہ طوطیا تھا نور کا اس پر ہے سار دید
یکساں ہے تجھ کرم کی نظر میں گدا اور مرہون تیرے لطف کے ہیں خالد و ولید
نزہت سلیقی کرے ہے گزر باغ میں نسیم جو ہے تیرے سمند کی شاگرد ایک رشید
ہمت تیری مناسب دولت ہو روز بہ بہتے ہزار چند ہوں اور عمر بر مزید
ہر فرد سن کے آج تیرے وصف صاف کا ناجی کو بھیجتا ہے صلا طاہر و حمید

تیری نگہ جو دعوئے اکسیر بسر کرے — تو ہر طرح سیں مس کے تئیں پل میں زر کرے

قبضے میں تیرے شاخ گماں بھی رہے نہ خشک — پیکاں کے آب سیں تو اسے سبز و تر کرے

تیرا بجا ہے خان نوازش علی خطاب — یہ نام نوبتوں سیں تجھے نامور کرے

رکھتا ہے دست فیض تیرا سایہ کرم — پاوے جو نخل خشک پر از برگ و بر کرے

نوک سناں سیں تیری سواری کی سہم کرے — غالب ہے قرص مہر کوں گردوں سپر کرے

فرماں تیرے کرم سیں جا دور ہو جس طرف — ہر کلبہ خراب کوں شہر و نگر کرے

نواب امیر خاں کا معزز قدسیں — اوروں سیں نئیں بوجھ کہ وہ تیرا وزر کرے

نام علی ہے حرز تیرا ہر بلا سیتی — کلمہ وہی ہے خیر کا جو دفع شر کرے

کرتا ہے دم تیرا غمگیں پر وہی سلوک — غنچے اوپر جو بوجھ کہ نسیم سحر کرے

ہر قطرہ وضو کو تیرے اختر جوزا — نیساں کا ابر کر کے سراسر گہر کرے

شمشا ہو شمش تیرے شبستان تخر کا — اس بیچ زرش چاندنی آ کر قمر کرے

گھیرا ہو آ کے شامت حرماں نے جسکے تئیں — اس کو تو آ کے فیض سیں اپنے سحر کرے

ہو جسکے دل میں باغ نجابت کا تیرے ذوق — بر جا ہے خوار اسکوں قضا جس قدر کرے

گر تو نہ لگا وے روبہ مسکیں کو دشت میں — تیرا سگ شکار اسے شیر نر کرے

خاصا ہے تیرے اسم کا ہو جسکے دل میں نقش — جاہ و حشم سیں اسکوں سلیماں سیر کرے

ہر سپند نو بہار کوں گلشن میں شرم نئیں — تیرے چمن کا پھول عرق بیچ تر کرے

باز آئے اپنے نام سیں آ کر ہو بہلہ دار — حاتم کوں تیرے فیض کی گر کوئی خبر کرے

باندھو اگر سلاح کو تم عزم رزم پر — راون بھی ہو تو جان سیں اپنی حذر کرے

جوشن گر دبا دکے سرکش ہو تجھ سیتی — دو دن میں چرخ اسکوں تیرا خاک در کرے

بیش آید اس کی صفحۂ ہستی میں بھر نہ ہو
غصے سیں جس کا نام تو زیر و زبر کرے

تُو ہی وہ طُوغ و پیل و عماری جلو میں ہے
جاہ و حشم کوں تیرے خدا بیشتر کرے

گھوڑے تیرے کی برق کو سمرن ہو الحفیظ
جولاں گری کو اپنی جو وہ جلوہ گر کرے

تیرے طرف بجے باغ کو دے پھول و پھل خدا
رشتے کو تیری عمر کے بیل امر کرے

دفتر لکھے ہے تیری سپر کی دبیر چرخ
شاید تو صاد کرنے کو اس پر نظر کرے

رتبے تیرے کا جس کی ہو خاطر اوپر غبار
ہر روز اس کا حال زمانہ بتر کرے

ناجی سیتی کرم کا نہ تم بھی کرو دریغ
اب جس طرح سیں ہجر کی شب کو سحر کرے

ہے ڈر سیں تجھ کمان کی چھپتا سیمیں ہلال
تیروں سیں تیرے سنکھ گھٹ کر رہا ہے بال

... (کذا) ... خدا کے منے پل میں تین لوک
پر تم سیں یکہ تاز بہادر ہیں خال خال

نواب مام خاں فلانے فلاں خطاب
روشن ہیں تیری تیغ کے پرتو سیں سب محال

ہر شہر ہر نگر میں ہے تیرا ہی ذکر خیر
تیری سپہ گری کا ہے عالم میں قیل و قال

لشکر منے حریف کی قحط الرجل پڑے
جب کھینچ لو میان سیں تم تیغ برتگال

جس سنگھ پیچھے باگ کو گھوڑے کی چھوڑ دے
جنگلوں میں شیر خوف سیں مر جائیں جوں شغال

بن کر پلنگ ہو ببر شکاری سگوں کی بھانت
دوڑی چلیں شکار میں تیرے فرس کی نال

صلانے کو تجھ خدنگ کے دیکھا تو کھا کے بھنگ
ہرنے اگر سے ہو تیر ہدف آہوے غزال

دشمن ہو زرد کر کے نظر تیری فوج پر
پیل نشاں کی بانگ جرس دیوے اسکو ٹال

جب رزم پر چڑھے کے جوانوں کو تم سوار
رستم ہو گر حریف تو ہو ڈر سیں پیر زال

جھٹ پٹ کو اڑ کھول گدھے کی بنے خریطہ
ڈنڈپیل تجھ جوان کی دیکھے جو مورچال

فی الاصل جاکے باغ میں تم جو قدم رکھا — سرسبز ہو کے سرو چمن میں ہیں اب نہال

زہرہ کے تئیں بجا ہے جو ہو طور پر سوار — گا دے فلک سیں آئے اتر کر تیرے خیال

بے ساز جو تنبور کے تاروں سیں ہو حقیر — ڈیرے میں اپنی مہر سیں لیتے ہو اس کو پال

خالی نہ نقرہ و زر جو طلب کرے — پاوے یہاں مراد جو ہو صاحب عیال

حاتم نے گرچہ عرصہ ہمت کوں طے کیا — پر دیکھ فیض عام کوں تیرے کرے سوال

سقّا تیرا جو چاہے تو گاوے زمیں سیتی — لے آب دار خانے کوں کھال اسکی کر نکھال

کھولے گہر صدف نے تجھے دیکھ در فشاں — دریا کے آب گئے ہیں سنا جو تیرا نوال

قربت تجھے ہوا ایسی شہ جم رکاب سیں — جوں مہ سیں ہو ہے اختر روشن کا اتصال

خورم نہ ہو جو دیکھ تیری ہنس گاہ کو — دو پہر تلک فلک سیتی پہونچے اوسے زوال

آتی بلا کو تیر علی بند کر رکھے — از بس ہو تیرے قبضے میں دین نبی کی ڈھال

گل اشرفی بہار خزاں سے تیری کے ہو — ہتلی تیری کا فیض ہو یاقوت و در لال

آئین بحر فوج میں تیری ہو جلوہ گر — جاگیر میں تیری ہو نمائی یہ ملک و مال

جس مست فنڈ پر ہو تیری مہر کی نگاہ — یک پل میں اس کا کاسہ خالی ہو مالا مال

جب کماں تیری عدو پر تیر بارانی کرے — میگھ راجا سہم کر بادل کی بارانی کرے

بزم عشرت رنگ سیں بزم سامانی کرے — تجھ دہن کے تنگ عرض لعل رمّانی کرے

ہے فلانے رام تیرا نام روشن تر زمہر — ہو تو اب راجا کرن تیری مگس رانی کرے

مسند زریں دیر حشمت کو تیری دیکھ کر — بھیم وارجن ہے بجا جو آکے دربانی کرے

جو بڑا دانا ہو عالم میں وقوف وہوش سیں — رو برو آکر تیرے اقرار نادانی کرے

کیا عجب قوس و قزح بن کر سدا حلقہ بگوش
صدق سیں تیری کماں کے آگے قربانی کرے

گردش کوکب سیتی شیر فلک چاہے پناہ
جب کہ بیشے میں ترا نیستانی کرے

شکر نغفور سر ٹیکے نہ پہونچے گرد کوں
جو وغا میں کام تیری جبین پیشانی کرے

ظلمت شام الم طاری ہو جب عالم اوپر
مہر کا خورشید تیری اس کو نورانی کرے

زعم سیں مجرے کو ے زہرا عطارد سیں سبق
جب کہ مطرب رد بر د تیرے غزل خوانی کرے

خوان سیں تیرے اگر ہو دانہ چیں مور ضعیف
جا کے ہم چشموں میں اپنے وہ سلیمانی کرے

جو کے تیرے غسل سیں ریزش میں آوے آب صاف
اس کا ہر قطرہ دل اعدا پہ طوفانی کرے

جوش حسرت سیں عجب نئیں ہو صدف کا سینہ چاک
جب ترا ابر کرم یک کف درافشانی کرے

کیا عجب ہے سیب اگر اپنی حقیقت بوجھ کر
زیب و فر کے باغ میں تیرے وہ خوبانی کرے

سب جواہر ہیں بڑا رتبہ سلیمانی کو ہے
سو نگین لعل کے تیرے دم مرجانی کرے

نشۂ ہمت میں موج جز رسی ہے تجھ پہ ختم
جام جم کے دل کوں ایک ساغر تیرا پانی کرے

ہو تجمل بڑھتی اور دولت ترقی سیں مدام
عمر کا رشتہ تیری ہر سال طولانی کرے

صدق سیں ناجی نے تیری مدح میں پیشے ہیں در
فیض تیرا اس کی اب دفع گراں جانی کرے

چمن میں آج تیرا نام سن کے پھر سے ہے بہار
کرے ہے بلبل و گلشن کا گرم پھر بازار

دیا ہے ہاتھ میں لالا کے جام رنگیں کو
کہا ہے غنچہ گل کو خوشی سیں مینا کار

کرے ہے سب سیں جھڑی منتظر ہو نافرماں
کہ ساتھ تے کے ہزارے کو تجھ پہ ہوئے نثار

ہوا یہ حسن کے ہزارے کا پاش پاش جگر
کہ معرفت سیں کسو کی بلوں نہیں زنہار

لباس اپنا کیا بسنتی کیا ہے سرسوں نے
زبسکہ فیض نگہ سیں تیری وہ ہے زردار

تجھے ہے مسند گل فرش سبزہ بن شب . بو گلے میں اس کے گل چاندنی نے ڈالے ہار
کرے ہے صدق سیں جاروب کش ہو کر خبری نکالنے کو وہ صحن چمن سیں چن چن ہار
زبس کیا ہے خیاباں پہ جوش سبزے نے ہر ایک برگ پہ شبنم کرے ہے نقش و نگار
نہیں کسی کو فراغ آج ساز عشرت سیں ہر ایک رنگ میں پھلے ہے ایک طرف گلزار
پڑا جو تاب سیں لالا کے عکس پانی پر بہے ہیں رنگ سیں گویا شہاب یاں انبار
ریاض فیض سیں تیرے خوشی ہیں بلبل و گل دعا کرے ہیں کہ ہو عمر تیری سال ہزار
قدیم سیں یہ ارادہ تھا سرو قمری کا کہ ہوئیں وہ تیری خوش قد تیغ کی آواز
سنا چمن میں جو یہ شور و جوش نرگس نے خوشی سیں کھول دیں آنکھیں اٹھی ہو کر بیدار
نگاہ کر یہ لگی کہنے کیا ہے دھوم گجر یہ کس کے مجرے کوں ایتا کیا ہے ساز و سنگار
زبان کھول کے سوسن نے تب جواب دیا کہ نئیں بسنت کی تجھ کو خبر مگر اے خوار
نظر تو آوے ہے فیاض عصر شیر خدا شفیق و مظہر فیض و خلیق و لکھ دینار
کرم سیں اپنے جو مس کنیں نگاہ کرے طلائے سرخ سیں پیدا کرے ؛ دچند عیار
طنبور کی جی فلک تیری بزم روشن کا کرن سورج کے ہیں کھونٹے شہاب ثاقب تار
بجاوے زہرا و ناہید رو برو تیرے بغل میں دایرہ چرخ لے طوایف دار
ستارے ساتوں کتک لے کے ساتھ جوگی کے پھریں جہاں میں تیرے ساتھ مثل منصبدار
جو اپنے نام کی تو پر درش میں ہے شب و روز بجا ہے شیر خدا اگر کرے ہے تجھ کوں پیار
سہیل تیری غلامی کو چرخ مارے ہے تیرے سپر کا علی بند دیکھ کر بو دار
یہ باغ دیکھ کے پیلا ہو منھ مخالف کا نصیب اس کو قضا سیں ہو زرد سم الفار
مدد ہو تجھ کو علی جس کو کیش کہتے ہیں اڑویں تیرے مخالف کو جعفر طیار

دعا کرے ہیں تجھے ہندو مسلماں سب ۔۔۔ کہ جانتا ہے دو بھا کھا تیرا یہ ابلق سار
گمرہ ستارے ہوں اور کہکشاں ہو رشتہ عمر ۔۔۔ خوشی سے رات ہو ساکھی کی دن تجھے تیوہار
دعا کرے ہے تجھے یا جہتی و ملاّ بھی ۔۔۔ تیرے کرم کے ہیں جہرے و حرد شکر گزار
صفا و صدق سیں تاجی تمھارا ہے مخلص ۔۔۔ یہ تیری مدح میں بیسے ہیں گوہر شہوار
عوض گر اس کے نگل اشرفی ہزاروں دو ۔۔۔ کبھی خزانے میں تیرے خزاں نہ پاوے بار

—— • • ※ • • ——

جس کے طالع میں مددیار خدا ہوتا ہے ۔۔۔ تیرے ہر نقش قدم پر وہ فدا ہوتا ہے
لوگ نہیں بوجھتے کیوں برق کو بیتابی ہے ۔۔۔ تیرے آنے سیتی دل اُدبکا کھٹا ہوتا ہے
گرچہ اب فیض سیں شاہین و ہما ہے یکاّ ۔۔۔ تیرے سائے میں جب آیا ہے ہما ہوتا ہے
تم ہو نواب معزز کے فلانے خاں جیو ۔۔۔ داد خواہان کو بھی فیض روا ہوتا ہے
مصحف ہر ورق گل ہے مدرس بلبل ۔۔۔ تیرے گلشن کا بھی ہر برگ نوا ہوتا ہے
بہتر از تیغ تیرا نام جب آوے رن میں ۔۔۔ تیرے اعدا کے اوپر حشر بپا ہوتا ہے
جس کے لگتا ہے تیرا وار تو پل میں اس کا ۔۔۔ سر جدا ہوش جدا جیو جدا ہوتا ہے
گرچہ ہر چند فلک سرکشی اپنی میں ہے طاق ۔۔۔ ہر سیں تیرے ہی مجرے کے دوتا ہوتا ہے
شیر بیشے نے نکل مجرے کو آئے جھٹ پٹ ۔۔۔ تیرے دروازے کے بلیّ کا سگا ہوتا ہے
طعمہ ہر گو تیرے جو دیکھتا ہے فلک ۔۔۔ جرم اس توسن سرکش کا وغا ہوتا ہے
چرخ کھاتا ہے زبس تیری کماں دیکھ ہلال ۔۔۔ ہر مہینے میں وہ انگشت نما ہوتا ہے
تڑپی و طاشہ و نوبت کی تیرے سن کے صدا ۔۔۔ کھانا ہیار سیں زہر اتنے بجا ہوتا ہے
اہتمامی ہے تیرے باغ ارم کی نرگس ۔۔۔ شاخ سبز اس کے دو دو دستوں میں عصا ہوتا ہے

—— • • ※ • • ——

مراثی و مخمسات وغیرہ

مرثیہ حضرت امام حسین

گل ہے تو باغ رسالت کے چمن کا یا حسین
شمع روشن مصطفےٰ کی انجمن کا یا حسین

خاتم ختم ولایت کا تو ہے در نجف
لعل ہے تو حضرت زہرا کے من کا یا حسین

جل گیا داغوں سیں غم کے دیکھ یوں لالے کا جی
خوں سیں رنگیں پیرہن تیرے، بدن کا یا حسین

صبح محشر میں رہا پھر شامیوں کو کیا جواب
لکھو جو نامہ لکھایوں مکر و فن کا یا حسین

العطش سن کے تیرے گل سے علی اصغر کا حیف
پانچ ٹکڑے ہو گیا سینہ سمن کا یا حسین

وہ تن مجروح تیرا اور وہ خاک و خوں کا گل
رولنا گلزار جنات عدن کا یا حسین

شمع جل گئی تاب سیں پر کی نہ پروانے پہ مہر
کھا کے غم تیرے بھتیجے کی لگن کا یا حسین

سو شب قدر ایک جس کا ردے گیسوئے شریف
سن پریشاں دل جلا چین و ختن کا یا حسین

کیا سزا قاتل نے اپنی دیکھ نہیں بی جیتے جی
رنگ ہے صبح قیامت تجھ کفن کا یا حسین

دیکھ بیتابی تیری جاندار بحر و بر کے بیچ
داغ ماہی جل گیا ہے سینہ ان کا یا حسین

فاطمہ کے جیو سیں کوئی پوچھے کہ کیا کرتی نہیں
ہم رضا ہم آہ و نالہ تجھ گوون کا یا حسین

عزت جنت تھا کیوں پہلے نہ ہو تم پر نثار
شاہ قاسم سا خلف تیرے حسن کا یا حسین

حال ناجی کا علی مرتضیٰ سیں عرض کر
بول بالا ہو مگر میرے سخن کا یا حسین

مرثیہ

ہوئے بھتے کربلا میں جا شہید اس وقت میں جو
بنا تابوت شہ کا لے گئے ساتھ ان کے تئیں دھو

ندی پانی کی ایک بوند انکو سن ظالم کی یہ سختی
بہائے گو بہت غم کھا کے دریا اشک کا رو رو

علی کے جو جگر گوشوں پہ قرباں ہوئے جاتے ہیں　　یہ کلمہ کافروں نیں سن کے تڑپے قبر میں سو سو
حسین ابن علی کا جسم نازک تر تھا جو گل سیں　　اس اوپر حکم سیں بالا کے زخم کھائے تھے مو مو
جھکے پیاسے ہو جب وہ سرو ناز گلشن جنت　　نہال غم اگائے ابر نے تخم آنجھواں بو بو
ادھر تھی فوج بے پایاں ادھر گنتی کے تن کئی یک آ　　ہوئے لاچار جب فوجے بن گئے ایک ایک سیتی دو دو
جو مانگی تشنہ سیتی پر دانگی سر کی لعینوں نے　　کہا اس شمع فانوس بھنانے اکتیں لولو
مدد کرنے نہ پائے شہ کی جو اس جنگ میں یارد　　پہاڑوں میں رہے تھے بیٹھ اتر در غم کو کھو کھو
ہوئی خون شہیداں سیں جو وہ خونی زمیں رنگیں　　مٹائے چرخ نے وے داغ اپنے اشک سیں دھو دھو
جو صدق دل سیں تیرے نام پر صدقے ہونا جی سے　　دگر نہ تج کے اپنا دیں گئے ناری بہت ہو ہو

مرثیہ

دل بند مصطفیٰ کے اوپر فاتحہ پڑھو　　فرزند مرتضیٰ کے اوپر فاتحہ پڑھو
سالار اصفیا کے اوپر فاتحہ پڑھو　　سرتاج اولیا کے اوپر فاتحہ پڑھو
رخصت ہو جب حرم سیں چلے کربلا کے تئیں　　اپنی طرف خوشی سیں بلایا بلا کے تئیں
مارے تھے شامیوں نے نہ جانے بلا کے تئیں　　اس راضی قضا کے اوپر فاتحہ پڑھو
ہو کر شہید خنجر بیداد سیں امام　　رتبوں کو اپنے دیکھ ہوئے جیو سیں شاد کام
خلد بریں کے بیچ کیا جا کے تب مقام　　اس خستہ جفا کے اوپر فاتحہ پڑھو
کیا بیکسی سیں رن میں اتارے ہوئے دریغ　　راتوں کے جاگے راہ کے ہارے ہوئے دریغ
دہقانیوں کے ساتھ کوارے ہوئے دریغ　　شبیر و مجتبیٰ کے اوپر فاتحہ پڑھو
کیا کوفیوں نے کفر سیں شہ کو دیا دغا　　داغی ہوئے جو ایسے دیے کو بجھا دیا

شیر خدا کے لطف و کرم کو بھلا دیا
مقبول لافتیٰ کے اوپر فاتحہ پڑھو
خوں سیں امام کے وہ زمیں اب تلک ہے سرخ
وہ کیا زمیں کہ تاب شفق سیں فلک ہے سرخ
ہر ایک خونی اشک سیں میری پلک ہے سرخ
مقبول کربلا کے اوپر فاتحہ پڑھو
جنت کوں اپنی بو سیں معطر کیا تمام
ایسا کہ جن و انس گئے سنانے ہو مشام
حوریں لائے نذر کوں کوثر کا پیے ہیں جام
اس روح باصفا کے اوپر فاتحہ پڑھو
خیمے تلک کسی کی نہ جرأت تھی جا سکے
زین العباد کی تپش دل کوں پا سکے
الا حسین کوئی ادھوں تک نہ آسکے
اس مظہر شفا کے اوپر فاتحہ پڑھو
صبح شہادت آج ہے جو کچھ کرے خدا
ہوتے ہیں اہل بیت سب ایک ایک سیں جدا
ناجی نے مرثیے کو کیا شاہ کے ادا
ذوالمجد والعلیٰ کے اوپر فاتحہ پڑھو

—۔۔—

مصحف دل کو جو کھولا پھر وہی ایک فال ہے
کربلا کا دشت نئیں یہ خوں سیں مشہد لال ہے
عدل کے معرض میں شاید عرض نئیں ہوئی ظلم کی
تو یہ ہنگامہ ہے باقی انسیت کا کال ہے
تخت اور ترویج باعث خون ناحق کا ہوا
دشمن حق . . (دکنا) . . اولاد اور اموال ہے
لے گئے ناری دعا سیں شہ کا استقبال کر
جو کہے کب ہو بیاں جو کچھ کہ ان پر حال ہے
دیکھیو ظالم نہ کیجو ظلم کچھ ملنے کا نئیں
گو ہر شاہ نجف اور فاطمہ کا لال ہے
کیوں کہ اس دو لب کو تجھکو زہر پہوئے نئیں امام
جام کوثر ہاتھ میں ساقی کے مالا مال ہے
نصف سیں ہو جائے دو تن کب تمہیں ہم بھی رفیق
استقامت میں ہر ایک گھوڑے کی سم کا نعل ہے

حیف نیزگی سیں وہ ہے سر مبارک خاک پر ۔۔۔ سرد باغ بوتراب احمد نبی کا آل ہے
کب تلک ہو فیصلہ اس قاتل او مقتول کا ۔۔۔ ہر گھڑی غم سیں میرے سینے کے اوپر سال ہے
کھیت کوں شہ کے یزیدی کیوں نہ جاویں بیٹھ (دیکھ) ۔۔۔ فوج بھاگے ہے وہی جن کی ہزیمت حال ہے
اے فلک ... (کذا) اس وقت پر ۔۔۔ شاہ قاسم کا جگر تیروں سیتی غربال ہے
کیوں نہ حرؔ ابن وہب ہو وقت پر آگے نثار ۔۔۔ سرورِ دیں کا دم آخر تلک اقبال ہے
شیشۂ ساعت ہے دل میرا غبار درد سیں ۔۔۔ ہر گھڑی لگتی ہے چوٹ اس غم سیں دل گھڑیال ہے
جس میں تھی ان کی رضا مارا قضا کا تھا وہی ۔۔۔ اب قضا کا اس قدر وہ کشتۂ دل پامال ہے
زخم ماتم پر ہے طوفاں خیز ناجی کا بھی اشک ۔۔۔ دامن ابر بہاراں اس کا ایک رومال ہے

—— ٭ ——

روزے نہ دیکھیں جالے ان شامیوں کا گھر جل
ہاتھوں سیں خون معصوم جن کے رہا سفر جل

اس نور با صفر کا کیسا کنول بجھایا
جلتے یہ مار ... (کذا) کہے اگر جل

سن شب میں اس وغا کو سینہ پہ داغ مہ کا
ہر روز اٹھے ہیں شعلے خورشید کا جگر جل

شبیر مجتبیٰ سیں ... (کذا) اے فلک تو
شکر دکھاوتا ہے جو شان رنگ مر جل

اس حلق تشنہ لب پر جس نے خنجر چلایا
نار سقر میں دیکھو جاتے ہیں اسکے گھر جل

مردود کوفیوں نے وہ دود ماں اجاڑا
جن کے غضب سیں جاوے سب پل میں خشک و تر جل

خیر النساء کا پیارا اس پر ہوئے مسلح
کیوں تیغ کے شرر سیں ان کے گئے نہ گھر جل

آمین کہہ دعا پر سر در کے کیوں نہ دوڑیں
سب تجلیاں اجل بن گئیں جل منیں مگر جل

جب شاہ نے مدینہ پیاسا ہو کر کے چھوڑا
سوزوں میں ان دکھوں کے گئے شہر اور نگر جل

نئیں ٹھہر کر فلک بھی دے ہے جواب شہ کوں
ہم نے سنا تھا ابلق بد ہے یہ سو جل

دل کی جگہ انگارے ڈھونڈے تو کوئی یاد کرے
غم سیں رہا ہے سینہ تا آجی کا اس قدر جل

اثنا عشر کے حق میں نہ جانوں رہا ہے یہ
اس موہنہ کا بخت سیں کھوا اڑ رہا ہے یہ

سنگیں دلوں کا ہاتھ نہ پہنچے تھا جس تلک
اونچا بلند قضا سیں ڈہا ہے یہ

بیتاب اس طرح سیتی اس گل کا رنگ تھا
کملا گیا یہ لوگ کہیں وہ رہا ہے یہ

عباس رے کے مشک چلا ہے فرات پر
کیا ڈر ہے موج سیں اسے بہ بہا ہے یہ

اے کوفیاں یہ لعل بدخشاں کی نئیں زمین
چھوڑوں مت اسکوں خون شہیداں بہا ہے یہ

کہتے تھے سب شہید نہ سہو خدا اسے
لاچار ہو کے ظلم جو ہم نے سہا ہے یہ

پھر سر ہے سپہر کا خونی شفق سیں زرد
دکھلاوتا ہے کہ کس کا بہا ہے یہ

راضی قضا سیں ہے کہ اتنی سختیوں کے بعد   دور سپہر و مہر و مہ اب تک رہا ہے یہ
کچھ آج نئیں یہ غم نہ مٹے روز حشر تک   بے حد و بے شمار ہے لا انتہا ہے یہ
مجھ دل میں ہے جمال مبارک کی آرزو   ناجی نے پھر پکار کے تم سیں کہا ہے یہ

دل می رود ز دستم صاحب دلاں خدا را   دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا
یعنی علی کا موہن خیر النسا کا پیارا   یوں ظالموں نے مل کر ناحق ستم سوں مارا
دیکھا جو حاسیں گی زراں کو فیوں کا کینہ   کیوں کر کہوں شہادت پھٹتا ہے غم سیں سینا
چھوڑا حسین شہ نے لاچار وہ مدینہ   دشت بلا میں آخر جا کر کیا گزارا
ہو گوشہ گیر ٹھٹکا صحرا میں شہ کا ناقا   کھینچیں نہ گئیں کمانیں کمئی زور کا تھا ناقا
قبضے میں سختیوں کے آ گئے یہ اتفاقاً   جز دو سے تن اس طرف سے تھا انکا کمک سارا
پیش از حسیں سر زر قاسم نے دل جلایا   خیمے سیں نکلے باہر سب کے تئیں رلایا
تب تو عروس رو کر کہنے لگی خدایا   یہ تو چلے ہیں مرنے کیا حال اب ہمارا
بعد از شہادت انکی رہ گئے امام اکیلے   طوفان کربلا میں مارے بہت سے جھیلے
ایسا کہ سر پہ بھاگی چادر کو بانو لے نے   ہر عاقبت انھوں کوں مرکب سیتی اتارا
وہ قلب اوج حرمت لیٹا جب آ زمیں پر   نوری محمدی تھا جلوے میں اس جبیں پر
ایک بے حیا نے کھینچا آ کر امام دیں پر   کیا نام لوں لعین کا خنجر تھا وہ دو دھارا
کہنے سیں رو سیہ نے کرنی نہ تھی سو کرنی   اس حلق پر چلایا جو تھی مت اسکی عینی
نغفور غم سیں ... جی نے   دل سیں جلا سکے نہ تڑپا دکھوں سیں دارا
جب شہ نے اپنے خوں سیں وہ سرزمین تر کی   گلشن میں جا صبا نے اس درد کی خبر کی

کانٹوں میں لوٹی بلبل سدھ بھول بال و پر کی
لالا نے داغ کھایا ٹکڑے ہوا ہزارا

رو لی گھٹا دبا دل کانپے زمیں زماں سب
مرجان و لعل تڑپے جلتے ہیں بحر و کاں سب

بے کل ہو تھرتھرائے انجم اوپر سماں سب
جب شاہ با صفا کا لے کر چلے کنوارا

وہ ذات پاک جس کے احمد نبی بنے عم
فرزند اس کے پیاسے پانی بنا پئیں سم

دیتا ہے داغ تازہ دل پر حسین کا غم
بعد از حسن یہ پھر کر محشر ہوا دوبارا

جو شہ کے ساتھ جو جھا ناجی وہ ہو بلا شک
رحمت خدا کی اس پہ ہو سر سیں لے کے پا تک

خامے سیں نامیوں کے سینہ رہا میرا نک
کیا جھانجھ کے ... ... بجا نقارا

کہتا ہوں مرثیہ خواں جو ہر....
کرتا ہوا اب تجھ آگے وہ نوبت الفصحا

تم سیں رہے سوا رنگ ان مرثیوں کا سولا
کہنے کا سارنا جی پڑھنے کا حق تمھارا

—— ٭ ——

اب تو مل یار کہ دن ہجر کے ہو گزرے ہیں
یاد غازی میں تیری عمر کو کھو گزرے ہیں

ہم جدائی میں تیری جان کو رو گزرے ہیں
لعل دل تار نگہ بیچ پرو گزرے ہیں

آب چشماں سیتی کف جیو سیں دھو گزرے ہیں
تخم نومیدی کے دل اپنے میں بو گزرے ہیں

جان جاتی ہے نہ تم ہم سیتی بیدل جاؤ
گرچہ جانا ہے ضروری تو گلے مل جاؤ

چھوڑ دو غیر کی صحبت میرا دل شاد کرو
قادر دکھا غم کے قفس سیں مجھے آزاد کرو

دل کو گھٹا نہ کرو انجواں کو آشاد کرو
ایک خطا پر نہ میری نیکیاں برباد کرو

شہر ویراں ہے میرے دل کا تم آباد کرو
ٹک تو وے دوستی دیدار کے دن یاد کرو

جن دنوں ہاتھ اٹھا دو ڑ گلے لگتے تھے
اے سجن تب تو نظر بیچ بھلے لگتے تھے

روزا دل سیں ترے کوچے میں ہم جاتے تھے — چھوڑ کر تجھ کوں نہ ایک لمحہ و دم جاتے تھے
جام مے دیکھ کے تم سرد ہو خم جاتے تھے — غیر کن تم بھی تو ہر چند کہ کم جاتے تھے
تو بھی شوخی سیں مجھے دیکھ کے رم جاتے تھے — تیر و تردار کا سن نام سہم جاتے تھے
اب تو تردار کوں تم ننگی کیے پھرتے ہو
ہر گلی کوچے میں جمدھر کو لیے پھرتے ہو

ابتدا میں تو سجن بوجھ کہ گل پوش نہ تھا — عشق بازی کا عنادل کی طرح جوش نہ تھا
چشم مخمور تیری کا کوئی مدہوش نہ تھا — بھر یا بی کے سخن پر تجھے تب گوش نہ تھا
غیر تعویذ کسی سیں تو ہم آغوش نہ تھا — اپنی دریوزی کا اے جان تجھے ہوش نہ تھا
مثل جوہر کے ہمیں تجھکو پرکھتے تھے سجن
سینے پر جیو کے برابر تجھے رکھتے تھے سجن

کیا ہوا مدتوں ہم کو تو بلاتا تھا اگر — ہاتھ میں ہاتھ ملا باغ لے جاتا تھا اگر
روٹھتے تھے تو گلے مل کے مناتا تھا اگر — جام مے لطف سیں بھر بھر کے پلاتا تھا اگر
جس طرح چاہتے تھے پیش تو آتا تھا اگر — راز دل اپنے کا ہم سیں نہ چھپاتا تھا اگر
تو سبھی طور تماشوں کا ترے بوجھتے تھے
بیوفائی کے ترے ہم کو نہ دن سوجھتے تھے

حیف وہ لطف و کرم دلبری اب بھول گئے — پھر یوں بھول بھلیوں مائیں وہ سب بھول گئے
اشتیاق نشہ و مے کی طلب بھول گئے — شیوہ ناز و شکر خند و طرب بھول گئے
میری فدویت و جاں بازیاں سب بھول گئے — دست بر فرق و تعظیم و ادب بھول گئے
اب تو ترکش کی طرح دیکھ کے تک رہتے ہو
جو بلاتا ہوں بہانے سیں سرک رہتے ہو

کیا مزہ اب تمھیں گلرنگ قبا پہنے کا ۔۔۔ بند ہو کوئی نہیں اب ہاتھ میرے لگنے کا
جور شمشیر تیری کا نہیں کوئی سہنے کا ۔۔۔ نئیں تیرے حسن کا دریا وہ نہیں بہنے کا
چار دن بیچ کوئی بات نہیں کہنے کا ۔۔۔ یہ تیری خوبی و دیدار نہیں رہنے کا

دور گزرا ہے میاں ساغر مے لے کے اٹھو
مجھکوں مجنوں کیا اب جنگلے کی لئے لے کے اٹھو

جب پکاروگے تو ہم کہیں گے بلاتے ہو کسے ۔۔۔ طوطی بازوں کی سی آواز سناتے ہو کسے
کوئی خریدار نہیں بھاؤ بتلاتے ہو کسے ۔۔۔ ہم تو روٹھے نہیں ہیں تم سیں مناتے ہو کسے
آئے تو کتے بلایا تھا سہاتے ہو کسے ۔۔۔ میں تو مشتاق نہیں سج کے دکھاتے ہو کسے

کیا ہمیں بھول گئے جو تمھارے ظالم
تیور اس وقت تھے کچھ اور تمھارے ظالم

یاد آتے ہیں تیرے حسن کے ایام ہمیں ۔۔۔ چھوٹ تجھ پاس نہ ایک گھڑی آرام ہمیں
کیا بلا انکھیاں نے تیری کیا تھا رام ہمیں ۔۔۔ موج رفتار تھی تجھ قد کی نگہ دام ہمیں
دیکھنے بن تیرے ہونٹوں کے نہ تھا کام ہمیں ۔۔۔ ہوتی تھی جسم صبح دیکھتے جب شام ہمیں

ایک جاگہ سیتی بیٹھے ہوئے کب ٹلتے تھے
آئے گر سر کے اوپر پھرتے تو کب ہلتے تھے

میں تھا دل جو سجن تجھ سیتی جا یار رہا ۔۔۔ شوق رکھ حسن کے سودے کا خریدار رہا
آشنا بوجھ تجھے سب سیتی بیزار رہا ۔۔۔ میرے ملنے سیں سجن مگر ہموار رہا
نقد دل میرا ہی لے پہلے تو عیار رہا ۔۔۔ سیکھ کر حرفتیں اور شوخیاں طرار رہو
نئیں تو منصف ہو سجن بات تو کب بولتا تھا ۔۔۔ مثل غنچے کے دہن اپنے کوں کب کھولتا تھا

حسن و خوبی کی مدد ہے تجھے اوپر سیں ہنوز　　قد دل جو تیرا بر تر ہے صنوبر سیں ہنوز
بہتر یں صفا ہے چہرا تیرا گوہر سیں ہنوز　　مثل خورشید نکلتا نہیں کیوں گھر سیں ہنوز
تیرا دل بند ہے جوں سیم براں زر سیں ہنوز　　کیوں گریزاں ہے تو ناحق سیں سخنور سیں ہنوز
ہم تو شرمندہ نہیں تیرے کبھی بوسے کے
پر گرفتار رقیباں کے ہوئے کوسے کے

اے شوخ سیکھی جب سیتی انکھیاں تیری جادوگری　　نظروں میں اپنی تب سیتی آوے نہ سحری سامری
غلمان تیرے فرش رہ صورت کی دیوانی پری　　سجتی ہے اے خورشید رو تجھ رخ پہ دستار زری
ہر چند سر پٹکے سورج پاوے نہ تیری ہمسری
شکوہ گلا فریاد ہے ہر جا تیرے ظلموں سیتی　　اب قتل مردم تا بکے پیارے سہ پلکوں سیتی
سب جگ کہا حلقہ بگوش اپنی اچڑھی بھواں سیتی　　دانے عرق کے یوں دسیں تجھ زلف کے حلقوں سیتی
گویا کہے اے رشک قمر یہ رات ہے تاروں بھری
صحرا و باغوں میں نہ پڑھ تو یوں میرے مکتوب کو　　کہتے ہیں چاہے ہے خدا اے شوخ روئے خوب کو
رکھیے چھپا انکھیوں منے تجھ سار کے محبوب کو　　بھووے تیرا رخ دیکھ کر یوسف کا دل یعقوب کو
سن کر مہ کنعاں بجز آوے تیرا ہو مشتری
پیارے خط مشکیں تیرا و الشمس کی تفسیر ہے　　اپنے قد موزوں سیں تو تو سر بسر تصویر ہے
ہر ایک نگہ بانکی تیری عاشق کے دل میں تیر ہے　　رنگین نگہ ہو جو ہمیں تیرا گریباں گیر ہے
دیتا ہے تجھ بر میں بہار اے جان گلگوں بختری
ہمکو بھلا کیوں غیر سیں تم پیت جوڑی اے سجن　　تجھ سیں کبھی ایسی نہ ہوئی تھی آج توڑی اے سجن

گفتار بات اور مصلحت ہم سیں تو چھوڑی اے سجن
اس حسن و خوبی کی دے مارت ہے تھوڑی اے سجن
ہم تب ہی دل دینگے تمھیں جو اب کروگے دلبری

تیغ نگہ تیری سیتی دل خستہ چاروں وانگ ہے
پھر سیل اور برچھی تجھے رکھنی تو بیپار سانگ ہے
یہ سبزہ خط نئیں سجن عاشق کے حق میں پھانک ہے
ہے خال تیرا در دل اور زلف اس کی پھانک ہے
زلف سیہ کے پاس رہ سیکھا ہے یہ بھی ساحری

نس دن تیری ہجرت منے یہ چشم تر خوں بار ہیں
انکھیاں تیری کے دکھ سیتی مردم بہت بیمار ہیں
کرتا ہے رم کیوں ان سیتی جو طالب دیدار ہیں
ڈنڈ پیل بانکے ناک پلک خونخوار تیری مار ہیں
راضی ہے ان سیں دل تیرا کرتے ہیں جو زور آوری

اب ہے ترقی حسن کی ہر دم بدم اوپر تیرے
عاشق ہزاروں کب مرے اس تیغ ابرو پر تیرے
پھرا نہی ہے مگر اے ماہ رو داؤ پر تیرے
تسخیر دل کو بس ہے یہ تعویذ بازو پر تیرے
سب سرو قد چاکر تیرے تجھکوں ہے ان کی سروری

تجھ رخ کے تاب حسن سیں گل بوستاں میں گل گیا
چشم سیہ کوں دیکھکر دل طوطیاں کا جل گیا
جن یک نظر دیکھا تجھے تو اسکو پل میں چھل گیا
ناجی تیرے رخسار پر بیتاب ہو کر بل گیا
رفتار تیری دیکھ کر ششدر رہوا کبک دری

———

زلف سیہ دلدار کی کس واسطے کھاتی ہے بل
سودہ مردوں کے دل کے تئیں ماہ بانرے کے
یہ حسن کا دریا سیتی موجیں چلی ہیں دو ابل
دیکھ ان کو رسیا خود بخود مڑ کر بھنور جاتے ہیں بل
ہر شب جنوں کے جوش میں آتی نہیں مجھ دل کو کل

کیوں مہرباں ہوتا نہیں اے ماہ رو مجھ حال پر
اسپند ہو یہ دل میرا جلتا ہے مشکیں خال پر

قمری دیوانی ہو گئی تجھ سرو قد کی چال پر
معقول لب سیں جب سجن آیا تو چل کر تال پر
خوش وقت ہو کر کھل گیا تب یہ میرے دل کا کنول

مجھکوں تو اے رشک پری آیا ہے جس دن سیں نظر
دیوانہ ہوں تضییع سیتی دنیا کے کر میں درگذر
ٹک عاشقاں کی آہ سیں اے سنگدل کیجو حذر
جاتا ہے تب غوطہ میں دل تو جب سیتی ہے ہم سیں بھنور
حیرت میں ہوں کیونکر میرا یہ دم نہیں جاتا نکل

ہم بے خطا ہیں اے سجن مت کھینچ تو شمشیر کیں
کرنے کوں قتل عاشقاں بس ہے تیری ابرو کی چیں
جلتے ہیں تیرے کیش پر سب خسرو خوباں چیں
میٹھے ہیں تیرے لعل لب اے شوخ مثل انگبیں
عربی زباں میں لب جسکے تئیں کہتے ہیں سب خالص عسل

کعبے میں تجھ رخ کے دسے ہے حجر اسود ہو بہو
تجھ زلف کی نکہت سیتی مدہم ہوئی عنبر کی بو
کہتے ہیں دل کے چاہ سیں عاشق تجھے سب قبلہ رو
کوئی ناؤں بھی لیتا نہیں یوسف کا تیرے روبرو
ہر چند اوسکا حسن ہے عالم میں اب ضرب المثل

یکدم ہے تو خوباں منے تب ہے تیری خوبی سرس
کوچے میں تیرے ہو گئے ہمکو سسکتے کئی برس
اے ظالم نامہرباں ذرہ نہیں تجھکوں ترس
ناحق کھڑا ہے منتظر صورت کا اپنی دے درس
اب تو ہوتی ہے صبحدم ہو مہرباں گھر سیں نکل

مجھ کو دل اس راہ میں لایا نہ ہوتا کاش کہ
جان میں تیرا کہا مانا نہ ہوتا کاش کہ
پیچ میں تجھ زلف کی آیا نہ ہوتا کاش کہ
کام بیتابی کو فرمایا نہ ہوتا کاش کہ
دے کے نقد دل کوں پچھتایا نہ ہوتا کاش کہ

کیا کروں اے دل چلتا نہیں کچھ بس میرا
دیکھ زور آور تجھے جاتا رہا ہے کس میرا

تجھ سیں شاکی ہے سدا جور دل سیں دل بیکس میرا ملک سو ناں تجھ کو ہے اے سنگدل پارس میرا
بے سمجھ پر دل کو اٹکایا نہ ہوتا کاش کہ

مثل غنچے کے ایتا پھر کیوں ہے جیکا بول کر اے سجن ایک دن تو ہنس دے کھلا منہ کھول کر
نقد دل دیتا ہوں اپنے لعل لب کا مول کر سخت یا قوتی ہے دے مصری میں اسکو گھول کر
یا دل کافر کو ترسایا نہ ہوتا کاش کہ

جان کر ہم شمع رو تجھکوں دیا تھا دل کنیں تس کا یہ جاں باز پروانا کیا تھا دل کنیں
دیکھ زخمی جن نگاہوں سیا تھا دل کنیں توڑنا پھر اس طرح تیرا ہیا تھا دل کنیں
مجھ لگن تیری نے برمایا نہ ہوتا کاش کہ

کیا کہوں نام اوسکا میں جانے محمد جسکے تئیں پھر بغل میں اس کو ناتجی دے سکوں کد جسکے تئیں
عالم بالا کی ہے امداد بے حد جس کے تئیں کیوں نہ ہو سر کش دیا ہو حق نے یہ قد جسکے تئیں
مسکن اپنا مجھ کوں بتلایا نہ ہوتا کاش کہ

مخمس در مدح خان نعمت خاں

برابر نئیں سب علموں میں ہو ممتاز نعمت خاں — کرے آہن دلوں کو موم جب ہے ساز نعمت خاں
ہر ایک نکتے کی بوجھے قدر اور انداز نعمت خاں — عجب نئیں گر فلک تیرا اٹھاوے ناز نعمت خاں
حق اپنا جان کرتا ہے تیرا اعزاز نعمت خاں

کرے خلق محمد سب سیں جو ملنے کو آتے ہیں — پسند اپنی کا کر کے ذکر موجب اس کے پاتے ہیں
وہ مل کر تجھ کوں ہو خوش وقت گویا جیو سا پاتے ہیں — بجا ہے باج ان سے جو کوئی بین بجاتے ہیں
ہنرمندوں کا سردار سب سیں ہے دمساز نعمت خاں

محمد شاہ غازی کوں کیا محظوظ خیالوں سیں — پکھاوج اور کو نبلا ہے اپنی تالوں سیں
نہ پاوے شان سینوں میں جو ہے لے گانے والوں سیں — سنا میر کانوں اپنے یہ کلاونتوں قوالوں سیں
کہ نئیں رکھتا ہے اپنے کسب میں اغیار نعمت خاں

تجھے بیشک میں اہل اللہ دیکھا ہوں فقیروں میں — بڑ عظمت کرامت ہے تیری پیران پیروں میں
بجایا اپنی نوبت خوب تیں ڈنکا امیروں میں — تیرا نام آوتا ہے دم بدم مرزادیروں میں
گئی گئے مدینے تک تیری آواز نعمت خاں

تیرا یہ صحن دیوان خانہ دیواں ہے حسینوں کا — ہر ایک نکتہ تیرا دم ساز ہے باریک بینوں کا
سدا رنگ اور ہمیشہ مجمع ہووے مہ جبینوں کا — گیا قربان تجھ پر جان و دل گوشہ نشینوں کا
بغیر ایما کرے معلوم دل کا راز نعمت خاں

گماں بد جو کوئی تجھ پر رکھے کٹ جائے گماں اس کا — نہ مانے جو سخن تیرا میرے دل بیچ ماں اس کا
موافق جو کوئی ہو تجھ سیتی حق ہے یہاں اس کا — مخالف جو تیری مرضی کا ہوتا ہے زیاں اس کا

رکھے دست کرم سب ڈوبتے کو باز نعمت خاں

تیری وہ مجلسیں رنگین ہیں ان بہاروں سیں   در و دیوار پر ایک باغ لگتا گلعذاروں سیں
سنا تجھ سیں نئیں میں نے کہیں زہرہ نگاروں سیں   یہ آوازہ گلا تیرا گیا لے ہوش یاروں سیں
مگر رکھتا ہے اپنے تن میں تو اعجاز نعمت خاں

رہے خوش وقتی و عشرت سیں نت دن شاد دل تیرا   رکھے مولا ہر ایک اندوہ سیں آزاد دل تیرا
سدا یاد الٰہی سیں رہے آباد دل تیرا   کہ ہے ہر ایک دل روشن کا اب استاد دل تیرا
سر انجام اسکو دے جو فن کرے آغاز نعمت خاں

جو کوئی اہل سخن ہو کر ثنا تیری سیں عاری ہو   رہے گرداب میں نکہت کے شعر اسکا نہ جاری ہو
جو ناجی کا کہا بے جا کہے یارب وہ ناری ہو   ملے جو گلبدن تجھ سیں عجب کشش ہزاری ہو
کہ ہے تیری دعا کی عرش تک پرواز نعمت خاں

مرد اجلا وانے کا جس[1] دم تئیں اثر ہے   خیر و صلاح سیتی عسیٰ نہ ہو تو خر ہے
کیا کہہ کے منایا پھر آفریں ہے ناجی   گر کچھ خطا ہو تو آدمی بشر ہے

عشق میں ڈومنی کے لب نت کھول   دور کے ہیں سہاونے یہ ڈھول
ہند[2] کے دانا ہیں سب تک بند   احمق ہیں انکھوں میں نکر مت کھول

---

[1] جس دل کے تئیں اثر ہے۔
[2] ناجی کی است کیوں تا قیامت ہو دم بدم۔

رشک نرگس ہیں یار کی آنکھیں[1] میں نے دیکھیں بہار کی آنکھیں
زرگری کر کے نقد دل لوٹا چور ہو ہیں سنار کی آنکھیں

کانوں میں دُر نہیں ہیں سایہ جیو صفا تو ہے ڈبے سب آزر بات میرا آشنا تو ہے
ملتے نہیں ہیں سنگدلی سیں اگر بتاں ناجی تو غم نہ کھا تیرا آخر خدا تو ہے

پیا ہنس کر پیالا پیو نے جب سیں پڑا ہے میکدے میں شور تب سیں
نہ لے یاقوت رنگینی کا پھر نام مقابل جو کروں اس لعل لب سیں

انبیا کا حکم مولا سیں جو وہ سرتاج ہے فیض عام اس کے سیں ہر ناری کنیں معراج ہے
دل کی نگری ضبط کرنی مردمک سیں دور نئیں کوت پتلی میں انکھیاں کی آج پھر تاراج ہے

دختر رز سیں کروں نسبت خودی سب کم کرے کتخدائی کا یہ خاصا ہے منی کو کم کرے
ہیں شہید اس ذوالفقار ابرو کا تب جیوں سا جو وہ گندم رنگ اب نام علی کو دم کرے

جو کوئی نرگس کی خوش چشماں انکھیوں کی سیاد ہے وہ شوخی سیں اسے گلشن میں خوب آنکھیں دکھاوے ہے
نفی ہو جائے من کی خضر کے ملنے کو کب ملتے کہ اس نشے کی کیفیت کو جو ڈوبے سو پاوے ہے

---

[1] انکھیاں۔

کہے بید سارا جو کچھ تن میں ہے   نہ بوجھے کا پنڈت برہ من میں ہے
پھٹے کیوں نہ بلبل کا دل شور سیں   وہ رشک بہار آج گلشن میں ہے

اوس شمع رو سیں جب کی ہماری لگن لگی   آتش جگر کی بھڑکی جگر جل کے تن لگی
تیرے صبیح رنگ کو سن ہو گئے سفید   جس دن سیتی چمکے اوپر نسترن لگی

یہ جامہ کربلائی بن پڑا ہے   صف عشاق میں اب رن پڑا ہے
زمیں کپڑوں میں اپنے نئیں سمائی   اس اوپر جو ترا دامن پڑا ہے

چشم بد دور آبرو مست کھو   کیا جو پیچھے سیں دیکھ پچھتایا
بیر مانگی تو گھاس دکھلایا   سست ہو کر ببول کھلایا

لب نوشیں سیں اپنے گر مجھے بوسا دے وہ ساجن   جلاوں تم باذنی کہہ کے ایکدم میں مسیحا کو
روانی اشک میرے کی گھٹی تجھ زلف کی دیکھے   کیا اس موج نے زنجیر ہو کر بند دریا کو

خشک مغزی سیں ایس کی دل کو بے آرام بوجھ   خوش کیا زاہد نے جان انکھیاں تیری بادام بوجھ
دل لگا گیسو سیں تیرے پھر خلاصی ہے محال   اب نہ چھٹکے بوالہوس گر دا سکے اپنا دام بوجھ

بہار آئی کھلا سکتا نہیں پان   دیکھو آیا ہے کس روزوں میں رمضاں

کہاں ناحق نے لی مجھی تیری شوخ　　عبث دردا اٹھائے مجھ پہ طوفاں

نہ دے بوسہ نہ لے ہے نقد دل کوں　　یوں ہی پھرتا ہے کچھ لینا نہ دینا
نہ دمڑی جوڑ کھا گینا پکایا　　کہے مرغی کا کام انڈے کو سینا

ہوا گر عمر اتنی اٹکلا در دیش پولوں کو　　ہوا کھیت جب ویران کیوں چھوٹے ہوا دلوں اگر
کچھ ایک بھی تجنیس ہو تب اپنے اوپر حرف لا سکیے　　دیکھو طوطی کنیں پکڑا گیا ہے اپنے بولوں کو

پوچھا ہے جس کا سینہ جل کر کباب ہوگا　　بازی میں حکم تب ہے جب آفتاب ہوگا
قاتل سنی ہے ہم نے نازک میاں کی تلوار　　عاشق کا مونہہ پہ اس کے اب خون ناب ہوگا

میں اس آئینہ رو کا کر کر دید　　باندھتا ہوں یہ طوطیا تمہید
خون بخشا ہے میں تیرے مونہہ سیں　　رنگ پان نے کیا ہے مجھ کو شہید

حیف انکھیاں نے تیری دیکھے نہ میرے دستخط　　واقعہ پہچانتا کم ہے جو ہو بدمست خط
جس طرح چینی میں بال آنے سیں پہنچے ہے شکست　　سادہ رویاں کو کرے ہے اس طرح دل خستہ خط

رنگ پان سیں ڈھ گئے وہ لعل اپنے مول سیں　　آب دونی ہوئی بدخشاں کی اب اس تنبول سیں
تنگ پوشی دام ہے معشوق کا گر ہو جامہ زیب　　بند کرتی ہے نہ دل جو لی جو پکڑے جھول سیں

کہیں کی سیر ہو جائے بنا رہتا ہے کب لڑکا　　نظر آتا ہے یہ مجھ کوں تماشے کا عجب لڑکا
جو شوخی سیں کرے عاشق کوں دیوانہ ہر اک ساعت　　پری رو ہو تو مت مل کیا بلا ہے بے ادب لڑکا

سب سیم و زر لٹا کر تج دی ہے لاج میں نے　　بھینٹ اس سنار کی لے پکڑی ہے آج میں نے
کہہ کس طرح نہ میرا بھی ملک دل ہو آباد　　سنگین دلوں کی صف کا پایا ہے راج میں نے

جو نہ دی نازکی سیں موجودات　　تب کمر اس کی رہ گئی شکی
ناجی اس جوش اشک سیں میرے　　آسماں ہو چلا ہے بن پچکی

سر نہ پانی کوں جو ترستا ہے　　کیوں اگن میں برہ کی دھنتا ہے
مہربانی سیں زر نہ کھو بے جا　　کہ فلک طرح دیکھ کستا ہے

منتظر مدت سیں تھا اس من ہرن کی جاد میں　　چھوڑتا نئیں آج تو آیا ہے میرے داد میں
شمع رو کوں گرم ملتے دیکھ کر مجھ سیں رقیب　　حرف نئیں کہتا جلا مرتا ہے اپنے تاد میں

میرا غواص دل مدہوش مستانہ ہے نہری ہے　　قدم مارے ہے موج عشق میں ہر چند گہری ہے
جو جوہر نئیں تو زینت ظاہری کچھ کام آتی نئیں　　کہ ہے بے قدر عملی تیغ گو قبضہ سنہری ہے

ظالم تیری نگہ کوں خنجر نہ کہوں تو کیا کہوں　　خونی ہر اک مژہ کوں نشتر نہ کہوں تو کیا کہوں

تجھ حسن کی جھلک سیں ہے داغ ماہ و ماہی
خورشید رخ کو تیرے خاور نہ کہوں تو کیا کہوں

کام شمشیر کا کرتے ہیں نگاہوں کے بیچ
دخل اس واسطے چتردن کا ہے شاہوں کے بیچ
رحمت حق سیتی ناجی کو ہے امید نجات
گرچہ ہوں غرق دریائے گناہوں کے بیچ

جامہ سمر کا بشم ہے اور کیا بلا ہے اون
چمکے ہے اس لباس میں اور ہی کلا بتوں
نو مشق نے ہلال کہ آتا ہے چرخ میں
لے ابروں کا دکھاتے ہو تم جو نوں

قدح خالی لیے کب کی کھڑی ہے باغ میں نرگس
گلابی چشم سیں اپنی نگاہ اسپر کد دیجے
پری چہرن پیچھے خوار ہونا خوب نئیں ناجی
اگر توفیق دیوے حق تو فکر آبرو کیجے

کوڑھے دگا مخالف کھٹا کرے ہے دل کو
کم رکھ بہاران سیں جو رنگ رس ہے کرنا
اہل جفا کا ناجی مت مان قول برعکس
جس بیچ پھل لگے ہے اسکو کہیں ہیں برنا

موحد خام ہے جو شرع کے پردے میں بچتا ہے
اثر سجدے کا ہے زاہد کے جو رہتا ہے سرسار
مجھے دیکھیں تو بل کھا کر الٹ جاتی ہیں جوں ناگن
تری زلفاں نے ٹھہرایا مگر ناجی کو سودا ہے

نہ دیکھا اسکی بھواں کو یہ مخالف نے کہا ضد سیں
سمجھ یارب نکالا چاہتا ہے مجھ کو مسجد سیں
تصور عشق میں کافی ہے مہ رویاں سیں پرے رہیے
جتا نزدیک ہووے دور پڑتا ہے مقاصد سیں

آتش ہجرت کے ہیں دلمیں انگارے اسقدر　　چرخ پر دیکھے نہ اے بے مہر تارے اسقدر
جیبھ میں تڑکے ہیں کانٹے یاد کرنے سیں مدام　　تجھکوں اے گلرو کہا ہوں آرے آرے اسقدر

جوہری کے خوب گندم رنگ ہیں قرب و جوار　　کیجیئے دو تین ماشے تول مونگے کے ہار
دانت جب کھٹے ہوئے منھ کی ترشروئی کو دیکھ　　کیوں نہ روئے عاشق غم دیدہ ڈھاڑیں مار مار

شراب سرخ ہے ڈر مت رنگیلے　　ہوا جاتا ہے تو کیوں زرد پیلے
لٹی سختی سیں نقد دل کوں مت موٹ　　کوئی دم بھر سیں دنیا میں جی لے

نشتر مژگاں کے پیچھے چاہیے زخم نگاہ　　بعد خوں ریزی کے مرہم لطف بھی فصاد کا
ہے تمنا جوئے بار خلد کی عاشق کے تئیں　　موج خار اسلسبیل چشم ہے فرہاد کا

ملتا نہیں ہے ہم سیں یہ کیا اٹک پڑی ہے　　ہر روز رہ میں ٹھٹنے کی دلبر کوں ٹک پڑی ہے
یوں پیچ مارا ترے چاہ ذقن میں کاکل　　جوں ناگنی کنوئیں میں پیاسی لٹک پڑی ہے

دانت خوباں کے تئیں کیے کھٹے　　جب سے چہرہ سجا ہے نارنجی
اے تکلف سیں اپنا پھرا پھیر　　بوجھ کملی کوں فرش شطرنجی

پھر وہ آئیں کلیاں آئیں یہ عمریں کھل گئیں　　دیکھ کر جس دن سیتی دو عنبریں بالکل گئیں

کس کی خوش چشمی نظر میں اُدکی آتی نئیں پسند   پر یہ انکھیاں دیکھکر نرگس کی آنکھیں کھل گئیں

ہے گانے سیں منہا تجھ کو عطا ہے لڑکی   شربت کا گھونٹ تیرے میٹھی صدا ہے سُر کی
ہے بیقرار زاہد سونے کو بھول تب سیں   گوشوں میں جب سیں پہنچی تعریف تیرے دُر کی

دل عاشق کا ہونا مشتری بن جہر آسان نئیں   مروت جز ذات اعظم ہے نہیں جس میں وہ انسان نئیں
دھری ہے عاشقاں کے قتل کی بنیاد ظالم نے   لب خونی یہ دیکھو اس کے رنگ بیڑہ پان نئیں

گیا پھر سے سیتی روشن سارا صفحا حویلی کا   سو من میں اپنے من و جھایہ گلشن ہے چنبیلی کا
تعلق یک سرِ مو کیا ہے آزاد مشرب کوں   گلے میں بے نوا کے دام ہے تار سیلی کا

لباں کی زیب اگر مطلب ہے مسّی کا حوالا کر   جو چاہے لعل کی لالی تو پہلے موہنہ کو کالا کر
ملا پیا اس رنگ کا عاشق کو کسنے کی کسوٹی تھی   نہیں اب ڈر تجھے اے سیم تن سونا اچھالا کر

اے مسافر فتیلہ سوز نہ ڈھونڈھ   دیولا نئیں یہاں سرائی ہے
مال زادی کے زر او پر مت بھول   بُری محنت کی یہ کمائی ہے

لگے پھیکا تیرے میٹھے کے آگے نیشکر مجھ کو   ترش لگتی ہے تجھ شیریں لباں سیں اب شکر مجھ کو
تیرے موہنہ سیں حجل شرمندہ ہے گل گلشن میں اے پیارے   نظر آتا ہے لالا کر عرق ہر صبح تر مجھ کو

شیخوں کو رقص و راگ سیتی پھیرمت کہو — لاتے ہیں سانگ کفر کا انکو بھگت کہو
صاحب کمال اور ہیں یہ اجنبی نہیں — ان کا سخن ہیچ وحی نہ لے من اگت کہو

نس اندھیرے میں چمک بجڑ کا گیا مجھ دل کا داغ — خوب نئیں یار روشن ہوا مجھ پر وہ تھا کس کا چراغ
بے خزاں رکھیو بہار حسن کو یا رب مدام — دیکھ اس گلرو کو دل ہوتا ہے میرا باغ باغ

متفرقات

ماہ رو کو چاندنی میں دیکھ کر
اس رخِ روشن کی جو کوئی یاد میں مشغول ہے

بغل سیں رم گیا ہو وہ پری رو گلبدن جی کا
کیا انکھیاں دکھا کر شوخ بیمار ایک عالم کو

بوسۂ خال رخ میں کیا ہے مزہ
جلا دیتی ہے عاشق کے تئیں موت

جو کوئی جامہ زیبوں کو لگا لینے کی دھن رکھے
کریگا سہو کا سجدہ نماز اپنی نہیں بھولا ہے

عرق ریزش میں اور گرمی قیامت ہو تو کیا ڈر ہے
نہیں غم بادشاہ ہند کوں سب ملک ٹوٹے کا
بڑے غافل ہیں صاحب نوبت اور سب ہند کے راجے

تیرے موہنہ سیں سرخرو نہ ہوا
جو کوئی عاشق ہو چلے التماس اس کا دوحرفی

زہے قدرت مارو ہیچگوں
نہ بولو یار کے خط کوں کہ رکھتا یا سنڈاتا ہے
تجھ لب کوں دیکھ جیو سیں آتی ہے تنگ مصری
جتے دکھا تجھے پسند کیا

کیوں چکوروں کی نہ ہووے چرخ حقل
نہار دسکے رو برو سوج مکھی کا پھول ہے
عجب نرگس سوکھ کر کانٹا ہوا اس غم سیں جل پی کا
دیہی ناتجی نہ پھر پوچھا کہ ابکے حال اس رخ کا

عارض حسن تل ہے کچھ سواد نہیں
جو اس کے عشق کا مطلب نہ ہو فوت
تو پاس اپنے الاچی پان سپاری کے دھن رکھے
کیا ایک صف کنیں بسمل ابھی تکبیر اولی ہو
سیاہی کے کنیں برسات ہے چلنے کے ابرو سیں
مگر ایک رہ گیا ہو خیال اودے بچھوٹے کے صوبے کا
نکلنے نئیں علاقوں سیں مگر جب سر پہ آ باجے

رہ گیا دل میں داغ لالا کے
گر ایک سے ہوئے ہو وہ با اجازت چار طرفی ہو

دو عالم نمودہ بہ یک کاف و نوں
میرے نشہ کی خاطر لطف سیں یا بنے بناتا ہے
کھلاوتی ہے اپنا تو لا دہ ایک مصری
داد حق ہے سجن یہ حسن قبول

دے گیا بوسہ لباں کا کہہ کے وہ پستہ دہن
کچھ مزہ رکھتے نہیں ایسے سمرقندی صلاح

نہال ہان سیں نہیں ہم ہی فقط ملنے کے بھوکے ہیں
نہ سرو قد ہم سیں ایتا بولے ہیں کیوں روٹھے

قامت کو تیرے دیکھ کے مسجد میں آج رات
بھولا موذن آپ سیں قد قامت الصلاۃ

ہے سلسلے میں زلف کے خال سیہ مرید
لینے کوں دل کے شوق ہے پیر و مرید کا

جو ایک محبوب ہے تو سو کتے اے بوالہوس مت جا
کہ ساری عمر بھرنے کوں کٹوری ایک کافی ہے

ہم کو بہ رنگ گلخن ہر دم ہے باغ اور ہی
اس لالہ رو کا دل پر کھلاتے ہیں داغ اور ہی

کیسے ہے دم بہ دم یا قوت یا قوت
تیرے لعل لب شیریں کا بھوکا

ناجی کو زیست کیوں نہ قیامت ہو دم بدم
مدت ہوئی کہ یار ہمن سیں بچھڑ گیا

بولا نہیں ہی ہنس کے وہ زنگیں سخن ہنوز
آیا نہیں کلی کے اوپر کچھ سخن ہنوز

میں لگایا ہے بو تراب سیں عشق
کیوں نہ ہو گل رخاں کی مٹی خوار

کرے کی دختر رز رخ سیں ساقی کے خجل مجھکو
کہ ناحق مونہہ لگی میرے کیا پیماں کسل مجھکو

پھر صبحدم نہ دیکھا جو ایک رات کو تھی
بیمار ہے یہ میں نے نہ سمجھا تھی کس طرح کی زینی

کمر بگی قتل عزیزاں کمر کنیں مت کس
کسے کا کام نہیں یہ کسی کسائی ہے

ہر ایک سوزن ہے اس گلرو کی مجھ سینے سیں یار
یا پھر ایک جانے ہے دل بلبل کا اس سوئی کی مار

بجا ہے اس کی شیخی خسرو ملک تجمل ہے
جو کوئی صدق یاں بندہ ہے سلطان المشائخ کا

زبسکہ میٹھے ہیں چپک رہے ہیں ہونٹ
کھلے گا طالعوں سیں یہ قفل ہی بتاشوں کا

کو رج کے نام سیں ڈرتا ہے امیرن کا جو دل
موت ہوتی ہے ادھوں کے تئیں ادل منزل

یکت چمن چل کر بدخشاں کے بہارستان نو باغ
ہند کے شہر کا اگر دیکھے تک آکر لال باغ

چمن میں صبح کوں ہنستے سنا جو لڑکے کو
کلی پکاری کہ شاباش تیرے بڑکے کو

صفت حبشی بچے کی اس سیں زیادہ نفضول ہے — کہ جب گلپوش ہو تب کہیے اسکو شام پھولی ہے

گیا خوشی سیں گلے لگا میرے — ہوئے اس سرو قد کی عمر دراز

بسکہ حبشی ہو ہے رشوت خور — سب نے ٹھہرا دیا ہے کالا چور

پری رو کیوں ترے چاہ ذقن کے ہوں نہ دیوانے — اسیر اپنا کرے یوسف کہ یہ کوا اچھلا واہے

ہے یہی اس سنار کے میں کھوٹ — لے میرے نقد دل کوں جلے ہے لوٹ

جلے کیوں کر نہ میرا دل جو اس کی تم سیں ان بن ہے — حوادث شعلہ خوباں کے کہوں کیا تمکو روشن ہے

اگر روشن کے تئیں پروانگی ہو — تو مثل شمع وہ ہنس کر کہے لو

نہ جانے اس کو کیا میٹھا ہے تیرا — بنا بولے لگا پھرتا ہے تجھ ساتھ

یار کی چھاتی پہ کچھ رنگینیاں سی دیکھ کر — ہو گیا عاشق دل اس دن سیں پھٹ کر پھانک پھانک

وہ کاریگر ہی جو احمق کو پانے پر لڑا دئے ہے — طمع گرداب ہا ہے جو مرغ ہے پانی میں جا وے ہے

ناجی نہ ٹوک ڈر تو حیا رہمنی سیں — اولاد کے بھتے بھوکے جو کہہ گئے نہ ہوتا

گیا اگر مہو کے برق سا ہم پر کڑک گیا — آخر کو من گھٹا کے ہمارا بھڑک گیا

نہ جانا میں کہ ایک اور مر رہا ہے — عبث کرنی ہے کیا پھر گور بر گور

لب شیریں کوں اپنے چاب کر اٹھتا ہے سوتے سیں — نہ جانے ناشتہ ہی صبح کا یا قوت ہے اس کا

پھر ماہ رو اس داد سیں نکلا نہ گزر کر — بے مہر میرا داد گیا دل سیں بسر کر

نہیں رہتا قرار اپنے اوپر وہ سنگ دل ہرگز — قسم ہے خواجہ قطب الدین کی پتھر پھسلتا ہے

ہر طرف قرباں ہیں عاشق مہ رخاں کی دید ہے — جان اٹک ہٹ جا گلے یہ آج روز عید ہے

ہزاراں سیں چھپا عشق یہ کھیوں میں دیکھتی ہیں — بڑی حیا رہیں صراف کی آنکھیں پرکھتی ہیں

یا خستہ دل ہوئے تھے اول صدائے نے سیں — یا اب ہوئے ہیں زخمی پیارے تمن کی لے سیں